

اسلام اور ختم نبوت

علامہ بدیع القادری

مکتبہ نور بصیرت لاہور

اسلام اور حق پرست

علامہ بدیع القادری (ہالینڈ)

مکتبہ نورِ بصیر شاد باغ لاہور، پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب _____ اسلام اور یہی مذہب
تصنیف _____ علامہ بدر القادری (ہالیسنڈ)
صفحات _____ ۴۱۸
طبع اول _____ ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء
ہدیہ _____ ۹۰ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نور بصیرت

متصل مرکزی جامع مسجد خفنیہ غوثیہ
۳۳ شاد باغ نزد گول گراؤنڈ - لاہور پاکستان

جُمْلَہٗ حُقُوقُ مَحْفُوظَہٗ

نام کتاب _____ اسلام اور نی مذہب
تصنیف _____ علامہ بدر القادری (ہالیسنڈ)
صفحات _____ ۴۱۸
طبع اول _____ ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء
ہدیہ _____ ۹۰ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نور بصیرت

متصل مرکزی جامع مسجد خفنیہ غوثیہ
۳۳۳ شاد باغ نزد گول گراؤنڈ - لاہور پاکستان

ترتیب مقالات

صفحہ

۴	مقدمہ
۶	پیش لفظ
۱۲	مسئلہ خلافت اور شیعہ مذہب
۶۲	صحابہ کرام، اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت
۱۰۷	قرآن اور صحابہ امام خمینی کی نظریں
۱۸۱	خلفاء اور اہل بیت کے تعلقات
۱۹۶	مشاجرات صحابہ اور اسلامی موقف
۲۲۰	تقیہ
۲۳۷	باغ فدک
۲۵۶	غدير خم اور اس کے وارث جناب خمینی
۲۶۶	متعہ
۲۷۲	تقویٰ، تقیہ اور تبرا
۲۸۸	شیعی قرآن و حدیث
۳۰۰	تفریق بین المسلمین اور شیعہ
۳۳۰	یہ انقلاب اسلامی ہے یا شیطانی
۳۳۷	کامیاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب مشن
۳۴۵	ماتم و نوحہ اور روایات شیعہ
۳۵۸	ایرانی قاتل کے عقائد
۳۸۴	خمینی مودودی قدر مشترک

ترتیب مقالات

صفحہ

۴	مقدمہ
۶	پیش لفظ
۱۲	مسئلہ خلافت اور شیعہ مذہب
۶۲	صحابہ کرام، اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت
۱۰۷	قرآن اور صحابہ امام خمینی کی نظریں
۱۸۱	خلفاء اور اہل بیت کے تعلقات
۱۹۶	مشاجرات صحابہ اور اسلامی موقف
۲۲۰	تقیہ
۲۳۷	باغ فدک
۲۵۶	غدير خم اور اس کے وارث جناب خمینی
۲۶۶	متعہ
۲۷۲	تقویٰ، تقیہ اور تبرا
۲۸۸	شیعی قرآن و حدیث
۳۰۰	تفریق بین المسلمین اور شیعہ
۳۳۰	یہ انقلاب اسلامی ہے یا شیطانی
۳۳۷	کامیاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب مشن
۳۴۵	ما تم ونوحہ اور روایات شیعہ
۳۵۸	ایرانی قائد کے عقائد
۳۸۲	خمینی مودودی قدر مشترک

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول ترین دین صرف اور اسلام ہے سید الانبیاء حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر نہ تو ہدایت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اخروی نجات حاصل ہو سکتی ہے، اسلام کا آئین حیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لافانی اور عظیم معجزہ قرآن پاک ہے، قرآن پاک ہم تک نقل متواتر سے پہنچا ہے، اس سلسلے کے اولین کڑی، اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، بحیثیت مسلمان صحابہ و اہل بیت کی محبت و عقیدت ہم پر لازم ہے حدیث شریف میں اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند اور صحابہ کرام کو ستاروں کی مثل قرار دیا گیا ہے، امام احمد رضا بریلوی اسی پس منظر میں فرماتے ہیں:-

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ مجم ہیں اور ناؤ ہے عرث رسول اللہ کی۔ خارجی اہل بیت کی دشمنی مول لے کر اور روافض، صحابہ کرام کا انکار کر کے اپنا رشتہ قرآن اور اسلام سے منقطع کر بیٹھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

تمام بدعتی فرقوں سے بدترین وہ جماعت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بغض رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں انہیں کافر کہا ہے لفظ ہم الکفار قرآن پاک اور شریعت کی تبلیغ صحابہ کرام نے کی ہے، اگر وہ محل طعن ہوں تو قرآن اور شریعت میں طعن لازم آئے گا، قرآن پاک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے، اگر عثمان مطعون ہوں تو قرآن پر بھی طعن لازم آئے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں زندیقوں کے عقیدے سے محفوظ رکھے (ترجمہ)

صرف یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے تو قرآن پاک کو تحریف شدہ قرار دیا، نعوذ باللہ من ذالک حالانکہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔

مفکر اسلام علامہ بدر القادری مدظلہ ہندوستان کے رہنے والے اور اہل سنت کی مشہور اور عظیم درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فاضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف وسیع علم اور زور وار قلم عطا فرمایا ہے، بلکہ انہیں دل بیدار کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے، انہوں نے محسوس کیا کہ انقلاب ایران کے بعد دنیا بھر میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ یہ اسلامی انقلاب تھا اور یہ کہ شیعیت ہی اسلام ہے، علامہ بدر القادری

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول ترین دین صرف اور اسلام ہے سید الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر نہ تو ہدایت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اخروی نجات حاصل ہو سکتی ہے، اسلام کا آئین حیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لافانی اور عظیم معجزہ قرآن پاک ہے، قرآن پاک ہم تک نقل متواتر سے پہنچا ہے، اس سلسلے کے اولین کڑی، اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، بحیثیت مسلمان صحابہ و اہل بیت کی محبت و عقیدت ہم پر لازم ہے حدیث شریف میں اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند اور صحابہ کرام کو ستاروں کی مثل قرار دیا گیا ہے، امام احمد رضا بریلوی اسی پس منظر میں فرماتے ہیں:-

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ بنجم ہیں اور تاؤ ہے عرث رسول اللہ کی۔ خارجی اہل بیت کی دشمنی مول لے کر اور ردائض، صحابہ کرام کا انکار کر کے اپنا رشتہ قرآن اور اسلام سے منقطع کر بیٹھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

تمام بدعتی فرقوں سے بدترین وہ جماعت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بغض رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں انہیں کافر کہا ہے لم یضبط بہم الکفر قرآن پاک اور شریعت کی تبلیغ صحابہ کرام نے کی ہے، اگر وہ محل طعن ہوں تو قرآن اور شریعت میں طعن لازم آئے گا، قرآن پاک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے، اگر عثمان مطعون ہوں تو قرآن پر بھی طعن لازم آئے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں زندیقوں کے عقیدے سے محفوظ رکھے (ترجمہ)

صرف یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے تو قرآن پاک کو تحریف شدہ قرار دیا، نعوذ باللہ من ذالک حالانکہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔

مفکر اسلام علامہ بدر القادری مدظلہ ہندوستان کے رہنے والے اور اہل سنت کی مشہور اور عظیم درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فاضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف وسیع علم اور زور دار قلم عطا فرمایا ہے، بلکہ انہیں دل بیدار کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے، انہوں نے محسوس کیا کہ انقلاب ایران کے بعد دنیا بھر میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ یہ اسلامی انقلاب تھا اور یہ کہ شیعیت ہی اسلام ہے، علامہ بدر القادری

اس صورت حال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

چودہ سو سال کی پوری اسلامی تاریخی کا مطالعہ کر جائیے، اس عرصہ میں شیعہ قوم کو کبھی اتنا فروغ حاصل نہیں ہوا جتنا ایرانی انقلاب کے ذریعے ہوا، ایرانی انقلاب کا ڈرامائی انداز سے پوری دنیا پر ایک اثر محسوس کیا گیا، خاص طور سے ان ۴۸ ملکوں پر • اثر ہوا جن کی باگ ڈور، بنام اسلام بے کردار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ اس دوران ایران سے شیعہ لڑیچر کا ایک طوفان اٹھا اور مسلمانوں کے مطالعہ کی میزیں خمینی کی تصویروں سے بٹ گئیں، اپنی شیعیت کو تقیہ کو پردے میں چھپانے والے فخر سے سراونچا کر کے چلنے لگے اور سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ دنیا یہ باور کر لے کہ شیعیت ہی اسلام ہے۔

یہ بھی پردہ پیگنڈا کیا گیا کہ ”امام خمینی“ بڑے وسیع ذہن کے مالک ہیں، ان کے ہاں تشدد اور تعصب نام کی کوئی چیز نہیں ہے، جب کہ حقیقت اس کے برعکس تھی، خمینی صاحب وہی شیعہ عقائد رکھتے تھے جو صدیوں سے چلے آ رہے ہیں، اس صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے علامہ بدر القادری نے پیش نظر کتاب اسلام اور خمینی مذہب لکھی جس میں بتایا کہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ کا اسلام کیا ہے اور خمینی صاحب کے عقائد کیا ہیں؟ اس کتاب میں انہوں نے ہر بات باحوالہ اور تحقیقی انداز میں لکھی ہے، تقابلی مطالعہ کرنے والوں کے لئے یہ کتاب بڑی مفید ثابت ہوگی اور بہت سے حقائق ایسے سامنے آئیں گے جو قارئین کو سوچنے پر مجبور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اسلامی عقائد و نظریات پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور علامہ بدر القادری مدظلہ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۲۲، ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

۲۳، جون ۱۹۹۳ء

احمد سرہندی، امام ربانی مجدد الف ثانی: مکتوبات فارسی (نور کمپنی، لاہور) دفتر اول حصہ دوم ص ۳۲

بدر القادری، علامہ: اے مسلمان ہوشیار (پیش نظر کتاب کا ایک باب)

اس صورت حال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

چودہ سو سال کی پوری اسلامی تاریخی کا مطالعہ کر جائیے ، اس عرصہ میں شیعہ قوم کو کبھی اتنا فروغ حاصل نہیں ہوا جتنا ایرانی انقلاب کے ذریعے ہوا ، ایرانی انقلاب کا ڈرامائی انداز سے پوری دنیا پر ایک اثر محسوس کیا گیا ، خاص طور سے ان ۴۸ ملکوں پر * اثر ہوا جن کی باگ ڈور ، بنام اسلام بے کردار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی — اس دوران ایران سے شیعہ لڑیچر کا ایک طوفان اٹھا اور مسلمانوں کے مطالعہ کی میزیں خمینی کی تصویروں سے بٹ گئیں ، اپنی شیعیت کو تقیہ کو پردے میں چھپانے والے فخر سے سر اونچا کر کے چلنے لگے اور سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ دنیا یہ باور کر لے کہ شیعیت ہی اسلام ہے۔

یہ بھی پروپیگنڈا کیا گیا کہ ”امام خمینی“ بڑے وسیع ذہن کے مالک ہیں ، ان کے ہاں تشدد اور تعصب نام کی کوئی چیز نہیں ہے ، جب کہ حقیقت اس کے برعکس تھی ، خمینی صاحب وہی شیعہ عقائد رکھتے تھے جو صدیوں سے چلے آ رہے ہیں ، اس صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے علامہ بدر القادری نے پیش نظر کتاب اسلام اور خمینی مذہب لکھی جس میں بتایا کہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ کا اسلام کیا ہے اور خمینی صاحب کے عقائد کیا ہیں ؟ اس کتاب میں انہوں نے ہر بات باحوالہ اور تحقیقی انداز میں لکھی ہے ، تقابلی مطالعہ کرنے والوں کے لئے یہ کتاب بڑی مفید ثابت ہوگی اور بہت سے حقائق ایسے سامنے آئیں گے جو قارئین کو سوچنے پر مجبور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اسلامی عقائد و نظریات پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور علامہ بدر القادری مدظلہ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۲۲ ، ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

۲۳ ، جون ۱۹۹۲ء

احمد سرہندی ، امام ربانی مجدد الف ثانی : مکتوبات فارسی (نور کمپنی ، لاہور) دفتر اول حصہ دوم ص ۳۲

بدر القادری ، علامہ : اے مسلمان ہوشیار (پیش نظر کتاب کا ایک باب)

پیش لفظ

الحمد لله الذي اختص نبي محمد صلى الله عليه وسلم بأصحاب
كالنجوم واجب على الكافة تعظيمهم واعتقاد حقيقتهم ما كانوا عليه لها
منجوة من حقائق المعارف والعلوم واشهادان لا اله الا الله وحده
لا شريك له شهادة اندرج بها في سلكهم المنظوم واشهادان سيدنا
محمد عبده ورسوله الذي جاءه بكرة المكنون صلى الله عليه وعلى آله
وأصحابه صلوة وسلاماً دائماً أمين بدوام الحى القيوم - اما بعد

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ
وَكَانُوْا شَيْعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ
شَيْْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
يَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ
بیشک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں
اور ہو گئے کئی گروہ (اے محبوب) نہیں ہے
آپ کا ان سے کوئی علاقہ، ان کا معاملہ اللہ کے
حوالے ہے، پھر وہ بتائے گا جو کچھ وہ کیا
کرتے تھے۔ (الانعام - ۱۵۹)

اسلام الہی نور ہے، جو ہر دور کی کفری آندھیوں اور طاغوتی ظلمتوں سے نبرد آزما
ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا ہے۔ کسی زمانے کی کوئی باطل تحریک خواہ وہ کتنے ہی کردار
سے کیوں نہ ابھری ہو اس دین فطرت کو زیر نہ کر سکی۔

يُرِيْدُ فَاَنْ لِّیْطْفِئُوْا نُوْرٌ
اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ
یہ نادان چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو
اپنی پھونکوں سے، لیکن اللہ اپنے نور کو کمال
تک پہنچا کر رہے گا۔ خواہ ناپسند کریں اسے
کافر، (الصف ۸)

پیش لفظ

الحمد لله الذي اختص نبي محمد صلى الله عليه وسلم بأصحاب
كالنجوم وواجب على الكافة تعظيمهم واعتقاد حقيقتهم ما كانوا عليه لها
منجوة من حقائق المعارف والعلوم. أشهد أن لا إله إلا الله وحده
لا شريك له شهادة اندرج بها في سلم المنظوم. أشهد أن سيدنا
محمد عبده ورسوله الذي جاء به رسالة المكنون صلى الله عليه وعلى آله
وأصحابه صلوة وسلاماً دائماً أمين بدمام المحي القيوم. أما بعد

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ
وَكَانُوْا شَيْعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ
شَيْْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
يَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ
بیشک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں
اور ہو گئے کسی گروہ (اے محبوب) نہیں ہے،
آپ کا ان سے کوئی علاقہ، ان کا معاملہ اللہ کے
حوالے ہے، پھر وہ بتائے گا جو کچھ وہ کیا
کرتے تھے۔ (الانعام - ۱۵۹)

اسلام الہی نور ہے، جو ہر دور کی کفری آندھیوں اور طاغوتی ظلمتوں سے نبرد آزما
ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا ہے۔ کسی زمانے کی کوئی باطل تحریک خواہ وہ کتنے ہی کردار
سے کیوں نہ ابھری ہو اس دین فطرت کو زیر نہ کر سکی۔

يُرِيْدُ فَاَنْ يُطْفِئُوْا نُوْرَ
اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ
یہ نادان چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو
اپنی پھونکوں سے، لیکن اللہ اپنے نور کو کمال
تک پہنچا کر رہے گا۔ خواہ ناپسند کریں اسے
کافر، (الصف ۸)

ہزار کفر کے طوفان اٹھا کریں کیا غم
حسدانی شمع کو پھونکوں سے کچھ گزند نہیں بدر

بنام اسلام روافض و خوارج کا فتنہ کچھ آج کے زمانے کی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ
خیر القرون کے بعد ہی مسلمانوں میں ان فاسد و مفسد عناصر کی پیدائش ہو چکی تھی۔ اور مخبر
صادق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان فرقوں کی زہرناکیوں
سے بھی پہلے ہی مطلع فرمادیا تھا۔ اس لئے السواد الاعظم یعنی ملت مسلمہ ابتداء ہی سے
ہمیشہ را اور خیردار رہی۔ خوارج تو رفتہ رفتہ کا عدم ہوئے۔ مگر روافض بنام شیعہ
زندہ رہے۔ اور درون خانہ اپنی تنظیم و تہذیب کرتے رہے۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سربراہی میں یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں
کے ان گنت ٹھکانے شعاع توحید سے جگمگائے۔ اسلام دنیا کی موثر آبادیوں تک اپنی عظمت
کے پھر پرے لہرا چکا تھا۔ عجمی علاقے تیزی کے ساتھ مسلمانوں کے زیر نگیں آ رہے تھے۔
رومیوں کی قوت جو اس دور کی عظیم طاقت تھی۔ مسلمانوں کے متواتر حملوں سے مضحمل
ہو رہی تھی۔ کتاب اللہ سنت رسول اللہ، اور صحابہ عدول کے فیضان سے مالا مال
ہو کر مسلمان جہانوں کے لشکر بڑی آبادیوں، اور سمندری موجوں کو مسخر کرنے میں مشغول تھے
اس دوران کچھ ایسے اسلام دشمن عناصر بھی تھے جو دین حق کی عمارت کو مسمار کرنے کی
ترکیبوں میں لگے ہوئے تھے۔ زمانہ قدم قدم آگے بڑھتا رہا۔ اور مسلمان دینی و ملی اعتبار
سے مضحمل ہوتے رہے۔ اس دوران بہت سے گمراہ فرقے بنام اسلام ابھرے اور فنا
بھی ہو گئے۔ مگر رافضی شیعیت کے نام سے پلتا بڑھتا رہا۔

پروپیگنڈہ ہم اور اس کے اثرات | چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ
کو جانے اس عرصہ میں شیعہ قوم کو کبھی

اتنا فردغ حاصل نہیں ہوا، جتنا ایرانی انقلاب کے ذریعہ حاصل ہوا۔ ایرانی انقلاب
کا ڈرامائی انداز سے پوری دنیا پر ایک اثر محسوس کیا گیا۔ خاص طور سے ان ۴۸ ملکوں
پر اثر ہوا۔ جن کی باگ ڈور بنام اسلام بے کردار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ یورپین

ہلاک اور امریکی ملکوں میں خمینی انقلاب کو بطور خاص اسلامی انقلاب مشہور کیا گیا۔ اس دوران ایران سے شیعہ لٹریچر کا ایک طوفان اٹھا اور مسلمانوں کے مطالعو کی میسرز خمینی کی تصویروں سے پٹ گئیں۔ اپنی شیعیت کو تہذیب کے پردے میں چھپانے والے فخر سے سرا دینچا کر کے چلنے لگے۔ اور سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ دنیا یہ باور کرے کہ شیعیت ہی اسلام ہے۔

اس کی ایک جھلک ایران کے سازمان تبعضات اسلامی کی ایک سالہ رپورٹ کی روشنی میں ہم نذر قارئین کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ ادارہ ۱۹۸۸ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس ادارہ نے مختلف وزارتوں کے تحت ایران کے مختلف صوبوں اور شہروں میں اپنے ۱۳۸ مراکز قائم کئے ہیں۔ اور برصغیر جنوب مشرقی ایشیا، یورپ اور افریقہ میں اس کی شاخیں اور دفاتر قائم ہوئے۔

■ مبلغین کے شعبہ میں ۲۲،۸۲۴ مبلغین دیہاتوں، کارخانوں اور دفاتر میں بھیجے گئے۔

- ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار عملتے شیعو کو محاذ جنگ پر تبلیغ کے لئے متعین کیا گیا۔
- پورے ایران میں نماز جمعہ سے پہلے تقریر کے لئے بارہ سو خطبا بھیجے گئے۔
- مختلف شہروں میں ۵۵۳۸۵ کلاسیں کھولی گئیں۔
- آفسوں، کارخانوں، اسکولوں میں ۱۹۳۲۱ انجمنیں کھولی گئیں جن کی سرپرستی سازمان کرتی ہے۔

- مسائل اور خاص دنوں کے بارے میں ۲ لاکھ کتابیں اور منڈیل تقسیم کئے گئے،
- تمام عامۃ الورد مقامات پر ایک اسپتال، اشتہارات فلمیں دکھانے اور تقریبات و تقاریر کا انتظام کیا گیا۔

■ شعبہ ثقافت، فنون لطیفہ، فلم یونٹ، نجسمی یونٹ، تھیٹر یونٹ، ادب یونٹ نیز وزارت صحت، وزارت تعمیرات، وزارت محنت و زراعت، ایئر پورٹ ریگولے وغیرہ کے شعبوں کے وسیع تر کاموں کو ظم انداز کر کے ہم یہاں محض بین الاقوامی شعبہ کا

جائزہ لیتے ہیں۔

■ معارف قرآن کریم کے عنوان سے "نیر اسلامی کانفرنس" کا انعقاد جس میں چار سو سے زائد غیر ملکی علماء نے شرکت کی۔

● سازمان نے نائجیریا، سیرالئون، بنگلادیش، برطانیہ، الجزائر، جده، اسلام آباد، مکہ معظمہ وغیرہ میں منعقد ہونے والی سرکاری و غیر سرکاری، بین الاقوامی کانفرنسیوں اور سیمیناروں میں اپنے متحرک وفد بھیجے۔

■ ۴۵ دن کے تبلیغی دورے پر ۲۸ مبلغین کو جرمنی، ہندوستان، ارجنٹائن، سوڈن، تھائی لینڈ، ترکی، فلپائن، پاکستان، آسٹریلیا، اٹلی، چیکو سلواکیہ، یوگوسلاویہ وغیرہ بھیجے۔ اسی طرح ۲۲ مبلغین پھر بھیجے گئے۔

● تبلیغی کاموں کے جائزہ کے لئے ۳۹ سٹنگیں بلائیں۔

■ مذہبی موضوعات پر ۳ لاکھ سے زائد کتابیں غیر ممالک ارسال کی گئیں۔ اور روزانہ ۸ ہزار اخبار بھیجے جاتے ہیں۔

● ۱،۵۰ ویڈیو تبلیغی فلمیں، ۱۶۰ ملی میٹر کی ۹۰ فلمیں اور دو ہزار کیسٹ بھیجے گئے۔

● ۱۴۰ غیر ملکی تنظیموں کی سرپرستی اور مالی و فکری امداد شروع کی گئی۔

● انگریزی زبان میں تہران ٹائمز، عربی، انگریزی اور اردو میں مجلہ التوحید اور توحید بچوں کے لئے دو ماہی الہدیٰ جاری کئے گئے۔ جو ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

● عربی، فارسی، اردو، انگریزی، سواحلی، اور کردی زبانوں میں، نیز بچوں کے لئے الگ الگ عنوانات پر سیکڑوں کتابیں طبع کر کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں (مختصاً: مجلہ توحید، ج ۱، شمارہ ۴، ص: ۱۶۲ تا ۱۸۰)

لے واضح رہے کہ یہ جائزہ محض ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۱ء تک کا ہے۔ جبکہ ایران جنگ کی آگ میں مگھل رہا تھا۔ اس کے بعد اس میں کس قدر اضافہ ہوا ہوگا۔ محتاج بیان نہیں۔ تب

ایران کے انقلاب نے دنیا بھر کے شیعوں میں بیداری کی ایک لہر پیدا کر دی۔ اور آج تک کتھان کے شیعہ قانون پر عمل کرنے والے اور امام غائب کے ظہور تک جہاد کرنے والے شیعیت کی اشاعت پر کروڑوں کی دولت لگانے اور نوسو بی جہاد کے حکم کو بالائے طاق رکھ کر جنگ پر کمر بستہ ہوئے۔

کچھ غیر شیعہ افراد بھی خمینی تحریک کو اسلامی تحریک اور ایرانی نظام حکومت کو اسلامی گردان رہے ہیں۔ ان میں سے پاک و ہند کی مودودی جماعت کے ترجمان جناب اسعد گیلانی کا بیان پڑھئے۔

دنیا کے مسلمانوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس (ایرانی) انقلاب کو کامیاب کرنے کے لئے اپنی ساری توانائیاں صرف کریں۔ ناکامی کی صورت میں کوئی شخص دنیا کو یہ کہہ کر مطمئن نہیں کر سکے گا کہ یہ تو شیعہ انقلاب تھا۔ اسلامی انقلاب نہیں تھا۔ دنیا نہ ان کے انقلاب کو شیعہ انقلاب تسلیم کرتی ہے۔ اور نہ دوسرے کسی انقلاب کو سنی انقلاب تسلیم کرے گی۔ یہ تو مسلمانوں کے گھر کی تفریقات ہیں۔ کافر دنیا تو صرف اسلام کو جانتی ہے۔ وہ یہ ناکامی اسلام کے کھاتے میں ڈال کر اپنی گمراہی پر اور زیادہ مطمئن ہو جائے گی۔ اور یہ اسلامی دنیا کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ (سفرنامہ ایران، سید اسعد گیلانی، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲۵)

یوں تو مودودی صاحب خود خمینیت سے کافی متاثر تھے جس کا ثبوت ہم نے اپنے مقالہ خمینی مودودی قدر مشترک میں فراہم کیا ہے۔ جب رہنمائے جماعت ہی کا یہ حال ہو تو سمجھے چلنے والے اگر مزید کچھ آگے بڑھیں تو تعجب کیا۔ مثلاً اخبارات کی یہ خبر کہ "بیاں طفیل محمد اور اسلامی تحریکوں کے نمائندوں نے تہران میں آقائے خمینی کی امامت میں نماز ادا کی۔ انہوں نے کہا کہ آقائے خمینی دنیا کے مسلمانوں کے رہنما ہیں۔" (نوائے وقت، راولپنڈی ۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء)

عام مسلمان نبیادی طور پر شیعہ عقائد و اعمال کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں

اور ان کا خیال یہ ہے کہ شیعوہ مسلمانوں میں کے و افراد ہیں جو ماہ محرم میں عزاداری کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام معتقدات مسلمان اہل سنت ہی کی طرح ہیں۔ اس طرح شیعوں نے اپنے رسائل، مجلات، اور اشتہارات میں اپنے معتقدات و مقاصد کی تائید میں اسلامی کتب کے حوالوں کو بھی جاوے جا استعمال کر کے گمراہی کا ایک سیلاب جاری کر دیا۔ اہل تشیع کے اس تقیہ کو مسلمان عوام تو عوام کم خواندہ ائمہ مساجد اور اہل خانقاہ نے بھی نہیں سمجھا۔ مجلہ توحید قم ایران کے بیشتر مضامین اسی پالیسی کے تحت لکھے جاتے ہیں۔ ناروے کے سہ ماہی شیعہ میگزین "سفینہ" کے ایک شمارہ پر تبصرہ کے ساتھ انڈیا کے نفیس حیدر پوری کا مشورہ ملاحظہ کیجئے۔

دوسرے شمارہ کے سرورق پر امام شافعی کا شعر دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی قرآنی معلومات کے ساتھ فضیلت معصومین سے متعلق احادیث نبوی کی اشاعت بھی مناسب رہے گی۔ جس میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ ترمذی شریف نیز کنز العمال وغیرہ کے ماخذ بہتر رہیں گے۔

(سفینہ سہ ماہی ادسلو، ناروے، ج ۲، شمارہ ۱ ص ۳۰)

حقیقی اسلام کے روئے تاباں کی جانب بڑھتی ہوئی گھناؤنی بدلیوں کو دیکھ کر کچھ ذی شعور انسانوں کی غیرت ملی بیدار ہوئی۔ اور ان کے تقاضے پر فقیر نے ردِ شیعیت و خبیثیت میں چند مضامین سپرد قلم کئے ہیں۔ اگر ان کے مطالعہ سے چند سینوں کے اندر بھی شیعہ ایمانی کی حفاظت ہو گئی تو میں اپنی محنت کو بار آور خیال کروں گا۔ رب کریم مجھ بندہ عاصی کو یار غار بنی کے انوارِ خاک قدم سے بہرہ مند فرمائے، اور طفیل آل و اصحابِ مصطفیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

۱۲

مسئلہ خلافت

اول

شیعہ مذہب

فہرست

صفحہ	مندرجات
۱۵	● خلافت اور اس کی اقسام
۱۷	● وصیت خلافت اور شیعہ روایات
۱۸	● اشارات
۱۹	● امام کا تقرر مسلمانوں پر واجب
۲۲	● خلافت و امامت اور شیعہ نظریہ
۲۳	● جناب خمینی اور عقیدہ امامت
۲۵	● ایک ایرانی اور مسئلہ امامت
۲۷	● شیعہوں کی سب سے بڑی کتاب اور امامت
۲۹	● چند لمحے ٹھہریئے اور غور کیجئے
۳۱	● ثبوت امامت کے لئے تفسیر میں خوردبرد
۳۳	● "الولایہ" شیعہوں کے قرآن کی ایک سورہ
۳۳	● من گھڑت سورہ "الولایہ" کا عکس
۳۳	● آسمان راقی بود گر خون بیار دبر زمیں
۳۴	● خلافت صدیقی اور حضرت علی
۳۷	● خود سپیدنا علی کیا فرماتے ہیں؟
۳۸	● نہج البلاغۃ کی روشنی میں

صفحہ	مندرجات
۴۱	● خلفاء ثلاثہ کے فضائل اور شیعہ روایات
۴۲	● فضائل صدیق اکبر شیعہ تفسیر میں
۴۳	● خلافت قیاس استدلال
۴۶	● شیعیت کی نئی لہر
۴۷	● بارہ امام
۴۸	● ظہور مہدی کی چند احادیث
۵۱	● ان احادیث کا معنوی نواسر ثابت
۵۲	● احادیث ظہور مہدی کا واقعی خاکہ
۵۲	● شرف بیعت
۵۳	● جہاد و فتح
۵۴	● فتح قسطنطنیہ
۵۴	● طلیعہ امام مہدی
۵۴	● خروج دجال
۵۴	● حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری
۵۵	● وفات امام مہدی
۵۵	● امام غائب کون ہیں؟
۵۷	● امام غائب اور شیعہ روایات
۵۹	● مراجع



مسئلہ خلافت اور شیعہ مذہب

خلافت اور اس کی اقسام | خلافت : مادہ خ ل ف ، بمعنی جانشین اور نیابت ، خاص معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ، (مفردات) امامت اور ولایت کے الفاظ بھی اسی خاص مفہوم میں ادا ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ اس نیابت و جانشینی کی دو قسم ہے ۔

۱۔ جزئی مفید ۲۔ کلی مطلق

قسم اول :۔۔۔۔۔۔ وہ نیابت و جانشینی جو امام کسی خاص کام کے لئے ، خاص جگہ ، کسی خاص وقت کے لئے کسی دوسرے کو اپنا نائب بنا دے ۔ مثلاً جنگ کے لئے کسی کو امیر لشکر بنا کر بھیجنا ، اسی طرح حج کے لئے کسی کو امیر الحج بنانا ، کسی علاقہ کے انتظام و انصرام ، خراج اور زکوٰۃ وغیرہ کی وصولی کے لئے کسی کو مقرر کرنا ، یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر کسی کے سپرد کر جانا ، اپنے کسی شہر ، علاقے یا صوبے کا ناظم ، صوبہ دار ، گورنر یا حاکم بنا کر کسی کو مقرر کرنا وغیرہ ، اس خلافت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی ۔ چنانچہ احادیث و سیرے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف صحابہ کرام کو اس قسم کی ذمہ داریاں عطا فرمائیں ۔

(ا)۔۔۔۔۔۔ امیر لشکر کے طور پر سیدنا صدیق اکبر حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو غزوات کے لئے روانہ فرمایا ۔
(ب)۔۔۔۔۔۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا خالد بن ولید کو اپنا نائب بنا کر روانہ فرمایا ۔

۳۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ فرماتے ہیں ، اخذ صدقات اصل کام حضور والا صلوات

(ج) _____ ناظم اور صوبہ دار کی حیثیت سے، حضرت عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ، حضرت معاذ بن جبل کو ولایت نجد، حضرت ابو موسیٰ اشعری کو زبید و مدین، حضرت ابوسفیان یا حضرت عمرو بن حزم کو بخران، حضرت زیاد بن ابیہ کو حضرت موت، حضرت خالد بن سعید اموی کو حجاز، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو عمان بھیجا۔
 (د) _____ قاضی کی حیثیت سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن روانہ فرمایا۔ اسی طرح مختلف مواقع پر فاروق اعظم، معقل بن یسار اور حضرت عقبہ کو حکم قضا دیا۔

(ه) _____ امیر الحج بنا کر مدینہ میں حضرت عتاب کو اور مدینہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

(و) _____ مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنا کر غزوہ بدر کے موقع پر حضرت ابولبابہ انصاری کو، غزوہ تبوک کے وقت حضرت علی کو اور تیرہ غزوات و اسفار کے مواقع پر حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہم کو مدینہ طیبہ کا امیر و والی مقرر فرمایا۔ مگر یہ تمام نیابتیں عارضی اور وقتی تھیں۔ ان کو خلافت و امامت کبریٰ کے لئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

فہم ثانی _____ وہ خلافت ہے، جسے امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ جس کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً کسی کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مہونے والے خلیفہ کا نام ذکر فرما دیا ہوتا تو صحابہ کبار مہاجرین و انصار کو مشاورت کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اور یہی بات حق ہے۔ کیونکہ خود امیر المومنین حضرت

اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ کلبے۔ اس لئے اس کام کے لئے حضور جسے متعین فرمائیں وہ حضور کا نائب ہوگا۔ آیت کریمہ: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (اے محبوب! ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو، جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو) کو بطور دلیل لائے ہیں۔ (غایۃ التحقیق، ص: ۳)

علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے بھی قوی سندوں کے ساتھ ثابت ہے، کہ جب آپ کا وقت اخیر آیا تو لوگوں نے عرض کیا۔ حضور کسی کو اپنا نائب مقرر فرما دیں۔ تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا۔ نہیں میں کسی کو اپنے بعد خلیفہ مقرر نہیں کروں گا بلکہ یہی چھوڑ دوں گا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے ۱۷

مسلمانان اہل سنت کی کتب احادیث میں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے یہ مضمون اور اسی کے مؤید مضامین کی احادیث اس کثرت سے موجود ہیں جن سے رو گواہی نہیں کی جاسکتی۔ اسی کے ساتھ ساتھ شیعوں کی کتابیں بھی ان مضامین سے خالی نہیں ہیں۔ آئیے ملاحظہ کیجئے۔

ابو وائل اور حکیم رادی ہیں کہ امیر المومنین

وصیت خلافت اور شعی روایات

علی علیہ السلام سے آخری وقت عرض

کیا گیا کہ آپ اپنے قائم مقام کے لئے وصیت کیوں نہیں فرماتے تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

قال ما وصی رسول اللہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی تھی

اللہ علیہ وسلم فادعی ولكن (تو میں کیسے کروں) البتہ حضور نے یہ فرمایا تھا

قال ان اراد اللہ خیراً فیجمعہم اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے

علی خیرہم بعد نبیہم ۱۸ بعد تم میں کے بہتر شخص پر لوگوں کا اتفاق ہو جائیگا

اسی صفحہ پر دوسری روایت ہے کہ جب ابن طلحہ ملعون نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی

کیا، تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں۔

قال لا، فانا دخلنا علی رسول اللہ حین ثقل فقلنا

یا رسول اللہ حین ثقل فقلنا یا رسول اللہ استخلف علینا

فقال لا، خلیفہ مقرر فرمائیں، تو جواب دیا نہیں،

مجبے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو تم اختلاف کر دگے جیسا کہ

بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ

نے تمہارے دلوں میں خیر دیکھا تو تمہارے لئے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کر دے گا
اسی سلسلہ روایات میں یہ بھی ہے کہ مولائے کائنات سے اپنے بعد کے لئے خلیفہ مقرر
کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا۔

ولکن اذا اراد الله بالناس خيرا استجمعهم على خير
لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا
ارادہ کرے گا تو ان کے بہتر شخص پر انہیں متفق
کر دے گا۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بہتر شخص پر جمع فرما دیا تھا
حضرت زید بن علی کے بعد بشمول حضرت علی تمام صحابہ کا حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہوا، روایت مکتبی جس کا پتہ دے رہا ہے۔

گویا اسلامی ذخیرہ احادیث، ادرسیہ و تاریخ سے مولائے کائنات رضی اللہ عنہ
کی جو باتیں خلافت کے بنیادی معاملات میں ملتی ہیں جو شیعہ روایات میں بھی وہ باتیں
پائی جاتی ہیں۔ بایں ہمہ اگر مسئلہ امامت میں دو رائے قیاس، خلافت واقعہ باتیں
بنائی جاتی تو ان کا دین و دیانت سے کیا تعلق ہے۔

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خلافت کے لئے صراحتہ کسی
کا نام نہیں لیا۔ مگر واضح اشارات کے ذریعہ نشان دہی ضرور فرمائی۔
امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

اشارات

اور نہایت روشن و صریح، قریب نص و تصریح وہ ارشاد قدس ہے کہ
امام احمد و ترمذی نے بافا و تحسین اور ابن ماجہ و ابن حبان و عاکم نے
بافا و تصحیح، اور ابوالحاکس روایاتی نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ
عنہما اور ترمذی و عاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اور طبرانی
نے حضرت ابوذر و دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ابن عدی نے کامل میں حضرت
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور پر نور سید
یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم نے فرمایا۔

انی لا ادری ما بقائی فیکم
 فاقعدوا بالذین من بعدی
 ابی بکر (وفی روایہ لفظ)
 اقتدوا بالذین من بعدی
 ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما
 میں نہیں جانتا میرا رہنما تم میں کب تک ہو، لہذا
 میں تمہیں حکم فرماتا ہوں کہ میرے بعد ابوبکر کی
 پیروی کرو (اور بعض روایتوں میں یہ الفاظ
 مبارکہ ہیں) کہ میرے بعد میرے صحابہ میں ابوبکر
 و عمر کی پیروی کرو، رضی اللہ عنہما۔
 سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات اپنے کسی عمل مبارک کے
 ساتھ شیخین کا متصلا ذکر فرما کر اپنے بعد استحقاق خلافت کی جانب اشارہ فرماتے۔
 جیسا کہ صحیحین میں خود مولائے کائنات کا ارشاد ہے کہ میں نے بارہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو فرماتے سنا۔

ذہبت انا و ابوبکر وعمر
 ودخلت انا و ابوبکر وعمر
 وخرجت انا و ابوبکر وعمر
 گیا میں اور ابوبکر و عمر، داخل ہوا میں اور ابوبکر
 و عمر، نکلا میں اور ابوبکر و عمر (صلی اللہ علیہ وسلم
 و رضی اللہ عنہما)
 ان کے علاوہ کثیر روایات ہیں جو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا اشارہ
 دیتی ہیں۔ جہنیں ازالۃ الخفاء، اور غایۃ التحقیق وغیرہ کتب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اس مختصر
 میں زیادہ کی گنجائش نہیں۔

مسلمانان اہل سنت کے عقیدہ میں
 مکلف لوگوں پر اپنا امیر مقرر کرنا واجب
امام کا تقرر مسلمانوں پر واجب
 ہے۔ اس سلسلہ میں قرآنی ارشادات، اور احادیث نبویہ علیٰ صہبہ الف صلوات میں
 تصریحات موجود ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
 وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
 اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور
 اطاعت کرو رسول کی، اور اس کی جو تم میں
 صاحب امر ہے۔

صحیح مسلم میں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میں نہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ جماعتی زندگی کا (احکام اسلام) سننے کا۔ (احکام اسلام کی) اطاعت کا، ہجرت کا، جہاد فی سبیل اللہ کا ترمذی میں ہے۔

علیکم بالجماعۃ وایاکم جماعت کو مضبوط پکڑے رہو، اور انتشار سے والفرقۃ شہ مسلم میں ہے۔ پوری طرح بچتے رہو۔

”جو کوئی مسلمانوں کے امیر سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔ وہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو رہے گا۔ اور اسی حال میں مر جائے گا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی“

امام غزالی نے رازی آیت وَالسَّادِقُ وَالسَّادِقَةُ قَاطِعُوا أَيْدِيَهُمَا (مائدہ ۲۸) کی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔

”علمائے متکلمین اس آیت کو اس بات کا ثبوت قرار دیتے ہیں کہ امت پر واجب ہے کہ اپنا ایک امام مقرر کرے تاکہ اس کے ذریعہ حدود کا نفاذ ہو۔ کیونکہ عام افراد حد جاری کرنے کے مجاز نہیں۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کا یہ آئین ہے کہ انسان کے جلی امور میں تعین اور تخصیص کو اپنے ذمہ نہیں لیتے، اور رکاوٹ کھڑی نہیں کرتے، بلکہ ان امور کی پوری پوری شرطیں اور لوازم خود رستگی اور حفظ انتظام کے لئے ضروری ہیں بیان کر دیتے ہیں۔ اور تعین و تخصیص صاحب احتیاج کے حوالے کر دیتے ہیں۔ خواہ فرد ہو خواہ جماعت، جیسے نکاح کے معاملہ میں شرائط نکاح (شہادت، کفارت، مہر اور ولایت) بیان فرما دیا۔ اور عقد کے لوازم (نان، نفقہ، سکنت وغیرہ) کی توضیح کر دی اب نکاح کرنے والے خود دیکھیں کہ ان آداب و لوازم کے ساتھ کس سے عقد کرتے ہیں۔

کرتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ آج بھی دنیا میں افراد کی قوت کے لحاظ سے بھی دوسری بڑی ملت مسلمان ہے۔ جو قرآنی ہدایات کی روشنی میں حتی الامکان شاہراہ زندگی پر جاوہ پیمائے۔ عالمی پیمانہ پر مسلمانوں کا کوئی امیر نہ ہونے کی بنیاد پر ہم ترک واجب کے مجرم ضرور ہیں۔ مگر ہماری معصیت ہمارے ایمان کو اچک لے ایسا نہیں۔

خلافت و امامت اور شیعہ نظریہ | اسلام، الہیات کے باب میں یہ عقیدہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شے واجب

نہیں۔ مگر شیعوں میں امامیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر خلیفہ اور امام مقرر کرنا واجب ہے۔ ایسا کہنا یقیناً شان الوہیت و ربوبیت کی توہین ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

”حدود کو جاری کرنا، اعداء سے جہاد کرنا، لشکر کے انتظامات، غنیمتوں کی تقسیم، اور ریاست کی درستگی وغیرہ امور امیر سے متعلق ہیں۔ تو امیر کا تقریباً مکلفین پر ضروری ہوا۔ جیسے وضو، ستر عورت، استقبال قبلہ، لباس وغیرہ کی طہارت، نمازی کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسی طرح تعیین امام چونکہ بہت سے واجبات کا مقدمہ ہے۔ اس لئے وہ بھی مکلف مسلمانوں پر واجب ہے، خدا پر نہیں“ ۱۴

شیعی مجتہد جناب جعفر حسین لکھتے ہیں۔

”شیعہ عقائد کی رو سے سلسلہ ائمہ کے کسی نہ کسی فرد کا ہر دور میں موجود ہونا ضروری ہے“ ۱۵

امامت کے بارے میں جناب جعفر حسین مجتہد لکھتے ہیں۔

امامت اس منصب کا نام ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دینی و دنیوی تنظیم کا واحد مرکز ہے۔ اور امام کے فرائض میں اسلامی مفاد کا تحفظ، شرعی احکام کا نفاذ، اور مسلمانوں کی عملی تربیت داخل ہے ۱۶

امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ امام کا تقرر خدا کی جانب سے رسول کے ذریعہ ہوتا

ہے۔ اس میں جمہور کی رائے کا دخل نہیں ہے" لکھا
 "شیعی نقطہ نظر سے امام میں علم و فضیلت اور زہد و تقویٰ کے علاوہ
 عصمت بھی ضروری ہے تاکہ اس کا غلط طرز عمل، احکام شریعت پر اثر انداز
 ہو کر مفاد امامت کو مجروح نہ کر دے" لکھا
 جناب جعفر حسین مجتہد آگے لکھتے ہیں۔

مسلمانوں میں جب ملوکیت نے جنم لیا تو ائمہ نے مختلف طریقوں سے
 اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور جب احتجاج کے باوجود ملوکیت پر وان چڑھتی
 رہی تو خاموشی کو ناگزیر سمجھ کر سکوت اختیار کر لیا۔ نہ کسی سیاسی تحریک میں
 حصہ لیا۔ نہ سیاست وقت کا ساتھ دیا۔ بلکہ ایک خاموش فضا میں وہ فرائض جو
 بحیثیت امام عائد ہوتے تھے انجام دیتے رہے۔ اگرچہ حضرت علی کے خاندان
 میں سے زید بن علی، یحییٰ بن زید، محمد نفس زکیہ، ابراہیم بن عبد اللہ المحض وغیرہ
 حکومت وقت کے خلاف وقتاً فوقتاً خروج کرتے رہے۔ مگر ائمہ اہل بیت کی
 روش میں تبدیلی پیدا نہ ہوئی، لکھا

مگر دور حاضر کے شیعی امام خمینی صاحب تو کچھ اور ہی لکھتے ہیں۔
 "حکومت حق وہ چیز ہے جس کے قیام کے لئے سلیمان بن داؤد، پیغمبر
 اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عظیم الشان ادویاء کے مانند افراد کو کشت
 کرتے رہے ہیں۔ اور وہ اہم ترین واجبات میں شمار ہوتی ہے۔ اور اس کی
 تشکیل عظیم ترین عبادات سے ہے۔ چنانچہ صحت مند سیاست جو ان حکومتوں
 میں پائی جاتی تھی۔ ضروری و لازم ہے۔ ایران کی ہوشیار اور بیدار قوم کو
 اسلامی بصیرت کے ساتھ ان سازشوں کو ناکام بنا دیتا چاہئے۔ احساس
 ذمہ داری رکھنے والے مقررین و مصنفین ملت کی مدد سے اٹھ کھڑے ہوں
 اور سازشی شیطانوں کے ہاتھ قلم کر دیں" لکھا

ایرانی انقلاب کے بانی جناب خمینی صاحب
جن کو دنیا کے کچھ بھولے بھالے مسلمان

جناب خمینی اور عقیدہ امامت

بھی اسلامی رہنماء انقلاب اسلامی کے قائد اور مسلمانوں کا نجات دہندہ وغیرہ نہ جانتے
کیا کیا سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ امت مسلمہ کے متفقہ عقائد کے خلاف خود بھی مخصوص شیعہ
نظریہ امامت کے نہ صرف ماننے والے بلکہ اس کے سرگرم مبلغ ہیں۔۔۔۔۔ اپنی
کتاب الحکومت الاسلامیہ میں لکھتے ہیں۔

ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ نامزد
کرتے اور حضور نے ایسا ہی کیا بھی ﷺ

خمینی صاحب کے نزدیک امام و خلیفہ کی تقرری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرائض نبوت میں سے ایک فریضہ تھا۔ حالانکہ یہ خود شیعہ روایات میں ارشاد مرقضوی کے
بھی خلاف ہے جیسا کہ ابھی آپ سطور ماقبل میں ملاحظہ کیا۔ لکھتے ہیں۔

”رسول کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ مقرر کرے
اگر رسول ایسا نہ کرتے تو سمجھا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو جو ذمہ
دیا گیا تھا وہ ادا نہیں کیا۔ اور فریضہ رسالت کی تکمیل نہیں ہوئی ﷺ
اور حجۃ الوداع میں غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی
علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران (خلیفہ) نامزد کر دیا۔ اسی وقت سے
قوم کے دلوں میں اختلاف پڑ گیا ﷺ

خمینی صاحب اپنی اسی کتاب میں ایک جگہ سیدنا علی کی خلافت و امامت اور اپنے
بارہ ائمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے لئے امیر المؤمنین علیہ السلام کو
لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا۔ اور پھر امامت و ولایت کا
یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا۔ یہاں

نیک الحجة القائم (یعنی امام غائب) تک جا کر یہ سلسلہ تکمیل کو پہنچ گیا^{۲۴}۔
 جناب خمینی صاحب کے مطابق بارہ اماموں کی امامت کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ
 مرتے ہوئے آدمی کو توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اماموں کی امامت کا بھی
 اقرار ضروری ہے۔ اور تلقین کرنے والوں کو چاہئے کہ اس کی بھی تلقین کریں^{۲۵}۔
 اور مردوں کے کفن پر بھی ان اماموں کے نام چاروں کونوں پر لکھے جائیں
 یہ مستحبات کفن میں سے ہے^{۲۶}۔

”اسی طرح دفن کے بعد ولی میت یا کوئی اس کا مجاز بلند آواز سے اور تمام تلقینات
 کے ساتھ ائمہ معصومین کی امامت کی بھی تلقین کرے“^{۲۷}۔
 نائب خمینی جناب خامنہ ای ”ائمہ کی سیاسی جدوجہد کے نمودار“ کے ذیلی عنوان
 کے تحت لکھتے ہیں۔

ان میں سے ایک مسئلہ امامت کا ادعا اور اس کی طرف دعوت ہے جو
 ائمہ کی زندگی میں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ اور ان حضرات کی سیاسی جدوجہد
 کا یہی بنیادی محور ہے^{۲۸}۔

ایرانی علمائے شیعہ کے استاد مرتضیٰ مطہری کے بقول،
 ”جب ہم شیعہ اصول دین کو شیعہ نقطہ نظر کے مطابق بیان کرتے ہیں تو کہتے
 ہیں کہ اصول دین توحید، عدل، نبوت، امامت اور قیامت کا مجموعہ
 ہے۔ یعنی امامت کو اصول دین کا جز شمار کرتے ہیں“^{۲۹}۔

ایک ایرانی مجتہد اور مسئلہ امامت | ایک ایرانی مجتہد اپنے مضمون بعنوان
 ”امامت ائمہ اطہار کی نگاہ میں“

کے اندر مسلمانوں کے نظریہ امامت کا تسخر اور اپنے عقیدہ امامت کا تفوق جتاتے
 ہوئے لکھتا ہے۔

”اس سلسلہ میں اہل سنت کے عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آدم و ابراہیم
 سے لیکر حضرت رسول اکرم تک خداوند عالم نے ان افراد سے متعلق

انسان کے جتنے مادرات الطبیعی پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ آنحضرت کے بعد تمام ہو گئے۔ پیغمبر اکرم کے بعد اب تمام انسانی معمولی ایک جیسے ہیں۔ اب صرف علماء میں جو پڑھنے لکھنے کے بعد عالم ہوئے ہیں۔ اور ان سے کبھی غلطی ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ یا حکام میں جن میں سے بعض عادل ہیں اور بعض فاسق، اب یہ مسئلہ امامت انہی کے درمیان دائر ہوتا ہے۔ اب وہ جو باب ہمارے یہاں تحت النبیہ کے نام سے پایا جاتا ہے۔ یعنی وہ افراد جو عالم مادرات الطبیعیہ یا عالم بالاسے ارتباط رکھتے ہیں (ان کے یہاں نہیں پایا جاتا، ان کا عقیدہ ہے کہ) پیغمبر اکرم کے بعد وہ بساط ہی پھیلتی دی گئی ہے۔

اسی مضمون میں مسلمانان عالم کے ساتھ بعض وعناد کے پھپھوٹے توڑتے ہوئے گروہ صوفیہ کو اپنا ہم خیال کہہ کر ان کی تذلیل کرتا ہے۔ اور حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو کٹر ناصبی گردانتا ہے۔ میں ذیل میں اس کی عبارت محض اس لئے مذكور قارئین کر رہا ہوں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ یہ لوگ حقیقتہً مسلمانوں کو کس طرح اپنا غیر سمجھتے ہیں۔

”محی الدین عربی، اندلس کا رہنے والا ہے۔ اور اندلس وہ جگہ ہے جہاں کے رہنے والے نہ صرف سنی تھے بلکہ شیعوں سے بھی عناد رکھتے تھے۔ اور ان میں ناصبیت کی بو پائی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اندلس کو امویوں نے فتح کیا۔ اور بعد میں برہہا برس وہاں کی حکومت ان ہی کی رہی۔ اور چونکہ یہ لوگ بھی اہل بیت کے دشمن تھے۔ لہذا علمائے اہل سنت میں زیادہ تر ناصبی علماء اندلسی ہیں۔ شاید اندلس میں شیعہ ہوں بھی نہیں۔ اور اگر ہوں بھی تو بہت کم اور نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔“

بہر حال یہ محی الدین اندلسی ہے۔ لیکن اپنے عرفانی ذوق کی بنیاد پر وہ اس بات کا معتقد ہے کہ زمین کبھی کسی ولی یا حجت سے خالی نہیں رہ سکتی یہاں وہ شیعہ نظریہ کو قبول کرتے ہوئے ائمہ علیہم السلام کے ناموں کا ذکر

کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت حجت کا نام بھی لیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے سہ چھ سو کچھ ہجری میں حضرت محمد بن حسن عسکری سے فلاں مقام پر ملاقات کی ہے۔ البتہ بعض باتیں اس نے ایسی کہی ہیں جو اس کی ایک دم ضد ہیں۔ اور وہ بنیادی طور پر ایک منصب ہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود چونکہ اس کا ذوق عرفانی تقاضا کرتا ہے کہ صوفیوں کے مطابق کسی بھی "ولی" (اور ہمارے ائمہ کے مطابق حجت) سے خالی نہیں رہ سکتی" ۱۱

یہی شیعہ مجتہد اپنے اسی مقالہ میں اپنی ڈینگ مارتے ہوئے شیعہ عقیدہ امامت کو بڑے فخر سے پیش کرتا ہے۔ اور بیانگ دہل اعلان کرتا ہے کہ مسلمانوں میں صوفیہ کا طبقہ قطب، ابدال، اغواث رضی اللہ عنہم کی روحانی قوتوں کے سلسلہ میں جو تقریب رکھتے ہیں وہ عامیانا تصور ہے (معاذ اللہ) اور شیعوں کا عقیدہ امامت نہایت وسیع اور عمیق ہے۔ لکھتا ہے۔

"ہم شیعوں کے یہاں ولایت کا مسئلہ اس عامیانا تصور (صوفیہ کے تصور شرعی) کے مقابلہ میں بڑا دقیق اور عمیق مفہوم رکھتا ہے۔ ولایت کا مطلب ہے حجت زمان یعنی کوئی زمانہ اور کوئی عہد اس حجت سے خالی نہیں ہے۔ شیعہ اس انسان کامل کے لئے عظیم درجات و مراتب کے قائل ہیں۔ ہم اپنی اکثر و بیشتر زیارتوں میں اس طرح کی ولایت و امامت کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔ یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام ایسی روح کلی رکھتا ہے جو تمام ارواح کا احاطہ کئے ہوئے ہے" ۱۲

شیعوں کے عقائد کی رو سے مخلوق کے اوپر اللہ

شیعوں کی سب سے بڑی کتاب اور امامت

کی حجت امام کی موجودگی کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ ہر زمانے میں روئے زمین پر کسی زندہ امام کا وجود لازم ہے۔ دین کی معرفت کے لئے موجودگی امام ضروری ہے ۱۳

• اگر زمین امام کے بغیر باقی رہے گی تو دھنس جائے گی۔ (امام جعفر صادق) ۱۴

- اگر امام کو ایک گھڑی کے لئے بھی زمین سے اٹھایا جائے تو وہ اپنی آبادی کو لئے ہوئے اس طرح ہٹا شروع کر دے گی، جیسے سمندریں موجیں اٹھا کرتی ہیں۔ (امام باقرؑ)
- کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور رسول اور تمام ائمہ اور خاص کر اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ حاصل کرے۔ (امام جعفر صادقؑ)
- بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المومنین علیہ السلام امام تھے۔ ان کے بعد امام حسن امام تھے ان کے بعد حسین امام تھے۔ ان کے بعد علی بن حسین امام تھے۔ ان کے بعد محمد بن علی امام تھے۔ جو اس کا انکار کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی معرفت کاسکر ہوئے (امام جعفر صادقؑ)

■ ہماری ولایت (امامت) اللہ کی ولایت ہے۔ جو بنی بھی اللہ کی طرف سے بھیجا گیا، وہ اس کا اور اس کی تبلیغ کا حکم لیکر بھیجا گیا۔ (امام جعفر صادقؑ)

- حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے تمام صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ اور اللہ نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی ہونے اور علی علیہ السلام کے بھی ہونے پر ایمان کا حکم نہ لایا ہو، اور اس نے اس کی تبلیغ و اشاعت نہ کی ہو۔ (امام موسیٰ کاظمؑ)

• آیت پاک آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَاَلْبَسُوا لَنَا فِي نَوْرٍ مَّرَادِ ائمہ ہیں۔ (امام باقرؑ)

- اماموں کی اطاعت رسولوں کی امامت کے مثل ہی فرض ہے۔ (امام جعفرؑ)
- تمام مخلوقات پر امام کی اطاعت فرض ہے۔ تمام معاملات ان کے سپرد ہیں۔ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں
- امام ہر طرح کے گناہوں سے پاک، مبرا، اور معصوم اور لغزشوں سے محفوظ ہوتا ہے (علی بن موسیٰ رضاؑ)

■ امام کی دس نشانیاں خاص ہیں ————— وہ پاک صاف پیدا ہوتا ہے۔ ختم شدہ پیدا ہوتا ہے۔ پیدا ہو کر دونوں پھیلیاں زمین پر رکھتا ہے۔ اس کو کبھی جنابت نہیں

ہوتی۔ نیند میں اس کی صرف آنکھ سوتی ہے، دل بیدار ہوتا ہے۔ اسے جگاہی نہیں آتی۔ اور نہ کبھی ڈانگڑائی لیتا ہے۔ وہ آگے کی طرح چھپ بھی دیکھتا ہے۔ اس کے پاخانہ میں مشک کی سی خوشبو ہوتی ہے۔ اور زمین کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ اسے ڈھک لے، اور نگل لے۔ اور جب وہ رسول خدا کی زرہ پہنتا ہے تو وہ اس کے جسم پر بالکل بیٹھ جاتی ہے۔ اور اسی کو جب کوئی دوسرا پہنتا ہے خواہ وہ آدمی لمبا ہو یا پستہ قد تو وہ زرہ اس کے جسم پر ایک بالشت بڑی رہتی ہے۔ (امام باقرؑ) لکھے

● ملا باقر مجلسی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ درجہ امامت، نبوت و پیغمبری سے بالا ہے ۴۵

امام باقرؑ کے فرمان کا ایک جزئیہ بھی ہے۔

● اللہ ایسے لوگوں کو عذاب نہیں دے گا، جو اس کی طرف سے نامزد کئے ہوئے امہ کی پیروی کرتے ہوں۔ اگرچہ وہ عملاً ظالم و بدکار ہوں لکھے

چند لمحے ٹھہریے اور غور کیجئے | حضرات قارئین کرام! کلینی کی کتاب کافی کی مذکورہ باتیں پڑھنے کے بعد قرآنی علوم اور

اسلامیات کی معمولی فہم رکھنے والا ہر انسان دو ٹوک فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ کتاب شیعہ مذہب کی بنیاد ڈالنے والوں کی خود ساختہ ایجادِ دہدہ اور من گھڑت ہے۔ _____ ورنہ بتایا

جائے کہ توریت، زبور، انجیل ماقبل صحیفے اور قرآن کا نزول کیا اسی لئے ہوا کہ امامت کے شیعہ نظریہ کی تعلیم دیں؟ _____ اور خاتمِ ارسل صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے

پہلے تشریف لانے والے انبیاء علیہم السلام کیا اسی شیعیت کی تبلیغ کے لئے آئے تھے؟۔

اور گمشدوں کے عقیدہ امامت کا انکار خدا اور رسول کا انکار ہے؟۔ اتنی بڑی بڑی باتوں میں کسی ایک کا بھی قرآن مجید اور صحف میں نہ پایا جانا اس ادعا کے جھوٹے ہونے کی

دلیل نہیں؟ _____ اور کیا انکار امامت کی بنا پر بیک زبان تمام امت مسلمہ کو گمراہ

قرار دینے والے اقوال حضرات امہ اہل بیت کے ہو سکتے ہیں؟۔

کر کے انسان معرفت الہی پاتا ہے، اور تمار عشق (جو حجابات کو جلا کر
 معرفت تک لیجاتی ہے وہ) ہے۔ ترشے مقربانِ بارگاہ حق ہونے کے باوجود
 ایک مقام ہی تک ترقی کرتے ہیں۔ یہ صرف حضرت انسان کی خصوصیت
 ہے، جو عشق کی دولت کے ذریعہ لاتناہی درجات طے کرتا چلا جاتا ہے۔
 غیر انساں کشش نہ کر د قبول زانکہ انساں ظلم بود و جہول
 نیک ظلمے کہ عینِ عدلت است لغزِ چیلے کہ مغزِ معرفت است (جامی)

سورہ طہ میں ہے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسَىٰ وَلَمْ نُجِدْ لَكَ
 عِزْمًا مَّا هُوَ اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید
 حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا۔ اور ہم نے اس کا قصد
 نہ پایا۔

اس عہد سے متفقہ طور پر سب مفسرین نے شجر ممنوعہ کے پاس جانا بتایا ہے۔
 (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مگر مذہبِ شیعہ میں اس عہد سے کیا مراد ہے، ملاحظہ کیجئے۔
 "اور ہم نے آدم کو پہلے کچھ باتوں کا حکم دیا تھا۔ جو محمد اور علی اور فاطمہ اور
 حسن اور حسین اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے بارہ اماموں کے
 بارے میں تھا۔ پھر آدم وہ بھول گئے ۵۲
 سورہ بقرہ میں ہے۔

إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا
 نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ
 مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۵۲
 اور اگر تمہیں کچھ شک اس میں جو ہم نے اپنے
 خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت
 تولے آؤ، اور اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتیوں
 کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اس سے سابق آیات میں توحید الہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان

ثبوتِ امامت کے لئے تفسیر میں خرد برد | شیعہ مذہب میں مسئلہ امامت اتنا اہم ہے کہ اس کے بغیر تمام

ارکانِ ایمان ناقص ہیں۔ ان کے نزدیک مسئلہ امامت قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ اصول کافی کی روایت کے مطابق سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے زمینوں، اور آسمانوں اور پہاڑوں پر جس امامت کے پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاِمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا۔ اَلَيْهِنَّ رَجَعْنَ وَلَا يَتَّخِذْنَ اَمِيْرًا مِّنْهُنَّ عَلٰی السَّلَامِ۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی امامت ہے ۴۸۔

حالانکہ جمہور مفسرین نے امامت سے مراد اس کے خلاف لئے ہیں۔ خلاصہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

- امامت سے مراد فرائض ہیں۔ (مجاہد، ضحاک اور حسن بصری)
 - امامت سے مراد اطاعت ہے۔ (دیگر مفسرین متقدمین)
 - امامت ہی کے اندر عورت کا اپنے محلِ شہوت کی نگہداشت کرنا ہے۔ (ابی بن کعب)
 - امامت دین، فرائض اور حدود ہیں۔ (قتادہ)
 - امامت تین چیزیں ہیں۔ نماز، روزہ، اور غسل جنابت، (زید بن اسلم)
- قدما مفسرین کے یہ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ان تمام اقوال میں کوئی مناسقات نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام سے تکالیف شرعیہ، ادا کر کے بجا آوری، اور منہیات سے اجتناب کی ذمہ داری مراد ہے۔ یعنی انسانوں میں سے جو ان ذمہ داریوں پر قائم رہے گا۔ ثواب پائے گا۔ اور جو ترک کرے گا سستی عذاب ہوگا۔ انسان نے اس ذمہ کو قبول کر لیا ہے ۴۹۔

صوفیہ کا مسلک تفسیر فطری میں ہے۔

امامت سے مراد تکالیف ہوں تو اس میں انسانیت کی خصوصیت نہیں، بلکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ شب و روز تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔ اور زور نہیں تھکتے۔ اس لئے امامت سے ”تور عقل“ (جس سے استدلال

ہے۔ اس کے بعد قرآن کے معجزہ ہونے اور کتاب کے حق ہونے پر دلیل قاہر بیان ہو رہی ہے۔ جس کے مخاطب تمام منکرین خدا و رسول اور منکرین قرآن ہیں ۴۵
مگر اصول کافی میں ہے کہ آیت کریمہ میں عَلٰی عِبْدِنَا کے بعد فی عِلَیّ کا لفظ

تھا۔ یعنی اس آیت میں بھی امامت علی کا ذکر تھا ۴۵

العیاذ باللہ! اس کا ایک رخ تو یہ ہے کہ قرآن محرف ہے۔ یعنی رد و بدل کیا ہوا ہے
دوسرا نشانہ حضرات اکابر صحابہ ضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ کیوں کہ وہ حضرات جامع قرآن
ہیں۔ آپ نے اندازہ فرمایا کہ ان من گھڑت روایات نے ایک طبقہ کو قرآن کی محفوظیت
کا منکر کر کے بے ایمان بنا دیا۔ دوسری طرف صدیق عتیق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ
عنہما جیسے پاکان امت پر اتہام طرازی کی لعنت میں لا ڈیوایا۔

رب تعالیٰ کافران ہے۔

اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا آمارا ہوا ہے
اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر
کہ تم ڈر سناؤ اور دشمن عربی زبان میں۔

وَإِنَّهُ لَنَزِيلُ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ
الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ
الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝

تمام مفسرین کے نزدیک اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ مگر شیعہ حضرات کی دینیات
کا نصاب ہی انوکھا اور نزلا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت جبریل علیہ السلام حضور انور صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ لے کر نازل ہوئے۔ وہی الْوَلَايَةُ لَا مَبْرَأَ الْمُؤْمِنِينَ ۴۵
وہ امیر المؤمنین (علی) کی امامت کا حکم تھا۔

سورہ مائدہ میں ارشاد رب العالمین ہے۔

اور اگر وہ قائم رکھتے تو رب اور انجیل اور جو کچھ
ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے اترا،
تو انہیں رزق ملتا، اوپر سے، اور ان کے
پاؤں کے نیچے سے،

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ
وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ
رَبِّهِمْ لَا كَلُوا مِنْ خَوْفِهِمْ مِنْ
تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۝ (الآیۃ) ۴۵

مفسرین کے نزدیک توریت و انجیل پر اہل کتاب کی اقامت کا یہ مطلب ہے کہ ان صحف میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نشانیاں لکھی ہیں ان کی رو سے حضور پر ایمان لاتے اور دین حق کا اتباع کرتے۔ تو ان کے لئے ہر طرف سے رزق کی فراوانی ہوتی۔ یہی بات عام تفاسیر میں موجود ہے۔ مگر اس کے برخلاف شیعہ تفسیر دیکھئے تو ملتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو حضرت علی کی امامت کے مسئلہ پر اقامت مراد ہے ۵۹

انہی ہی پر بس نہیں، بلکہ اس نامراد فرقہ نے اپنے من گھڑت

”الولایۃ“ شیعوں کے قرآن کی ایک سورہ

عقائد کو عوام کی نظر میں صحیح ثابت کرنے کے لئے جہاں ہزاروں جعلی روایات بنائیں وہیں اپنا الگ قرآن بھی بنالیا۔ جس میں ایک خاص سورہ کا نام ”الولایۃ“ ہے۔

شیعوں کی جس طرح حدیث الگ ہے، ان کا قرآن بھی الگ ہے۔ ان کے قرآن کی ایک سورہ کا

من گھڑت سورۃ ولایت کا عکس

نام ”الولایۃ“ ہے۔ نوری طبری جو ان کے بڑے علامہ ہیں، انہوں نے اور کئی لوگوں نے قرآن کے محرف ہونے پر موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں۔ نوری طبری کی کتاب ”فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب“ میں بھی سیکڑوں دلیلیں دی گئی ہیں کہ موجودہ قرآن اصلی نہیں ہے (معاذ اللہ) بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فضائل علی و اہل بیت کی کئی سورتیں جلا دیں۔ انہوں نے کتاب مذکور میں ضائع شدہ سورۃ الولایۃ پوری نقل کی ہے۔ جو ص ۱۸۰ کی چودھویں سطر سے شروع ہو کر ص ۱۸۱ کی اٹھارہویں سطر کے نصف پر تمام ہوتی ہے۔ یہ من گھڑت شیعہ سورہ آپ بھی ص ۲۳، ۲۴ پر دیکھیں اور ان پر لعنت کریں۔

مسلمان تو مسلمان عوام شیعہ بھی اپنے فرقہ

آسمان را حق بود گر خوں ببارد بر زمین

کے حقائق و مکائد سے بالکل نااہل ہیں۔ کیا کوئی مسلمان کہلاتے ہوئے اس بات کو باور کر سکتا ہے، کیا کسی انسان کی یہ بہت و ہرات ہو سکتی ہے کہ وہ نقلی قرآن گھڑے۔ ان کرتوتوں کے باوجود کیا کسی ایسے شخص،

ظاه مظہر مسوۃ وجوہکم بنو حذہم ذات الشمال لا یستوفی فطرۃ ثم ترد علی رابہ فرغہ شد
الامۃ فاقوم فخذ شدہ فترجف قد ما وینو وجہہ وجوہ اصحابہ فاقول ما فعلتہ بالتشہید فبقولہ
اما الاکبر ففرقنا واما الاصغر ففرقنا فاقول رد واطاء مظہر مسوۃ وجوہکم بنو حذہم ذات الشمال
لا یستوفی فطرۃ ثم ترد علی رابہ دسی الثدہ معها اول خارجہ واخرها فاقوم فخذ شدہ فترجف قد ما وینو
وجہہ وجوہ اصحابہ فاقول ما فعلتہ بالتشہید فبقولہ اما الاکبر ففرقنا واما الاصغر ففرقنا
ولعننا فاقول رد واطاء مظہر مسوۃ وجوہکم بنو حذہم ذات الشمال لا یستوفی فطرۃ ثم ترد
رابہ امیر المؤمنین وشیخ المسلمین وایام المتقین قائد العز المحجلین فاقوم فخذ شدہ فیلخص وجہہ
اصحابہ فاقول ما فعلتہ بالتشہید فبقولہ اما الاکبر فاشعنا واطعننا واما الاصغر ففاننا
فلنا فاقول رد وارواءہ من مہبطہ وجوہکم بنو حذہم ذات الیمین وهو قول اللہ تعالیٰ یوم یبصر
وجوہکم بنو حذہم کفرتم بعد ما انکرتم فاقول العذاب بما کنتم تکذون
واما الذین ابصرت وجوہکم ففی جہنم فیما حالدون واما ذکرنا تمام الخبر ثابہ نکر ذکرنا
القوم منابہ الامۃ الراشدین من لسان الخالفین بانی انشاء اللہ ان الظاہر من الخبر یخرج بہ
لا المعنی لمح ما حکایت کتابہ بعد ذکر عقابہ الشیعۃ معہ بعضہم شیوہ انما
مر بالمضاحف والناسوالی کانت فصل علی اہل بیت علیہم السلام ما عندہ السورۃ یستخرج بہ
بایاتہا الذین امنوا ایتورین انزلنا ما نزلنا ان علیکم اياتی و یجد ذانک عذاب یوم عظیم
نور ان بعضہما من بعض وانا التبع العلم ان الذین یوفون ورسولہ فی اباریم جات بعبہ
والذین کفروا یزید ما امنوا یفرضہم میثاقہم وما عاہدتم الرسول علیہ یشد فون فی الجحیم
ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول والذین یبقون من جمیع ان اللہ الذی نور السموات والارض
بماشاء واصطفی من الملائکۃ وجعل من المؤمنین والذین خلفہ یفعل اللہ ماشاء لا اله
الا هو الرحمن الرحیم فذلک الذین من قبلہم یرسلہم فاحذہم بکرمہم ان خدی شدہ بایاتہ
ان اللہ قد اهلك عاداً اوثموداً لیماکسبوا وجعلہم لکرم ذکرہ فلا یسقون ویرعون بما صو
موسیٰ اخبرہم من اغرقتہ ومن تبعہ اجمعین لیکون لکرم ذابہ وان اکثرکم فایسقون ان
اللہ یجمعہم فی یوم الخیر فلا یستطیعوا الجواب عن یسقون ان الجحیم ما وافر وان اللہ قد عذبہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ أَلَّا يَرَىٰ فَسُوْفَ يَعْمُوْنُ فَلَا خَيْرَ لِلَّذِيْنَ كَانُوْا عَنِ ابَانٍ وَحَكِي مَعْرِضُوْنَ مَثَلِ
 الَّذِيْنَ يُوْقُوْنَ بِعَهْدِيْ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمْ جَزَاءَ النَّعِيْمِ اِنْ اَللّٰهُ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ اِحْمٍ عَظِيْمٍ وَاِنْ عَلَيَّا مِنْ
 لِّلنَّاسِ قُرْاٰنٌ لَّنُؤْفِيْهِ حَضْرَةُ يَوْمِ الدِّيْنِ مَا اخْرَجْنِيْ عَنْ ظِلْمِيْ بَيِّنَاتٍ وَكَرْتَنَاهُ عَلٰى اَهْلِكَ اَجْمَعِيْنَ قَاتَهُ
 وَذُرِّيَّتَهُ لَصَّابِرُوْنَ وَاِنْ عَدُوَّهُمْ اِمَامُ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ مَا اٰمَنُوْا اَطْلُبْنِم
 زَيْنَتَهُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاَسْتَجْلِبْنِمْنَهَا وَنَسِيْمًا وَّعَدَّكُمْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَتَقَضَّيْمُ الْعَهْدِ
 مِنْ بَعْدِ تَوْكِيدِهَا وَفَلَا ضَرْبًا لَّكُمْ اَلْاَمْثَالُ تَعْلَمُوْنَ تَهْتَدُوْنَ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ قَاتِلْنَا اِيْلَكَ
 اَيَّاتِ بَيِّنَاتٍ فِيْهَا مِنْ تَوْفَاةٍ مُّؤْمِنًا وَمِنْ تَوَلِيَةٍ مِنْ بَعْدِكَ يُظْهَرُوْنَ قَاغِرُضْ عَنْهُمْ اَلْهَم مَعْرِضُوْ
 اَنَّهُمْ مُّحْضَرُوْنَ فِيْ يَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ شَيْءٌ وَلَا هُمْ يَرْجِعُوْنَ اِنْ لَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ مَقَامٌ مَّا غَدَّ لَا يَعْدِلُوْنَ
 فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ ذِكْرًا مِنَ السَّاجِدِيْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى وَقُرْوْنَا بِمَا اسْتَخْلَفَ فَبَغَوْا اٰمُرُوْنَ
 فَغَسَّيْنَا جَبَلًا مِنْهُمْ اَلْفِرْدَوْسَ وَاَلْحَاذِرُ لَعْنَاهُمْ اِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُوْنَ فَاصْبِرْ فَسُوْفَ يُبْصَرُوْنَ
 وَلَقَدْ اَتَيْنَا بِلِكَا اَلْحَكْمَ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الرُّسُلِيْنَ وَجَعَلْنَا لَكُمْنَهُمْ وَصِيًّا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ
 وَمِنْ تَوَلٰى عَنْ اَمْرِيْ قَاتِيْ مَرْجِعُهُ فَلْيَمْسَعُوْا بِكُفْرِهِمْ فَلْيَلَا فَلَا تَسْتَلْ عَنْ النَّاٰكِيْنَ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ
 فَلْيَجْعَلْنَا لَكَ فِيْ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَهْدًا لِّخُدَّةٍ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ اِنْ عَلَيَّا قَاتِيْنَا بِاللَّيْلِ
 سَاجِدًا جَذَرُ الْاٰخِرَةِ وَبَرَجُوْا ثَوَابَ رَبِّيْ فَاَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَهُمْ بِعَذَابِيْ يَعْلَمُوْنَ سَجْعَلُ
 الْاَغْلَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ وَهُمْ عَلٰى اَعْمَالِهِمْ يَنْدَبُوْنَ اَيَّا بَشَرًا نَاكَ يَدُ رَبِّيْهِ الصَّالِحِيْنَ وَاِنَّهُمْ لَكَاْمِرًا لَا
 يَخْلِفُوْنَ فَعَلِمْتُمْ مَتٰى صَلَوَاتُ وَرَحْمَةُ اَخِيَّ وَاَمَّا اَنَا يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ وَعَلٰى الَّذِيْنَ يَبْعَثُوْنَ عَلَيْهِمْ
 مِنْ بَعْدِ اَلْغَضِيْبِ اِنَّهُمْ يَوْمَ سُوْرٍ خَاسِرِيْنَ وَعَلٰى الَّذِيْنَ سَكُوْا مَسْلَكُهُمْ مَتٰى رَحْمَةٍ وَهُمْ فِيْ الْعُرْفَاتِ
 اٰمِنُوْنَ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ طَلَبْتُ ظَاهِرَ دَلَامِهِ اَنَّهُ اَحَدُهَا مِنْ كُنَى الشَّيْخَةِ وَلَمْ اَجِدْهَا اَتَرَا
 فِيْهَا غَيْرَ اَنَّا الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ مِنْهُمْ رَشِيْدًا يَزِيْدُ رَانِيْ شَكَرْتِيْ كِتَابَ الْمَثَالِيْعِ عَلٰى مَلِكِيْ عَنْهُمْ
 اسْفَطُوا مِنَ الْقُرْآنِ اَمَامَ سُوْرَةِ الْوَلَايَةِ وَتَعْلَمُهَا هَذِهِ السُّوْرَةُ وَاللّٰهُ الْعَالِمُ سَطَعَ عَلَيَّ اَلارْبَكِي
 كَشَفَ الْغَمَّ عَنْ طَرِيقِ الْعَادَةِ عَنْ رَسُوْلِيْ مُحَمَّدٍ لَلّٰهُ قَاتِلُ شَاغِرِ اَعْنَدُ سُوْلًا لِّلّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
 الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنْ عَلَيَّ اَمُوْلِيْ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا يَلْعَنُ سَالِكِيْهِ اَللّٰهُ
 يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ سَمِعَ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ اَحْمَدَ بْنِ شَاذَانَ الْقُسَيْبِيَّ الْمَنَافِيَّ الْمَنَافِيَّ مِنَ طَرِيقِ الْخَافِيْنَ

الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنْ عَلَيَّ اَمُوْلِيْ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا يَلْعَنُ سَالِكِيْهِ اَللّٰهُ
 يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ سَمِعَ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ اَحْمَدَ بْنِ شَاذَانَ الْقُسَيْبِيَّ الْمَنَافِيَّ الْمَنَافِيَّ مِنَ طَرِيقِ الْخَافِيْنَ

اشخاص یا پارٹی کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حاشا وکلاً، ایسی جرأت تو شرکین تکہ کو بھی نہیں ہوتی۔ انہوں نے اگر کچھ کوشش بھی کی تو قرآن کے مقابل کوئی بلیغ کلام مرصع کرنے کی، مگر قرآنی چیلنج نے انہیں ریت کے محل کی طرح پست کر دیا۔ فرقہ شیعہ اپنے کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی اسلام اور روح اسلام کو ذبح کرنے والی ایک نہایت خطرناک سازش کے سوا کچھ نہیں۔ جس کی داغ بیل یہود نژاد ابن سببا نے رکھی ہے۔ جس کی تاریخ ہم اسی کتاب میں مناسب مقام پر پیش کریں گے۔ یہاں گفتگو کا عنوان مسئلہ امامت ہے۔ جس سے ہم انحراف نہیں کرنا چاہتے۔

مقام حیرت ہے کہ جس فرقہ کے بانیوں نے
قرآن مجید کو ناقابل اعتبار، محرف اور نہ

خلافت صدیقی اور حضرت علی

جانے کیا کیا کہا۔ اور خود اپنی مرضی کا قرآن اختراع بھی کر لیا۔ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر یہ اتہام بھی لگاتے ہیں کہ معاذ اللہ انہوں نے نص قرآنی کی مخالفت کی۔

(کشف الاسرار، خمینی)

اس فرقہ کا سنجیدہ سسے سنجیدہ ذمہ دار بھی اتنا ضرور کہتا ہے کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا۔ جو ان سے غصب کیا گیا۔ پھر جب ان کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کیوں کی۔ اور اس سلسلہ میں ان کی بنیادی کتابیں مختلف جوابات دیتی ہیں مسلمان اہل علم اگر صرف شیعہ روایات کے تضادات کا محاسبہ کریں تو اس فرقہ کا باطل اور من گھڑت ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

ہم اس کی تفصیل میں گئے بغیر محض جوابی روایات کے حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی اور ان کی کتابوں کے حوالوں سے صورت واقعہ دکھاتے ہیں۔

- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جبراً کی / تبقہ کے طور پر کی۔ متضاد روایات کے لئے دیکھئے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۶۲)
- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت

- جبراً کی / تقیہ کے طور پر کی۔ متضاد روایات کے لئے دیکھئے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۶۲)
- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جبراً کی / تقیہ کے طور پر کی۔ متضاد روایات کے لئے دیکھئے۔ (کافی، کتاب لروضہ ص ۱۲۹)
- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جبراً کی / ہاتھ سے کی دل سے نہیں کی۔ دیکھئے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲، حصہ ۲ ص ۲۸۰، ۲۸۱)
- مگر اس کو کیا کچھ گا کہ حضرت علی کے خطبہ سے خود ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ دینے سے بھی بیعت ہو جاتی ہے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲، حصہ ۲ ص ۲۸۰) لہ

خود سیدنا علی کیا فرماتے ہیں؟

جلیل القدر محدثین کرام نے متعدد طرق اور کثیر اسناد سے روایت کیا ہے کہ دو

شخصوں نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے دور خلافت میں، خلافت ہی کے بارے میں سوال کیا۔ جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے واضح فرما دیا کہ بخدا میرے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد اور قرار داد نہیں عطا کی۔ • اگر ایسا ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر شریف پر جت نہیں کرنے دیتا۔ بلکہ ان سے قتال کرتا۔ اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی اپنا ساتھی نہ پاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہیں ہوئے نہ آپ نے یکایک انتقال فرمایا، بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے۔ مؤذن آتا، نماز کی اطلاع دیتا حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے۔ حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود ہوتا۔ پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابوبکر ہی کو نماز کا حکم فرماتے، حالانکہ میں کہیں غائب نہیں تھا۔ • پس جب حضور نے وصال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں تفرق کی تو اپنی ذنبا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کر لیا جسے حضور نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا۔ لہذا ہم نے ابوبکر سے بیعت کی اور وہ اس کے اہل تھے۔ پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا۔ اور ان کی اطاعت لازم جانی۔ اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا۔ جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لیتا۔ اور جب لڑائی پر بھیجتے میں جاتا۔ اور ان کے سامنے اپنے تازیانے سے حد جاری کرتا۔ • اسی طرح حضرت عمر

حضرت عثمان کے عہد سے متعلق فرمایا ۶۷

جار اللہ ز محشری رنظر ازہیں — مولائے کائنات نے فرمایا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا۔ تو ہماری سمجھ میں یہ آیا کہ نماز اسلام کا ستون ہے، اور دین کی بنیاد ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس شخص کو ہمارے دین کی امامت کا حکم فرمایا تھا۔ ہم نے اسی کو اپنی دنیوی رہنمائی کے لئے منتخب کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کو اپنا امیر بنالیا۔ جب انہوں نے جہاد کا اعلان کیا ہم نے ان کے حکم پر جہاد کیا۔ جو انہوں نے عطا کیا اسے بخوشی قبول کیا۔ اور ان کے حکم سے حدود اللہ قائم کیں۔ کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ اور باہم ہمیشہ متفق و متحد رہے۔ مختصر یہ کہ اب کوئی ہمارے متعلق کسی قسم کی برائی اور گمراہی نہ پھیلائے گا۔

ہنج البلاغۃ کی روشنی میں | ہنج البلاغۃ حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کے خطبات، مکتوبات اور کلمات کا مجموعہ ہے

جسے مرتضیٰ شیعہ نے مرتب کیا ہے۔ اور اسے اکثر شیعہ ہی طبع کراتے اور اس کی من مانی شرح کرتے ہیں۔ مگر اس میں بھی یہی بات ملتی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت جو لوگ حضرت علی کی خلافت کے خواہشمند تھے ان کو مخاطب کر کے اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ نے کیسا مبلغ اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔

”مجھے خلیفہ بنانے کی خواہش ایک مکدر پانی کی طرح ہے، یا ایسا لقمہ ہے جو کھانے

والے کے گلے میں پھنس جائے، میرے خلیفہ بننے کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی

کچے پھل کو قبل از وقت توڑے، یا جیسے کوئی دوسرے کی زمین میں کھیتی باڑی

کرنے لگے، پس اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق خلافت کا دعویٰ کر دوں، تو

فتنہ باز لوگ کہیں گے کہ اس نے ملک کے لالچ کے لئے کیا ہے۔ اگر چپ رہوں

تو یہی کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا۔ افسوس کہ خوفِ موت میری شان سے

کتنا بعید ہے۔ واللہ علی ابن ابی طالب موت کو مان کے دودھ کی رغبت

کرنے والے بچے سے زیادہ پسند کرتا ہے“ ۶۸

خود باب مدینۃ العلم تو حضور کے متصلاً بعد خلافت کو اپنے لئے قبل از دقت توڑ ہوا خام پھل فرمائیں۔ اور ردانفس اسی کو بنیاد بنا کر اجلہ صحابہ کو سب دشتم کریں۔ اور اپنے من مانے عقیدہ کو اسلام ثابت کرنے کے لئے خود قرآن تصنیف کریں۔ حدیث وضع کریں۔ اور اسی من گھڑت قرآن و حدیث کی بنیاد پر ساری امت مسلمہ کو گمراہ کہیں۔ صدبار معاذ اللہ! اگر ایسوں ہی کو مؤمن کہتے ہیں تو بتایا جائے کہ مرتد، زندق اور دشمن اسلام کسے کہتے ہیں۔

باب خلافت ہی میں حضرت علی کے ایک خطبہ کا یہ حصہ بھی قابل توجہ ہے۔ خطبہ کا تیور بتا رہا ہے کہ کچھ فاسد عناصر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بیعت خلافت لیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے ان مفسدوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ شیرانہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں واضح کر دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ کی مخالفت کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ فرماتے ہیں۔

اترانی اکذب علی	کیا تم میرے متعلق یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں۔ اور بخدا سب سے
واللہ لا انا اول من صدقہ	پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تھی۔ تو سب سے
فلا اکون اول من کذب	پہلے حضور کو جھٹلانے والا میں نہیں ہو سکتا۔ میں
علیہ فنظرت فی امری فاذا	نے اپنی خلافت کے متعلق خوب غور خواص کر لیا
طاعتی قد سبقت بیعتی و	ہے۔ پس میرا اطاعت کرنا بیعت لینے پر مقدم ہے
اذا المیثاق فی عنقی	اس لئے کہ حضور کا عہد و سہرہ کی اطاعت کے
لغیری۔	سلسلہ میں مجھ پر لگ چکا ہے۔

شیعوں کے علامہ ابن قیم بھی خطبہ کے اس حصہ کی تشریح کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا عین منشاء رسول کے مطابق ہوا اور حضور نے اس باب میں وعدہ لے لیا۔

”مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس قوم کے ساتھ بیعت کرنے میں پہلے

ہی سے واجب ہو چکی تھی۔ تو مجھے ان کے ساتھ بیعت نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اور حضرت علی کا یہ فرمانا کہ میرے ذمہ دوسروں کی اطاعت کا وعدہ پہلے ہی سے لگ چکا ہے۔ اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی مخالفت نہ کروں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کرنے کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا۔ تو اس لازم شدہ وعدہ کے بعد تو میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں ان کی مخالفت کروں ۵۱

زمانہ شیخین رضی اللہ عنہما میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کس طرح رہے، ان دونوں بزرگوں کو کس طرح خلیفہ اور امیر المومنین تسلیم کیا شیعوں کے مجتہد اعظم صاحب تاریخ التواریخ کے حوالے سے دیکھیں۔ اگرچہ روایت میں کتر بیوت ہے، مگر مقصود حاصل ہے۔ روایت کی ابتداء اس طرح ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلافت کے مستحق نہیں تھے تو آپ نے ان کی بیعت کس طرح کی۔ اور اگر وہ مستحق خلافت تھے تو میں ان سے کم نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ) تو آپ میرے ساتھ بھی اسی طرح ہو کر رہیں، جیسے ان دونوں کے ہمراہ رہے اس پر حضرت علی کا جواب،

”تفرقہ اندازی، تو اللہ مجھے اس کا دروازہ کھولنے سے بچائے اور اس بات سے محفوظ رکھے کہ فتنہ کا راستہ آسان کروں، میں آپ کو صرف اس چیز سے منع کرتا ہوں جس سے اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔ اور میں آپ کو راہِ رشد و ہدایت دکھاتا ہوں۔“

لیکن ابوبکر صدیق عتیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ	واما عتیق و امین الخطاب
عنہما کا معاملہ تو اگر انہوں نے اس چیز (خلافت)	فان کانت اخذا ما جعلہ
کو مجھ سے غصب کیا ہوتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم نے میرے لئے خاص کیا تھا تو آپ اور باقی	لی فانت اعلم بذلت

والمسلمون۔ مسلمان اس کو زیادہ جانتے ہوں گے۔ اور مجھے اس خلافت سے واسطہ ہی کیا ہے۔ میں نے تو خلافت کے خیال کو ذہن سے نکال دیا ہے۔ خلافت کے بارے میں دو ہی احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حضور کے بعد خلافت میرا حق نہ تھا۔ بلکہ سارے صحابہ برابر اس کے حقدار تھے تو اس صورت میں حق بقتدار رسید، دوسری صورت یہ تھی کہ

واما ان یكون حقى دونهم
فقد تركت لهم طبت نفساً
ونفست يدى عنه
استصلاحاً
خلافت صرف میرا حق تھا باقی کسی کا حق نہیں
تھا۔ تو اس صورت میں میں نے خوشی رضا مندی
سے بطیب خاطر انہیں بخش دیا۔ اور صلح صفائی کے
طور پر ان کے حق میں دستبردار ہو گیا۔

خلفائے ثلاثہ کے فضائل شیعہ روایات میں

تولائے اہل بیت کے خود مختار
زعم میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی

اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا راگ الاپنے والے خود اپنی کتابوں کی ان روایات کی روشنی میں بے نقاب نظر آتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ مولانا تعالیٰ انہیں اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر سچے مرتضوی عقائد و ایمان کی توفیق بخشے۔ آمین۔
شیعوں کی معتبر قدیم کتاب میں ان کے معتبر عالم ابن بابویہ قمی کے ذریعہ حضرات خلفائے ثلاثہ کے فضائل کی ایک روایت میں ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان ابابکی منی بمنزلۃ السمع
وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان
عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد
بیشک ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے کان، عمر رضی اللہ عنہ میری آنکھ اور عثمان رضی اللہ عنہ میرے دل کی جگہ ہیں۔

شیعوں کی اکثر اہم الکتاب میں فضائل خلفائے ثلاثہ اہمات المؤمنین و بنات طاہرات کی روایات بھی پائی جاتی ہیں۔ مگر اس خائن اور بد باطن فرقہ کے اجتہاد یوں نے ہر ممکن خرد برد، کتر بیونت کر کے اپنے قلبی غلّ و غش کا ثبوت دیا ہے۔ ایسی ہی طویل روایت کے ایک

حصہ کا خلاصہ ہم نقل کرتے ہیں۔

فضائل صدیق شیعہ تفسیر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت جب غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو اپنے صحابہ اور امت کو یہ وصیت دہائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ آپ پر (صلوٰۃ) سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابو جہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ بنایا ہے۔ اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی مرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کا حکم دیں۔ اور فرمایا کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اسحق ذریعہ کا مرتبہ، حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو آپ پر فدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ہجرت میں ابو جبر کو اپنا ساتھی مقرر فرمائیں۔ کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت و رفاقت اختیار کر لیں اور حضور کے عہد و پیمان پر کھتہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں ہوں گے۔ اور جنت کی نعمتوں میں آپ کے مخلصین سے ہونگے۔

لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے تو نہ پائے۔ اور تمہیں ڈھونڈے تو تم اسے مل جاؤ۔ اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں۔

حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی مقدس روح کے لئے سپر ثابت ہو۔ اور میری زندگی حضور کی زندگی پر قربان ہو۔ بلکہ میں اس بات پر بھی راضی ہوں کہ میری روح اور میری زندگی حضور پر، اور حضور کے ساتھی پر اور حضور کے بعض حیوانات پر فدا ہو۔ حضور امتحان فرمائیں۔ میں زندگی کو پسند ہی اس لئے کرتا ہوں کہ حضور کے دین کی تبلیغ کروں۔ اور حضور کے دستوں کی حمایت کروں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا سے ذریعہ توسیدنا اسمعیل علیہ السلام ہیں۔ البتہ یہود و نصاریٰ کے نزدیک حضرت اسحق کے ذریعہ ہونے کا نظریہ پایا جاتا ہے۔ کیا عجب کہ کئی ایک یہودی نظریات کی طرح ابن سبائے یہ نظریہ بھی یہود سے مستعار لے کر اپنے اس نئے مذہب میں شامل کیا ہو۔ منہ

میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا۔ یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے سر کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا اے ابوالحسن! تیری یہی تقریر مجھے فرشتوں نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے۔ اور اس تقریر کا جو اجر اللہ نے تیرے لئے آخرت میں تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے۔ وہ ثواب جیسا نہ سننے والوں نے سنا، نہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور نہ انسانی عقل و فہم میں آسکتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا۔

ارضیت ان تكون معي
يا ابا بکر تطلب كما اطلب و
تعرف بانك انت الذي تحملني
على ما ادعيه فتحمل عني انواع
العذاب قال ابوبكر يا رسول
الله امانا لو عشت عمر الدنيا
اعذب في جميعها اشد عذاب
لا ينزل على موت صريح ولا فرج
مسيح وكانت ذلك في
محبتك لكان ذلك احب
الي من ان اتعم فيها وانا
مالك لجميع ممالك ملوكها
في مخالفتك وهل انا و مالي
وولدي الا فداؤك
فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا جرم ان اطلع الله
على قلبك ووجد موافقا لما

اے ابوبکر تو میرے ہمراہ چلنے کے لئے تیار ہے؟
کہتے بھی لوگ اسی طرح تلاش کریں جیسے مجھے،
اور تیرے متعلق دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ تو نے
مجھے ہجرت پر، اور اعداء کے مکر و فریب سے بچ
نکلنے پر آمادہ کیا۔ کیا تجھے میری وجہ سے مصائب
آلام گوارا ہے؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا،
یا رسول اللہ! اگر میں قیامت تک زندہ رہوں
اور اس زندگی میں سخت عذاب اور مصائب میں
بتلا رہوں جس مصیبت و الم سے بچانے کے لئے
نہ مجھے موت آئے نہ کوئی اور مجھے آرام دے سکے
اور یہ تمام حضور کی محبت میں ہو تو مجھے بطیب خاطر
منظور ہے۔ اور یہ مجھے منظور نہیں کہ لمبی زندگی
ہو اور دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ بن کر رہوں
اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں۔ لیکن
حضور کی موت سے محرومی ہو۔ اور میں اور میرا
مال اور اولاد حضور پر فدا اور قربان ہے۔ پس
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

جبرئیل علی لسانک جعلت
منی بمنزلۃ السمع والبصر
والرأس من الجسد
إلی آخرہ ۶۹

تیرے دل پر مطلع ہے۔ اور جو کچھ تو نے کہا اللہ تعالیٰ
نے اس کو تیری دلی کیفیت کے مطابق پایا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے کان اور میری آنکھ کی طرح
کیا ہے اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ
نے تجھے اس طرح بنایا ہے۔

جس امیر علی کا بیان ہے۔

حضرت ابوبکر اپنی زندگی اور اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے جانشین منتخب ہوئے۔ آپ کی دانائی فراست اور اعتدال پسندی مسلم
تھی۔ اس لئے ابوبکر کے انتخاب کو حضرت علی اور آں حضرت کے خاندان
نے تسلیم کر لیا ۶۹

غزوہ تبوک میں تشریف لے جاتے ہوئے سرکار
نے حضرت علی کو اپنا نائب بنایا۔ اس پر حضرت

علی نے عرض کیا۔ حضور کیا مجھے آپ عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر فرماتے ہیں۔ اس پر
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا۔ اما ترضی ان تکون منی
بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (کیا تو اس سے راضی نہیں کہ میرے لئے موسیٰ کے نائب
ہارون کی طرح ہو) وافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کے بارے میں اس
مشابہت کو دلیل بناتے ہیں۔ حالانکہ اس کو دلیل بنانا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ حضرت
ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ کی حیات مبارکہ ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اور بعد وفات
موسوی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت نہیں فرمائی۔ اور وہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
بعد زندہ ہی نہ رہے تو خلیفہ کس طرح بنتے۔ البتہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشیر و معاون
اور ان کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے زمانے میں ان کے خلیفہ رہے تھے۔ جس طرح
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں روانگی کے وقت مدینہ
طیبہ میں اپنا عارضی نائب اور جانشین بنایا۔ خود شیعوں کی کتب تاریخ التواتر بخ، حیات القلوب

تفسیر صافی اور مجمع البیان میں ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے پہلے انتقال فرمایا۔۔۔۔۔ شیعہ علماء نے واقعہ کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہیں ہارون علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ تو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ آپ ہی نے حضرت ہارون علیہ السلام کو مار ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی برائت قرآن میں اس آیت مبارکہ کے ذریعہ بیان فرمائی۔

فَبَرَأْنَا اللَّهَ مِمَّا قَالُوا - وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا (احزاب ۲۳، ۶۹)

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اس اتہام سے بری فرمایا جو یہود نے ان پر لگایا تھا۔ اور وہ اللہ کے نزدیک معزز و محترم تھے۔

اس شیعہ تفسیر سے بھی پتہ چل گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئے۔ پھر ان کی ذات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کی دلیل بنانا کتنی صریح بے عقلی ہے۔۔۔۔۔ فَمَا لَهُمْ لَا يَقْضُونَ حَدِيثًا

شیعوں کے عقائد باطلہ امامت، تقیہ وغیرہ اسلام کے دامن پر ایسے بدنام داغ ہیں جن کی بنیاد پر اسلام دشمن مستشرقین نے زبان درازی کا موقع پایا۔ دشمنان اسلام مسلمانوں کے اندر سے ابھرنے والی ایسی مفسد تحریکوں کو نہایت دقت نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں۔ پروفیسر فلپ ہتی شیعہ انزاق اور عقیدہ امامت پر اپنے انداز سے اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مسلمانوں کی پہلی تفریق خلافت کے قضیے سے شروع ہوئی۔ مسلمان اسی فتنہ کی وجہ سے دو گروہوں میں بٹ گئے۔ پیغمبر اسلام نے خدا اور بندے کے درمیان صرف وحی الہی یعنی قرآن مجید کو واسطہ بنایا تھا۔ مگر شیعوں نے ایک انسان یعنی امام کو اپنا واسطہ بنالیا۔

یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے۔

”انتہا پسند شیعہ یہاں تک بڑھے کہ امام کو اس کی ربانی صفات اور نورانی جو

کے باعث خود اللہ کا اقرار سمجھنے لگے۔ ان کی دانست میں حضرت علیؑ اور ان کی اولاد جو امام ہوئے وہ انسانی صورت میں خدا تھے۔ یا خدا کا کلام تھے جسے یہ لوگ قرآن ناطق کہتے ہیں یعنی بوتا ہوا قرآن، ایک اور فرقہ کا قول ہے کہ حضرت جبریلؑ نے غلطی سے پیغمبر اسلام کو علیؑ سمجھ لیا۔ ورنہ وحی دراصل حضرت علیؑ پر آئی تھی، ۱۷

اسلام کو داخلی فتنوں رفض و خروج وغیرہ نے جتنا شدید نقصان پہنچایا۔ خارجی دشمنوں سے دین و ملت کو اتنا نقصان پہنچا نہیں ہوا۔

دوستوں سے اس قدر صدمے ملے ہیں جان کو

دل سے دشمن کی جفاؤں کا گلہ حبس آ رہا ۱۸

شیعیت کی نئی لہر

امام خمینی صاحب کے دم قدم سے شیعیت آج بہت ترقی پر ہے شیعوں کے متعدد فرقوں میں سے خمینی صاحب کا تعلق اثنا

عشری گروہ سے ہے۔ اور یہی گروہ آج شیعوں میں غالب اکثریت رکھتا ہے۔ ایران، عراق، اور ہندوپاک میں جو شیعہ ہیں وہ اکثر اسی خیال کے ہیں۔ شیعہ فرقوں کی صحیح تعداد اور باہم مختلف عقائد کے لئے ملاحظہ کریں تحفہ اثنا عشریہ، اور غنیۃ الطالبین اور آیات بنیات وغیرہ علیؑ گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا، شیعہ تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ کی انچارج پروفیسر رشیدہ رضیہ جعفری نے خود شیعہ فرقوں کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

● غالی، وہ فرقہ ہے جو حضرت امیر المومنین کو خدا مانتا ہے ۱۹

■ مفوضہ اس فرقہ کا یہ مذہب ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد مصطفیٰؐ اور حضرت علیؑ کو پیدا کیا۔ پھر وہ بیکار ہو گیا۔ اور اس نے تمام دنیا کا انتظام ان ہی دو بزرگوں کے سپرد کر دیا ہے۔ وہی جسے چاہتے ہیں ملتے ہیں۔ انہوں نے ہی سارے عالم کو پیدا کیا۔ یہی دونوں رزق دیتے ہیں ۲۰

● علویہ ان کا عقیدہ ہے کہ وحی پہنچانے میں جبریلؑ سے غلطی ہوئی۔ علیؑ کے بجائے محمد مصطفیٰؐ کو پہنچا دی ۲۱

بارہ امام

شیعہ فرقہ اثنا عشریہ کی رو سے بارہ ائمہ کی ترتیب یہ ہے۔ ۶۶۱ھ
(۱) حضرت علی بن ابی طالب (متوفی ۲۱ رمضان ۴۰ھ ۹ جنوری ۶۶۱ھ)

(۲) سیدنا امام حسن بن علی (متوفی ۲۸ صفر ۵۰ھ ۲۷ مارچ ۶۷۰ھ)

(۳) سیدنا امام حسین بن علی سید الشہداء (م ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ھ)

(۴) سیدنا علی بن حسین زین العابدین (م ۲۵ محرم ۹۵ھ ۳۱ ستمبر ۷۱۳ھ)

(۵) سیدنا محمد بن علی باقر (م ۷ ذوالحجہ ۱۱۳ھ ۲۸ جنوری ۷۲۳ھ)

(۶) سیدنا جعفر بن محمد الصادق (م ۱۰ شوال ۱۲۸ھ ۱۰ جولائی ۷۶۶ھ)

(۷) سیدنا موسیٰ بن جعفر کاظم (م ۲۵ رجب ۱۸۳ھ یکم اکتوبر ۷۹۹ھ)

(۸) سیدنا علی بن موسیٰ رضا (م ۲۳ ذی القعدہ ۲۰۳ھ ۲۲ مئی ۸۱۹ھ)

(۹) سیدنا محمد بن علی تقی (م ۳۰ ذوالقعدہ ۲۲۰ھ ۲۵ نومبر ۸۳۵ھ)

(۱۰) سیدنا علی بن محمد تقی (م ۵ رجب ۲۱۳ھ ۹ ستمبر ۸۲۹ھ)

(۱۱) سیدنا حسن بن علی عسکری (م ۲۶ھ ۸۷۳ھ)

(۱۲) سیدنا محمد بن حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین)

آخر الذکر محمد بن حسن ہی کو اہل تشیع مہدی زماں کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۵

شعبان ۲۵۵ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۸۶۸ھ کو ہوئی۔ شیعہ حضرات کا خیال ہے کہ ۲۶۱ھ

۸۷۳ھ میں آپ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ جس کے بعد ۳۲۹ھ ۹۴۰ھ تک کا

زمانہ غیبت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ جس دور میں چار نائبین خاص کے ذریعہ قوم

سے آپ کا رابطہ رہا۔ ان چاروں کو دکلے اربعہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد غیبت کبریٰ

کا دور شروع ہوا۔ اب ان دکلے اربعہ کے ذریعہ علماء و مجتہدین کا دور چل رہا ہے کہ

”اور انہی شیعوں کے فرقہ کیسانہ کے نزدیک حضرت محمد بن الحنفیہ کو رضوی پر اپنی

قبر میں زندہ ہیں۔ اور اپنے وقت پر خروج کریں گے“

اسما علیوں کے نزدیک سات اماموں کے بعد امام غائب کے ظاہر ہونے تک

جو لوگ امامت کے فرائض انجام دیں گے وہ نائب امام ہوں گے۔ مگر ان کو منتخب کرنے

کا عوام کو حق نہیں۔ نائب امام کا سب سے بڑا بیٹا امامت کا حقدار ہوتا ہے۔
اسلامی نقطہ نظر سے امام مہدی کون ہیں؟ — اور ان کا کیا مقام ہے؟ اس
سے واقفیت کے بغیر امام مہدی، اور شیعوں کے مہدی منتظر کا فرق سمجھنا دشوار ہے۔ اس
لئے اب ہم اس پر قلم اٹھاتے ہیں۔

اس باب میں ہم سب سے پہلے حضرت امام مہدی
ظہور مہدی کی چند احادیث

لکھتے ہیں۔

■ ابو داؤد کی سنن میں ہے۔ حضرت ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی
ہیں کہ ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد کچھ اختلاف ہوگا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کا ایک باشندہ
بھاگ کر مکہ مکرمہ آئے گا۔ مکہ مکرمہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ اور اسے مجبور
کر کے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کریں گے۔ پھر شام سے اس
کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا جائے گا۔ اور وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک میدان
میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ ان کی یہ کرامت دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور
عراق کے لوگ بھی آکر ان سے بیعت کریں گے۔ اس کے بعد پھر قریش میں ایک شخص ظاہر
ہوگا جس کے ماموں قبیلہ کلب کے ہوں گے۔ وہ ظاہر ہو کر ان کے مقابلہ کے لئے لشکر
روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس (امام مہدی) کو ان کے اوپر غالب فرمائے گا۔ اور یہ
بنو کلب کا لشکر ہوگا۔ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو اس قبیلہ کلب کی غنیمت میں شریک نہ
ہو۔ — — — — — کامیابی کے بعد وہی شخص (امام مہدی) اس مال کو تقسیم کرے گا۔ اور
سنت کے مطابق لوگوں سے عمل کرائے گا۔ — — — — — اور اس کے عہد میں روئے
زمین پر اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ اور سات برس تک وہ زندہ رہے گا۔ اس
کے بعد اس کا انتقال ہو جائے گا۔ اور مسلمان اس کی نماز پڑھیں گے۔

■ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
بڑی آزمائش کا ذکر فرمایا۔ — — — — — جو اس امت کو پیش آنے والی ہے۔ ایک

وقت اتنا شدید ظلم ہوگا کہ پناہ ملنا دشوار ہوگا۔۔۔۔۔ اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد میں ایک شخص (امام مہدی) کو پیدا فرمائے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ زمین و آسمان کے سب باشندے اس سے خوش ہوں گے۔ آسمان اپنی تمام بارش موسلا دھار برسائے گا۔ اور زمین اپنی سب پیداوار نکال کر رکھ دے گی۔ حتیٰ کہ زندہ لوگ اس بات کی تمنا کریں گے کہ جو لوگ ان سے پہلے ظلم اور تنگی میں گزر گئے کاش اس وقت ہوتے۔ اسی بابرکت انداز میں وہ (امام مہدی) سات یا آٹھ یا نو سال زندہ رہیں گے۔

● حضرت ثوبان جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ سپاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا۔ اگر چہ برف کے اوپر گھٹنوں کے بل کیوں نہ چلنا پڑے

فَاتَّ فِيهَا خَلِيفَةُ اللَّهِ

کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا

المہدی (احمد و بیہقی)

● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم کو مہدی کی بشارت دیتا ہوں۔ جو ایسے دور میں ظہور پذیر ہوں گے۔ جب لوگوں میں بڑا اختلاف ہوگا۔ اور بڑے زلزلے آئیں گے۔ وہ آکر زمین کو عدل و انصاف سے پھر اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ان کی آمد سے قبل ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ آسمان کے فرشتے اور باشندگان سب ان سے راہی ہوں گے۔ اور وہ مال تقسیم کریں گے صحاحاً۔ سوال کیا گیا۔ صحاح کا کیا مطلب ہوا۔ فرمایا۔۔۔۔۔ انصاف کے ساتھ، اور امت کے دل غنا سے بھر دیں گے۔ ان کا انصاف عام ہوگا۔ (فراغت کا یہ حال ہوگا) کہ وہ ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیں گے۔ وہ اعلان کرے گا کہ کسی کو مال کی حاجت باقی ہے تو محض ایک شخص کھڑا ہوگا۔ اسی حالت پر سات سال گزریں گے۔

(احمد ابویعلیٰ)

● حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے

اور روم کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی۔ چوتھی صلح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگی جو آل ہارون سے ہوگا۔ اور یہ صلح سات سال تک قائم رہے گی۔ حضور سے دریافت کیا گیا اس وقت مسلمانوں کا امام کون ہوگا۔ فرمایا وہ شخص میری اولاد میں سے ہوگا۔ جس کی عمر چالیس سال ہوگی۔ چہرہ ستاروں کی طرح چمکدار ہوگا۔ دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا۔ اور دو فطوانی عجائبات زیب تن کئے ہوگا۔ ایسا معلوم ہوگا جیسا بنی اسرائیل کا کوئی شخص دس سال حکومت کرے گا۔ زمین سے خزانوں کو نکالے گا۔ اور مشرکین کے شہروں کو فتح کرے گا۔ اللہ

• ذی مخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم روم سے صلح کرو گے کامل صلح، اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کرو گے اور تم کو کامیابی ہوگی، اور مال غنیمت ملے گا۔ حتیٰ کہ جب ایک خطہ زمین پر لشکر آکر اترے گا۔ جس میں ٹیلے ہوں گے اور سبزہ، تو ایک شخص نصرانیوں میں سے صلیب بلند کر کے کہے گا۔ صلیب کا بول بالا ہو۔ اس پر ایک مسلمان کو غصہ آجائے گا۔ وہ اس صلیب کو توڑ ڈالے گا۔ اور اس وقت نصاریٰ غداری کریں گے۔ اور جنگ عظیم کھلے سب ایک محاذ پر جمع ہو جائیں گے۔

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تمہارے اندر عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ اور اس وقت تمہارا امام وہ شخص ہوگا جو خود تم میں سے ہوگا۔ اور اس وقت کی نماز میں تمہارا امام وہی ہوگا۔

• حضرت حذیفہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی انتظار میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ ان کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوگا گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اس وقت امام مہدی ان کی طرف مخاطب ہو کر عرض کریں گے۔ تشریف لائیے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے اس نماز کی اقامت تو آپ کے لئے ہو چکی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نماز میری اولاد میں سے ایک شخص کے پیچھے ادا فرمائیں گے۔

• حضرت ابوامامہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اور دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ————— مدینہ گندگی کو اس طرح دور کر دے گا، جیسے بھٹی لوہے کی گندگی کو دور کر دیتی ہے۔ اور یہ دن یوم النخلاص کہلائے گا۔ ام شریک نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت ان کی تعداد کم ہوگی۔ ان میں کے بیشتر بیت المقدس میں ہوں گے۔ اور ان کے امام ایک مرد صالح مہدی ہوں گے۔ وہ ایک روز نماز صبح کی امامت کے لئے آگے بڑھیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اور یہ (امام مہدی) اٹھے پاؤں لوٹیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے شانوں کے درمیان رکھ دیں گے اور فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھئے یہ اقامت آپ ہی کے لئے کہی گئی ہے۔ اور ان کے امام ہو کر نماز پڑھائیں گے ۵۵

• حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ (اخرجه ابو نعیم) مریم جس کی اقتدا فرمائیں۔

ان احادیث کا معنوی تواثر ثابت ہے | حضرت امام مہدی کے متعلق اسلامی ذخیرۂ احادیث سے ہم نے دس حدیثوں

کے ترجمے نقل کر دیئے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی اور متعدد روایات ہیں۔ جن کی بنیاد پر مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قرب قیامت کے وقت ایک مہتمم بالشان ہستی روئے زمین پر ظہور پذیر ہوگی۔

ابن خلدون اور اس کے اتباع کا یہ گمان فاسد ہے کہ مسلمانوں میں ظہور مہدی کا عقیدہ روافض کی روایات کے زیر اثر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ سلف سے آج تک امام مہدی کے بارے میں مسلمانوں کے عقائد متواتر ہیں۔ حضرت علی، ابن عباس، ابن طلحہ، ابن عمر، عبد اللہ بن مسعود، ابن ہریرہ، انس، ابوسعید، امہات المؤمنین ام حبیبہ، ام سلمہ، ثوبان، قرہ بن ایاس، علی البلالی، اور عبد اللہ بن الحارث، رضی اللہ عنہم سے امام مہدی کے بارے

میں حدیثیں مروی ہیں۔ ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں اس بارے میں حدیثیں بیان کی ہیں۔ امام ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے تو اپنی کتابوں میں امام مہدی کے متعلق مستقل باب باندھے ہیں۔ شارح عقیدہ سفارینی نے لکھا ہے کہ

”خروج امام مہدی کی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ اسے معنوی تو اترکا درجہ
ماصل ہے۔ اور علمائے اہل سنت کے نزدیک یہ بات اس قدر مشہور ہے
کہ عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت سے شمار کی جاتی ہے“ ۷۷
اسی طرح علامہ سیوطی، قاضی شوکانی، اور شیخ علی متقی وغیرہ نے امام مہدی کے بارے
میں کافی مواد اکٹھا کیا ہے۔

احادیثِ ظہورِ مہدی کا واقعائی خاکہ

انور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ، اور عادات و خصائل شامل نبوی میں ڈھلے ہوئے والد ماجد کا نام عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ، زبان میں قدرے لکنت۔ دوران گفتگو کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے۔ علم لدنی سے نوازے ہوئے ہوں گے۔

آپ کے ظہور کے وقت دنیا ظلم سے لبریز ہوگی۔ اسی دور میں عرب و شام میں یوسفیاء کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ وہ شام و مصر کا حکمران ہوگا۔ اس عرصہ میں روم کے بادشاہ کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے سے صلح ہوگی۔

لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے گا۔ بادشاہ روم دارالسلطنت چھوڑ کر ملک شام چلا جائے گا۔ اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی مدد سے اسلامی فوج فریق مخالف پر فتح حاصل کرے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فوج میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب فتح مند ہو گئی۔ یہ سنکر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے لڑ پڑے گا۔ اور کہے گا نہیں۔ اسلام غالب ہوا۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ جس کی وجہ سے باہم جنگ ہوگی۔ بادشاہ اسلام شہید ہوگا۔ عیسائی شام پر قابض ہوں گے اور دونوں عیسائی گروہوں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔

عیسائیوں کی حکومت خیر تک ہو جائے گی۔ اس وقت مسلمان امام مہدی کے منتظر ہوں گے، امام مہدی اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود ہوں گے۔ انہیں کوئی پہچانتا نہ ہوگا۔ وہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ چلے آئیں گے۔ اس زمانے کے اولیاء و ابدال آپ کو تلاش کرتے ہونگے مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان طواف کرتے ہوئے ایک جماعت آپ کی شناخت کرے گی۔ اس سے قبل کے ماہ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگ چکا ہوگا۔ لوگ آپ سے بیعت کا تقاضا کریں گے۔ اس وقت آسمان سے آواز آئے گی۔

ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔ ان کی بات لے دو اطیعوا۔ سنو، اور اطاعت کرو۔

بشرف بیعت | یہ آواز وہاں کے سب خاص و عام سنیں گے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال ہوگی۔ آپ کی خلافت کی خبر عام ہوتے ہی مدینہ منورہ کی فوج مکہ معظمہ چلی آئے گی۔ شام، عراق، اور یمن کے اولیائے کرام اور ابدال آپ کے ہمراہ اور ملک کے بے شمار لوگ آپ کی فوج میں شامل ہوں گے۔ اسلامی دنیا میں امام مہدی کے خروج کی خبر سن کر خراسان سے ایک بڑی فوج آپ کی اعانت کے لئے روانہ ہوگی۔ جو راستہ میں بد دینوں کا صفایا کرتے ہوئے مدینہ اور مکہ کے درمیان دامن کوہ میں دھنس جائے گی۔ صرف دو آدمی زندہ بچیں گے۔ ایک امام مہدی کو خبر دے گا اور دوسرا سفیان کو۔ عرب فوجوں کے اجتماع کی خبر پا کر عیسائی بھی فوجیں جمع کریں گے اور شام میں اکٹھا ہوں گے۔ ان کی فوج کے ستر عظیم ہوں گے۔ اور ہر ایک عظیم کے نیچے ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے۔ (کل ۸ لاکھ چالیس ہزار)۔

جہاد و فتح | حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائیں گے۔ اس کے بعد مع لشکر شام کی طرف نکلیں گے۔ دمشق کے پاس عیسائیوں سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت امام مہدی کے لشکر میں تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ عیسائیوں کے خوف سے راہ فرار اختیار کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول

نہیں فرمائے گا۔۔۔ دوسرا گروہ چہا دھرتے ہوئے شہادت پا کر بدر و احد کے شہداء کا درجہ پائے گا۔ تیسرا گروہ قیام ہوگا۔ چار روز تک مقابلہ ہوگا۔ چوتھے روز فتح ملے گی اور بیسارہائی مارے جائیں گے۔ اس کے بعد امام مہدی مال غنیمت تقسیم فرمائیں گے۔ مگر کسی کو لینے کی خوشی نہیں ہوگی۔ اس کے بعد امام مہدی بلا واسلام کے انتظام و انصرام پر متوجہ ہوں گے۔ اور چاروں جانب اپنی فوج پھیلا دیں گے۔

فتح قسطنطنیہ | اور اس سے فراغت کے بعد فتح قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہونگے۔ قبیلہ بنو اسماعیل کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے استنبول کی آزادی کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ لوگ فیصل کے قریب اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں گے تو ام جلات کی برکت سے فیصل گر جائے گی۔ اور مسلمان فاتح ہوں گے۔ اس کے بعد امام مہدی ملکی انتظام میں ہوں گے کہ دجال کے نکلنے کی افواہ اڑے گی۔

طبیعہ امام مہدی | اس بات کو سن کر حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور خروج دجال کی تحقیق کے لئے پانچ یا نو سوار (باختلاف روایت) آگے روانہ فرمائیں گے۔ جو پتہ لگا کر خبر دیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ یا نو کے بارے میں فرمایا۔ ان کے ماں باپ اور قبیلوں کے نام اور ان کے گھوڑے کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس دور میں تمام روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔

خروج دجال | اس کے بعد امام مہدی عجلت کے بجائے اطمینان سے مصروف سفر ہونگے اس کے کچھ دنوں بعد دجال ظاہر ہو جائے گا۔ مگر حضرت امام مہدی اس وقت تک دمشق پہنچ کر جہاد کی تیاری فرما چکے ہوں گے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو ہتھیار دیا جا چاہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری | عصر کا وقت ہوگا۔ مؤذن اذان دے گا۔ لوگ نماز کی تیاری میں

ہوں گے۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر دو فرشتوں کے کاندھوں کے سہارے رونق افروز ہوں گے۔ اور آواز دیں گے کہ سیرھی لاؤ۔ سیرھی حاضر کی جائے گی۔ آپ نیچے تشریف لا کر امام مہدی سے ملاقات کریں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع سے پیش آئیں گے اور کہیں گے۔ اے اللہ کے بنی امامت فرمائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ امامت آپ ہی کریں کیونکہ اس امت محمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے بعض بعض کے امام ہیں۔ امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدار کریں گے۔ نماز کے بعد امام مہدی عرض کریں گے۔ یا بنی اللہ! اب یہ لشکر کا انتظام ہی فرمائیں اور حکم جاری فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں، یہ کام آپ ہی کریں۔ میں تو صرف قتل و قتال پر مامور ہوں۔ اللہ کی ساری زمین حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔ روشن و تابناک ہو جائے گی۔ ظلم و ستم کا کہیں نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ ہر طرف عبادت و اطاعت کا زور و شور ہوگا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ ۸ یا ۹ سال ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے دفع کرنے اور انتظامات ملکی میں لگیں گے۔ آٹھواں سال دجال سے جنگ کی تیاریوں میں اور جنگ میں۔ اور نوواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں گزاریں گے۔

وفات امام مہدی | اس طرح ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز جنازہ پڑھا کر ان کی تدفین فرمائیں گے۔ اس کے

بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور مسعود ہوگا ۴۸ھ

امام غائب کون ہیں؟ | شیعوں کتابوں کی روشنی میں امام غائب امام حسن عسکری بن علی کے صاحبزادے ہیں۔ جو پیدا ہونے کے کچھ ہی دنوں

بعد منصب امامت پر فائز ہو گئے۔ ایک روایت کی رو سے ۲۵۵ھ، دوسری روایت کی رو سے ۲۵۶ھ میں اپنے والد کے انتقال سے چار یا پانچ سال پہلے تولد ہوئے۔ مگر ان کے

حقیقی چچا کا بیان ہے کہ حسن عسکری لا ولد فوت ہوئے ۲۵۹ھ

انہی کی کتب میں ہے کہ انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یا ان کا جسم کسی کو نظر نہیں آتا تھا نہ اس
 کسی میں آپ اپنے والد کی وفات سے دس دن پہلے ایک فار میں روپوش ہو گئے ۹۱
 امام غائب کی والدہ مسیحی شاہ روم کی پوتی ملیکہ ہیں۔ جو حیرت انگیز طور پر اپنے دو
 چچا زاد منگیتروں کے عقد میں جاتے جاتے صلیب ٹوٹ کر گرنے اور مجلس شادی درہم برہم ہونے
 کی وجہ سے بچ رہیں۔۔۔۔۔ پھر خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی وغیرہ کی
 زیارت کر کے مشرف باسلام ہوئیں۔ اور ان حضرات کی موجودگی میں ان کا رشتہ امام حسن
 عسکری کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد روم پر اسلامی لشکر کے حملے ہوئے۔ اور یہ باندی بنا کر اور
 دوسری عورتوں کے ساتھ بغداد لائی گئیں۔ اور امام حسن عسکری نے ادھر ان کو بغداد سے لانے
 کے لئے اپنے ایک مصاحب بشیر بن سلیمان کو کچھ رقم دے کر قبل از وقت ہی بغداد بھیج رکھا تھا
 جو جو نشانیاں بی بی ملیکہ کی بیان کی تھیں وہ سب دیکھ کر بشیر نے انہیں خریدا۔ اور اپنے ساتھ
 شہر سمرن رائی لائے۔ جہاں وہ رہیں ان سے امام غائب پیدا ہوئے۔ (جلال العیون)
 امام غائب کے بارے میں ملاحقا قرمجلسی کی کتاب حق الیقین میں یہ دلخراش روایت
 بھی ہے۔

جب قائم آل محمد (امام مہدی) ظاہر ہوں گے تو خدا فرشتوں کے ذریعہ
 ان کی مدد کرے گا۔ اور سب سے پہلے ان سے بیعت کرنے والے حضرت محمد
 ہوں گے۔ اور ان کے بعد حضرت علی ۹۲
 ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شیعہ بغض و عناد کی منظر یہ عبارت بھی دل پر حیر کر کے
 دیکھتے چلیں۔

”امام قائم جب ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے
 اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔“ _____ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
 إِلَّا بِاللّٰهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ خُلُوتِ ۹۳

امام غائب کے بارے میں عقل و نقل سے بعید شیعہ روایات خود ان کی تکذیب کا منہ
 بولتا نمونہ ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ ائمہ کی غیبت کا عقیدہ انہی شیعہ فرقوں نے حضرت

محمد بن حسن سے پہلے بھی کئی لوگوں کے بارے میں اختراع کیا تھا۔ مثلاً حضرت محمد بن الحنفیہ کی وفات کے بعد ان کو بھی مہدی مستور مان لیا گیا تھا۔ اس شیعہ گروہ کا نام کیسانہ ہے۔ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق انتقال فرما گئے تو کچھ لوگوں نے ان کی ہدایت اور غیبت کا عقیدہ ظاہر کیا۔ انہیں شیعوں میں کا نادرسی فرقہ کہا گیا۔ پھر امام موسیٰ کاظم کی شہادت کے بعد ان کے مہدی ہونے اور نظر سے غائب ہو کر دوبارہ ظہور کا عقیدہ جس طبقہ میں آیا۔ اسے واقف یا واقفہ کہا جاتا ہے۔ یہ تمام فرقے شیعوں ہی کے اندر ابھرے۔ گویا اس نامراد قوم میں عقیدہ غیبت کے جراثیم ان کے شروع دور ہی سے چلے آ رہے ہیں۔ اپنی بدنصیبی سے کیسانہ، نادرسیہ اور واقفہ کو تو پھونکے پھونکے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ اثنا عشریہ باقی رہ گئے۔ اور مرد و رایام کے ساتھ بعد والوں میں پہلے والوں کی ہر بات خواہ وہ خالص کذب افتراء اور اختراع کیوں نہ ہو سند بنتی گئی۔ اور وہ صریح قرآن عظیم کے مخالف کیوں نہ ہو۔ اسی کو عین اسلام سمجھنے لگے۔

امام غائب اور شیعہ روایات
 مجلسی کی کتاب بحار الانوار، طبع جدید، جلد ۱۵ باب ہفتم، ص ۱۰۹ سے ۱۲۲ تک روایات پھیلی ہوئی ہیں۔ اس عنوان پر ان کے شیخ صدوق کی کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ اور محقق طوسی کی "الغیبتہ" اور اسی نام کی "نعمانی" کی کتاب میزان کے شیخ مفید کی کتاب الاختصاص "ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تنہا شیخ مفید نے امام غائب کے متعلق پانچ رسالے لکھے ہیں۔ اسی طرح تقیہ، متعہ، اور قرآن مجید کے خلاف بائیان مذہب نے بڑی بڑی کاوشیں سرانجام دی ہیں۔ امام غائب کے بارے میں ان کی روایتوں کے چند خاص حصے ملاحظہ کریں۔

"کیمیل بن زیاد نخعی راوی کہ میں امیر المومنین کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ زمین پر کچھ نشان کھینچ رہے ہیں۔ (کیمیل کے پوچھنے پر فرمایا) میں حسین کی نسل سے نوے فرزند کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جب کہ وہ ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ اس کے لئے ایک (طویل)

غیبت ہوگی۔ جس دوران جھوٹے لوگ اس کے وجود کے بارے میں شک میں پڑ جائیں گے۔ اے کیل بن زیاد! ہر زمانے میں زمین میں ایک حجت کا وجود ضروری ہے۔ چاہے وہ ظاہر اور مشہور ہو یا مخفی اور ستور۔۔۔۔۔ ۹۴

امام علی رضی اللہ عنہ نے شاعر عین سے فرمایا۔

تیسرے بعد میرا بیٹا محمد امام ہوگا۔ محمد کے بعد ان کا بیٹا علی امام ہوگا۔ علی کے بعد ان کا بیٹا حسن امام ہوگا۔ اور حسن کے بعد ان کا بیٹا حجت قائم امام ہوگا۔ جس کا اس کی غیبت میں انتظار کیا جائے گا۔ ۹۵

شیعوں کے عقیدہ کی رو سے امام غائب، غیبت کی حالت میں رہتے ہوئے بھی اپنے شیعوں کی ہدایت کرتے ہیں۔ اس بارے میں یہ لوگ حضور انور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس بات کو منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے اولوالامر کی تعیین کرتے ہوئے اکیارہ اماموں کے نام لئے اور بارہویں امام کا نام لے کر اس طرح کہا۔

..... حسن بن علی (اکیارہویں امام) کے جانشین ان کے فرزند ہوں گے،

جن کا نام میرا نام ہوگا۔ اور کنیت میری کنیت ہوگی۔ اور وہ روئے زمین پر حجت خدا اور لوگوں کے درمیان بقیۃ اللہ ہوں گے۔۔۔۔۔ وہ اتنے طویل

عرصہ تک پوشیدہ رہیں گے کہ ان کی امامت کا عقیدہ صرف انہی دلوں میں باقی رہ جائے گا کہ جن کا اللہ نے ایمان کے سلسلہ میں امتحان لے لیا ہوگا۔ لوگ ان

کی غیبت میں ان کی روشنی سے فیضیاب ہوں گے۔ جیسے لوگ بادلوں میں چھپنے

والے آفتاب سے فیضیاب ہوتے ہیں الخ ۹۶

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ احادیث ہیں تو اسلامی ذخیرۂ احادیث میں ان کا سراغ

کیوں نہیں ملتا؟۔۔۔۔۔ اور اگر یہ خاص ائمہ کی باتیں بھی ہیں جب بھی ۱۸۲ھ سے پہلے

پہلے حضرت محمد بن حنفیہ، امام جعفر صادق، اور امام موسیٰ کاظم کو امام غائب ماننے والے شیعوں

کو ان روایات کا علم ضرور ہونا چاہئے۔ مگر انہوں نے شیعہ عقیدہ امامت رکھنے کے باوجود

اپنے اپنے وقت میں ان تینوں بزرگوں کو امام غائب مانا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ

روایتیں اس وقت تک موجود نہیں تھیں۔ اور بعد میں اختراع کی گئیں۔ ورنہ کم از کم شیعوں ہی میں فرقہ کیسانہ، نادوسیہ، اور واقفیہ کا وجود نہ ہوتا۔ خدا کرے اب سے انہیں قرآن و حدیث کی واضح تعلیمات والا اسلام میرا جائے۔ آمین۔

مَرَّاجِح

- | | |
|--|--|
| ۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۲۱، | ۱۔ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق
للامام احمد رضا القادری علیہ الرحمہ،
مطبوعہ، الجمع الاسلامی بمبارکپور ص ۴۱۳ |
| ۲۔ جامع الترمذی ج ۲ ص: ۴۱، | ۲۔ الصواعق المحرقة فی الرد علی اہل البدع
والزندقہ، للمحدث احمد بن حجر البیتھی المکی،
مطبوعہ، استنبول، |
| ۳۔ الصحیح للمسلم ج ۲ ص: ۱۲۷، | ۳۔ "تلخیص الثانی" للتحقق الطوسی،
مطبوعہ، نجف اشرف ج ۲ ص: ۳۷۲ |
| ۴۔ تفسیر کبیر ج ۲، ص: ۴۱۵، | ۴۔ "تلخیص الثانی" للتحقق الطوسی،
مطبوعہ، نجف اشرف ج ۲ ص ۳۷۲، |
| ۵۔ تحفہ اثنا عشریہ، للمحدث الشاہ عبدالعزیز
الدہلوی، باب ہفتم در امامت (اردو) ص: ۳۴۵ | ۵۔ الثانی، مطبوعہ، نجف اشرف
ص: ۱۷۱، |
| ۶۔ " " " " | ۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ رشیدیہ
ص ۵۶۰، والصواعق المحرقة ص: ۲۱، |
| ۷۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، مطبوعہ،
دانشگاہ پنجاب، لاہور، ج ۱۱، ص: ۹۰۳، | ۷۔ اللؤلؤ والمرجان فیما اتفقا علیہ الشیخا
مطبوعہ، الکویت، ص: ۶۳۳، |
| ۸۔ " " " " " " " " | ۸۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، ۵۱، |
| ۹۔ " " " " " " " " | |
| ۱۰۔ امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلہ
توحید، قم ایران، ج ۶، شمارہ ۵، ص: ۳۸، | |
| ۱۱۔ الحکومت الاسلامیہ، للامام خمینی ص: ۱۸، | |
| ۱۲۔ " " " " " " " " | |

۲۳	الحکومت الاسلامیہ للامام خمینی ص ۱۳۱
۲۴	ص ۱۹۸
۲۵	الوسیلہ ج ۱، ص ۶۵
۲۶	ص ۷۶
۲۷	ص ۹۲
۲۸	ہمارے ائمہ اور سیاسی جدوجہد، علی خامنہ
	ای مجلہ توحید، قم ایران، ج ۴، شمارہ ۶،
	ص ۱۱۸
۲۹	مجلہ توحید، قم ایران، ج ۶، شمارہ ۱،
	ص ۴۳
۳۰	مقالہ امامت ائمہ اطہار کی نگاہ میں
	مجلہ توحید، قم، ج ۷، شمارہ ۳، ص ۲۳
۳۱	ص ۳۴
۳۲	ج ۶، شمارہ ۱، ص ۵۲، ۵۳
۳۳	الاصول من الکافی، للعلین ص ۱۰۲
۳۴	مطبوعہ مکتبہ
۳۵	ص ۱۰۴
۳۶	ص ۱۰۵
۳۷	ص ۱۰۶
۳۸	ص ۲۷۶
۳۹	ص ۱۱۷
۴۰	ص ۱۱۷
۴۱	ص ۱۱۰
۴۲	الاصول من الکافی، للعلین، ص ۲۷۸
	والصافی جز ۳، حصہ دوم، ص ۱۶۹
۴۳	الاصول من الکافی، للعلین، ص ۱۲۲، ۱۲۱
۴۴	ص ۲۴۶
۴۵	حیات القلوب ج ۳، ص ۱۰
۴۶	الاصول من الکافی، ص ۲۳۸
۴۷	القرآن الکریم، احزاب، آیت ۷۲
۴۸	الاصول من الکافی، ص ۲۶۱
۴۹	مختصر تفسیر ابن کثیر، للصابونی ج ۳، ص ۱۱۷
۵۰	تفسیر ضیاء القرآن، للشیخ کرم شاہ الازہری
	ج ۴، ص ۱۰۳
۵۱	القرآن الکریم، طہ، آیت ۱۱۵
۵۲	الاصول من الکافی، ص ۲۶۳
۵۳	القرآن الکریم، بقرہ، آیت ۲۳
۵۴	خزائن العرفان علی کنز الایمان ص ۸
۵۵	الاصول من الکافی، ص ۲۶۴
۵۶	القرآن الکریم، شعراء، آیت ۱۹۵
۵۷	الاصول من الکافی، ص ۲۶۱
۵۸	القرآن الکریم، مائدہ، آیت ۶۶
۵۹	الاصول من الکافی، ص ۲۶۲
۶۰	نہ الصورۃ، فصل الخطاب فی تحریف کتاب
	رب الارباب، للنوری الطبرسی ص ۱۸۰، ۱۸۱
۶۱	نسخ التوارخ، ج ۲، ص ۶۲، الکافی

صحابہ کرام

اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت

صفحہ	مندرجات
۶۲	جن کی شان قرآن میں ہے
۶۵	جنہیں رسول نے تزکیہ بخشا اور تعلیم دی
۶۵	بامراد لوگ
۶۶	خدا ان سے وہ خدا سے راضی
۶۶	وہ غربت میں اسلام کے مددگار
۶۶	بیعت رضوان سے مشرف ہونے والے
۶۷	ایمان میں سبقت اور رضا حق پانے والے
۶۷	وفا شعار صحابہ
	صفات حسنہ والے صحابہ
۶۸	بے غرض اور سچے صحابہ
۶۹	جنت کی بشارت پانے والے صحابہ
۶۹	تقویٰ میں منتخب صحابہ
۷۰	کفر و فسق اور گناہوں سے متنفر صحابہ
۷۰	فضائل صحابہ بزبان رسالت

صفحہ	مندرجات
۷۴	صحابہ، رسول عام امت کے درمیان واسطہ —
۷۷	عدالت صحابہ پر ہمارا ایمان —
۸۰	امام احمد رضا قادری کا ارشاد —
۸۱	مگر جناب خمینی اور شیعیت کیا کہتی ہے؟ —
۸۱	خمینی وصیت میں توہین صحابہ —
۸۳	دلخراش اہانتیں —
۸۴	ایک طرف قرآن دوسری طرف جناب خمینی —
۸۹	خمینی صاحب کو قائد اسلام سمجھنے والے مسلمان متوجہ ہوں —
۸۹	جناب خمینی کو اپنے غالی شیعہ ہونے پر فخر —
۹۱	اہانت شیعیت کی بنیاد میں شامل ہے —
۹۲	شیعی تفسیر کے قابل نفرت نمونے —
۹۲	بغض و عناد کی کچھ اور چنگاریاں —
۹۷	مگر سیدنا علی مرتضیٰ کیا فرماتے ہیں؟ —
۹۹	اہانت شیخین کرنے والے کو شیر خدا نے سزا دی —
۹۹	خلافت صدیقی پر شیر خدا کا اطمینان —
۱۰۲	شان صحابہ کا مجرم اسلام کی نظر میں —

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت

صرف امام خمینی نہیں، پورے فرقہ شیعہ نے اکابر صحابہ کرام اور صحابیات غلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت میں دفتر کے دفتر سیاہ کئے ہیں۔ اسلام کے دور غربت میں سر پر کفن باندھ کر جن جاں باز ہستیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اسلام کے لئے بے مثال ایثار و قربانی کی مثالیں قائم کیں۔ مالک ذوالجلال کے مقدس کلام میں جن برگزیدہ لوگوں کی تعریف نازل ہوئی۔ فرقہ اہل تشیع نے ان کی شان میں گستاخی کرنا اپنے ایمان و عقائد کا جز بنایا۔ اور جن نورانی دامن والی اہانت المومنین کے حجرات میں رسول خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دسکا ربانی اترتی رہی۔ اور جو قیامت تک کے لئے تمام مسلمانوں کی مائیں قرار پائیں انہیں کافرہ اور منافقہ کہنے اور لکھنے کی جسارت کی۔

جن صحابہ کی شان قرآن میں ہے | قرآن مجید اصحاب رسول کو باہم نرم خواہ اور دشمنان اسلام کے حق میں سخت نیز خلوص قلب

سے راکھ و ماحد، روشن جبین، شجر اسلام کی خون سے آبیاری کرنے والا قرار دے رہا ہے۔ — ارشاد رب العالمین ہے۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
مَعَهُ اَشِدَّاءُ مَّعْلٰی الْكُفَّارِ دُحَّاۗءُ (صحابہ) کافروں پر سخت ہیں۔ اور آپس میں

بَنِيهِمْ طَرَّةً هُمْ دَلُّوا سُبُجًا
يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَ
رِضْوَانًا هُمْ سِيمَا هُمْ فِي وَجْهِهِمْ
مِنَ امْرِئٍ السُّجُودِ ذَلِكِ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ
كَزُرِّيْعٍ أَخْرَجَ شَطْطًا فَازْدَتْ
فَا سَتَّغَلْظَ فَا سَتَّوَى عَلَى سَوَاقٍ
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَخِضُّ بِهِمُ
الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے
میں کرتے، اللہ کا فضل اور رضا چاہتے۔ ان
کی علامت ان کے چہروں میں ہے، سجدوں
کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے
اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی اس
نے اپنا پٹھان کالا، پھر اسے طاقت دی، پھر
دبیز ہوئی، پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی
کسانوں کو بھی بھلی لگتی ہے، تاکہ ان سے کافروں
کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو
ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں۔
بخشش اور بڑے ثواب کا۔

جنہیں رسول نے تزکیہ بخشا اور تعلیم دی | اور سورہ آل عمران کی آیت کریمہ
”وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ“
کے مطابق جن نفوس قدسیہ کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ اور ان کے
قلوب کو پاک صاف فرمایا۔ بھلا ان لوگوں کی شان کا کیا کہنا۔ قرآن مجید تو انہیں فلاح
پانے والا تبار ہے۔

بامرا دلوک | فَالَّذِينَ
آمَنُوا بِهِ
وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
تو وہ جو اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس
کی تعظیم کی اور اسے مدد دی۔ اور اس نور
کی پیروی کی — جو اس (نبی) کے ساتھ
اترا — وہی کامیاب و بامراد
ہوئے۔

۱۔ القرآن الکریم سورہ الفتح ۳۸/۳۹، ۲۔ القرآن الکریم الاعراف ۷/۱۵۶،

كَرِهِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَرِهُوا عَنْهُ
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی

خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی

جب اسلام دور غربت میں تھا۔ اس
وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

دور غربت میں اسلام کے مددگار

وسلم کی رفاقت کا حق ادا کرنے والے صحابہ ہیں۔

بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی
خبریں بتانے والے، اور ان مہاجرین و انصاری
پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ
دیا۔ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ
لوگوں کے دل پھر جائیں۔ پھر ان پر رحمت سے
متوجہ ہوا۔ بیشک ان پر نہایت مہربان، اور
رحم والا ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْمُحْجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ
فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

۱۷

بیعت رضوان کرنے والے صحابہ
کے بارے میں قرآن ناطق ہے

بیعت رضوان سے مشرف ہونے والے

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب
وہ پیر کے بچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ
نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے، تو ان پر طمان
اتارا۔ اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا
اور بیش بہا نعمتیں جنہیں ملیں۔ اور اللہ عز
و حکمت والا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ
فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً
يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

ایمان میں سبقت اور رضائے حق سے سرفراز | ایمان لانے میں سبقت کرنے والے

صحابہ کرام کو قرآن مجید رضائے الہی اور جنت ابدی کی بشارت دیتا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
مِنَ الْمُهْجَرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور سب میں اگلے پہلے ہاجرین اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور لیجئے اس آیت مبارکہ میں صحابہ رسول کی وفا شعار کا جلوہ زیب نظر کیجئے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ
فَنَهُمُ مِّنْ قَضِيٍّ نَجَسَ وَنُهُمُ
مَّنْ يَنْتَظِرُ مَعَ مَا بَدَلُوا أَبَدًا
لِّيَعْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ
إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ
اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔ تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا۔ اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔ اور ذرا نہ بدلے تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے۔ اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے۔ — بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور آیات ذیل میں صحابہ رسول کی صفات عالیہ اللہ پر کامل اعتماد، معاصی سے اجتناب، بیخیالی

صفات حسنہ والے صحابہ

سے کنارہ کشی، عفو و درگزر، رب تعالیٰ کی اطاعت، قیام صلوٰۃ، باہمی مشاورت، سخاوت اور جذبہ جہاد کا ذکر ملاحظہ کریں۔

تمہیں جو کچھ ملا وہ جتنی دنیا میں برتنے کا ہے
اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے۔ اور زیادہ
باقی رہنے والا ان کے لئے جو ایمان لائے اور
اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور وہ جو بڑے
بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔
اور جب غصائے معاف کر دیتے ہیں۔ اور وہ
جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا۔ اور نماز قائم رکھی
اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے
ہے۔ اور ہمارے دینے سے کچھ ہماری راہ
میں خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ کہ جب انہیں
بغادت کا سامنا کرنا پڑے بدلہ لیتے ہیں۔

اور فقراء، ہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی دینی و اسلامی استقامت اور سخاوت و ایثار

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ
فَتَنَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
خَيْرٌ وَأَبْقٰی لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
يَجْتَنِبُوْنَ كِبٰۤىٓرَ اِلٰہِمْ وَالْفَوَاحِشَ
وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ
وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ
شُورٰی بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَهُمْ
الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ ۱۰

بے غرض اور سچے صحابہ

کے بارے میں رب تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک کتنا عظیم ہے۔

اُن فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے
گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل
اور اس کی رضا چاہتے۔ اور اللہ اور رسول
کی مدد کرتے۔ وہی سچے ہیں۔ اور
جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ
اٰمُوْا اِلَيْهِمْ يَتَّبِعُوْنَ فَضْلًا مِّنْ
اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ
وَ رَسُوْلَهُ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

بنالیا۔ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف
ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی جہا
نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے۔
اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ
انہیں شدید محتاجی ہو۔۔۔۔۔ اور جو
اپنے نفس کے لالچ سے بچا یا گیا۔
تو وہی کامیاب و کامراں

رب کائنات سب صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ الحسن

(جنت) کا وعدہ فرما چکا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلَ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا
مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَلَا تَعْدِلُوا

تقویٰ میں منتخب صحابہ

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ
أَصْوَاهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ
أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ
قُلُوبَهُمْ فَلِلَّذِينَ اتَّقَوْا

جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے حضور
پست دیکھتے ہیں — یہی وہ ہیں جن کے
دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ
لیا۔

کفر و فسق اور گناہوں سے متنفر صحابہ | اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دلوں میں کفر و فسق اور معاصی سے

نفرت ڈال دی ہے۔ — فرماتا ہے۔

وَكُنَّا إِلَيْكُمْ الْكَفَرِ وَالْفُسُوقِ ۖ
وَالْعِصْيَانِ ۚ إِنَّكَ هُمْ الرَّاشِدُونَ ۚ

اور کفر اور حکم عدول و نافرمانی تمہیں ناگوار
کر دی۔ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان کی پاکیزگی اور شانِ

برارت کے لئے قرآن پاک کا ارشاد ہے۔
أُولَٰئِكَ مُبَرَّذُونَ مِمَّا
يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۚ
رِزْقٌ كَرِيمٌ ۚ

فضائل صحابہ بزبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی

شان اور ان کا مرتبہ خود بیان فرمایا ہے۔ جس سے کتب حدیث بریزیں۔ فرمایا۔
• میرے صحابہ کو برا نہ کہو، کیوں کہ تم میں سے کوئی اگر اچھا پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ
تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو صحابی کے ایک مد (تقریباً ایک کلو گرام سے کچھ زیادہ) بلکہ
آٹھ مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا ہے

■ اللہ کا خوف کرو، اللہ کا خوف کرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، میرے بعد انہیں اپنی
بذریعہ بالی کا نشانہ نہ بناؤ۔ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت
کی۔ اور جس نے ان سے بغض و عناد رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا۔

لے القرآن الکریم، الحجرات، ۴۹/۷ لے القرآن الکریم، النور، ۲۴/۲۶

لے جمع الفوائد، مطبوعہ، ج ۲، ص ۵۹۰

اور جس نے انہیں ایذا پہنچائی، اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی۔ اور جو اللہ کو ایذا پہنچائے تو عنقریب اللہ اس کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔

● جنت کی بشارت پانے والے صحابی سیدنا سعید بن زید سے روایت ہے۔ جسے ابو داؤد اور ترمذی نے بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے سنا کہ بعض لوگ امرار کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ افسوس ہے میں تم لوگوں کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی کرتے دیکھتا ہوں اور تم اس پر مخالفت نہیں کرتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے (پھر بیان حدیث سے پہلے یہ بھی بتا دیا کہ) اور مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات نہ فرمائی ہو، وہ ان کی طرف منسوب کروں کہ قیامت کے دن جب میں حضور سے ملوں تو سرکار اس کا مجھ سے مواخذہ فرمائیں۔ (اس کے بعد حدیث بیان کی)

ابوبکر جنت میں ہیں — عمر جنت میں ہیں — عثمان جنت میں ہیں۔
 علی جنت میں ہیں — طلحہ جنت میں ہیں — زبیر جنت میں ہیں۔
 سعد بن مالک جنت میں ہیں — عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں۔
 ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔ (یہ نو اسماء، اپنے کے بعد تو اضعا
 خاموش ہو گئے) تو لوگوں نے دریافت کیا۔ دسواں کون ہے؟ —
 تو اپنا نام لیا کہ سعید بن زید جنت میں ہیں۔ (اور فرمایا) خدا کی قسم صحابہ
 میں سے کسی کا کسی جہاد میں شریک ہونا ایسی سے اس کا چہرہ گرد آلود
 ہو کسی غیر صحابی کی زندگی بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ خواہ اسے عمر نوح
 عطا ہو جائے۔“

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اللہ تعالیٰ نے سوائے نبیوں اور رسولوں کے تمام عالمین سے میرے صحابہ کو منتخب فرمایا۔ اور پھر ان میں سے میرے لئے چار کو منتخب فرمایا۔ یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، پس انہیں میرا صحابی بنا دیا۔
 ■ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — میرے جملہ اصحاب میں خیر ہی خیر ہے، گئے

■ ارشاد فرمایا — اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا، اور میرے لئے اصحاب چُنے، اور انہیں میں سے اقرار و زرارہ اور اصحاب بنائے۔

فَنُ مَسَّبَهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ تَوْحَسُّنَ انہیں برا کہا تو اس پر اللہ اور فرشتوں
 وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ۔ اور سب کی لعنت ہے۔

اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کو درگزر نہ فرمائے گا۔

■ ارشاد فرمایا — میرے بعد تم میں سے جو رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ اس وقت تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس کو دانو اس سے مضبوط تھامو — اور دین میں اختراع شدہ چیزیں بدعت ہیں۔ ان سے بچو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ گئے

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں — اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو، ان کا ایک گھڑی کا قیام تمہاری تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔ ع

۱۔ مجمع الزوائد، ص: ۱۰، ۱۱۔ مجمع الزوائد، ص: ۱۰، ۱۱۔

۲۔ سنن ابوداؤد، فتن، ص: ۱۲۔

عہ یہ اور اس کے بعد کی متواتر تین روایتیں الشرف الموبد لہل محمد سے ماخوذ ہیں۔ جو علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانی علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہے۔ اور جس کا نہایت ایمان افروز ترجمہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کے قلم سے اردو میں ہوا ہے۔

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

تین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ لوگ زیادہ ہوں گے اور میرے صحابہ کم ہوں گے۔ تم انہیں گالی نہ دینا۔ اللہ تعالیٰ انہیں گالی دینے والے پر لعنت فرمائے۔

• حضرت ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی — سرکار نے ارشاد فرمایا۔

”روز قیامت سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا۔ جس نے انبیاء کو گالی دی۔ پھر اس شخص کو جس نے میرے صحابہ کو گالی دی۔ پھر اسے جس نے مسلمانوں کو گالی دی۔“

• ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

”اللہ تعالیٰ جب میرے کسی امتی کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔“

جب تم ان لوگوں کو دیکھو، جو میرے صحابہ کو گالی دے رہے ہوں۔ تو کہو تمہارے شر پر خدا کی لعنت ہو۔“

• حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں — جو اقتدا کرنا چاہے اسے چاہئے

کہ اصحاب رسول کی اقتدا کرے۔ کیونکہ یہ حضرات قلوب کے لحاظ سے ساری

امت سے زیادہ پاک، اور علم کے اعتبار سے عمیق، تکلف اور بناوٹ

سے دور، عادات کے اعتبار سے معتدل، اور حالات کے لحاظ سے بہتر

ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی مصاحبت، اور اپنے

ادریک کا شہل محمد کے نام سے جون ۱۹۸۱ء میں رضا پبلی کیشنز لاہور سے عربی، اردو دونوں کتابیں ساتھ ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہیں۔ زیر نظر مضمون میں الشرف الموبد سے ہم علامہ شرف قادری کے پر مجتہد قلم کے ذریعہ ہی استفادہ کریں گے۔ ب

دین کی اقامت کے لئے پسند فرمایا۔ تو تم ان کی عزت پہچانو! اور ان کے آثار کا اتباع کرو، کیونکہ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں لے

- انہی سے روایت ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں کو دکھا تو قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب قلوب میں بہتر پایا۔ انہیں اپنی رسالت کے لئے معین فرما دیا۔ پھر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے بندوں کے قلوب دیکھے تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا۔ تو انہیں اپنے نبی کی رفاقت اور دین کی مدد کے لئے منتخب فرما دیا لے

صحابہ وہ مقدس جماعت ہے جس کو صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا واسطہ اپنا مخاطب بنایا۔ گویا خدائی امانتیں جن کے سپرد کیں۔ اور حکم فرمایا کہ **يَتْلُوْا عَلَيَّ وَتَلَاٰتِ** میری حدیثیں امت تک پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی ہو۔۔۔ اور **حُجَّةُ الْوَدَاعِ** کے موقع پر فرمایا۔ **فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ**۔ حاضرین میری یہ باتیں غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جانوں کا نذرانہ تھیلیوں پر رکھ کر بارگاہ رسول میں آنے والے صحابہ، وضو کے گرنے والے پانی کو تبرک کے طور پر اپنے سینوں اور رخساروں پر ملنے والے صحابہ، موئے مبارک کو جان سے زیادہ قیمتی دولت سمجھنے والے صحابہ، آقا و مولا کے ارشاد کے بعد قرآن کی حفاظت و اشاعت اور حدیث کی حفاظت و اشاعت میں کس طرح لگ گئے ہوں گے۔ انہیں دور حاضر کے سیاست باز ملاؤں پر قیاس کرنا ان کی سراسر توہین ہے۔

صحابہ، رسول اور عام امت کے درمیان واسطہ ہیں | امت اسلامیہ کا اس بات پر قرون

اولیٰ سے اتفاق چلا آرہا ہے کہ انبیائے کرام کے بعد سب سے برگزیدہ اور مقدس گروہ

صحابہ کرام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور عام امت کے درمیان خدائی واسطہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہی کے واسطے سے دنیا کو قرآن اور سنت کی تعلیمات میراث میں۔ ان کی سیرتیں سیرت نبوی کا جز، اور ان کے کارنامے اور خدمات رسول خدا کے ادائے فرائض نبوی کا ایک حصہ ہیں۔ ان کے مبارک دامنوں پر کتب تاریخ کی چند غیر ثقہ روایات کی بنا پر کھڑا چھانٹا یا تو روح اسلام سے نابلد لوگوں کا شیوہ ہے۔ یا اسلام دشمن تحریکوں کا، مسلمان تاریخی روایات سے پہلے ان کی شان میں قرآنی نصوص، اور حدیث و سیر رسول کے روشن دلائل دیکھتا ہے۔ ————— دور حاضر کے غیر شیعہ علماء میں بھی بے لگام تنقید پھیلنے کے کئی اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ اہل مغرب کے مستشرق قلمکاروں نے تحقیق کے نام پر مسلمانوں کی عظیم شخصیات کو نشانہ بنایا۔ اور تحقیق کا یہی بے لگام طریقہ جدید پسندوں کو سب سے انوکھا اور ماڈرن لگا۔ اور انہوں نے بھی تحقیق اور ریسرچ کے نام پر طوفان بدتمیزی پھا کرنا شروع کر دیا۔ ————— کہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے یزید کی حمایت میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد، نیز بنی ہاشم کو ہدف ملامت بنایا جانے لگا۔ ————— اور کہیں حضرت امیر معاویہ اور سیدنا عثمان غنی اور ان کے اجاب داعوان اور ساتھیوں پر تیر و نشتر چلنے لگے۔ اور افسوس یہ ہے کہ ان کاموں کو اسلام کی خدمت سمجھ کر سرانجام دینے والوں نے اسلامی جرح و تعدیل کے تمام عادلانہ اور حکیمانہ اصولوں کو پامال کر کے محض تقلید مغرب کے طور پر یہ کارنامے دکھائے۔ ————— اور لوگوں میں بے باک قلمی کی وبا پھوٹ پڑی۔ ادھر ایرانی سیاسی انقلاب کے بعد قرن اول سے ہی اسلامی امت سے الگ ہو جانے والے شیعہ فرقہ کو ابھرنے کا موقع ملا۔ اور اس نے شیعیت کے فروغ کی تحریک چلائی شروع کی۔ اور دنیا کے مطالعہ کی میز پر شیعیت کا لٹریچر اسلام کے نام پر پیش کرنا شروع کیا۔ یہ وہی فرقہ ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف اسلام کے دور عروج ہی میں علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ آگے چل کر جب احادیث رسول کی تدوین ہوئی تو باطل فرقوں نے حدیث کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے جھوٹی حدیثیں گھڑنی شروع کی۔ اس

کے بعد فن تاریخ رجال کی ابتداء ہوئی۔ اور جرح و تعدیل کے ذریعہ "سنت نبوی" کے صاف و شفاف ذخیرہ کو بدباطنوں کے فتنہ التباس سے محفوظ کیا گیا۔ حضرت سفیان ثوری کا قول ہے۔

جب راویوں نے جھوٹ سے کام لیا تو ہم نے ان کے مقابلہ میں تاریخ کو سامنے کر دیا۔

اسلامیات کے ذخیرہ کو خون جگر بخور کر محفوظ کرنے والوں نے فن "اسماء الرجال" ایجاد کیا۔ اور لاکھوں نساؤں کی زندگیاں لکھ کر محفوظ کر لیں۔ اور محدثین نے حدیث کی کتابیں لکھتے وقت تمام راویوں کے نام لکھنا لازم گردانا ہے۔ جس طرح متن حدیث لکھا جاتا، اسی طرح راویوں کے اسماء لکھے جاتے۔ اور راویوں پر اسلامی اصول تنقید کے مطابق کھل کر تلاش و جستجو ہوتی۔ اور ان کا ثقہ، غیر ثقہ، ضعیف، مدلس، کذاب ہونا بیان کر دیا جاتا۔ اس حق گوئی کی راہ میں نہ کسی حاکم کی حکومت آٹے آتی، اور نہ کسی اہل ثروت کا مال و زر، اور نہ اس میں کسی قرابت اور رشتہ داری کی پرداہ کی گئی۔ امام ابن مدینی نے خود اپنے والد کو ضعیف کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کر دے کہ رحمتیں اور برکتیں نصیب کرے ان جاں باز محدثین کو جنہوں نے لومۃ لائم کی پرداہ کئے بغیر ذخیرۂ احادیث کو بدباطنوں کے فتنوں سے محفوظ کر دیا۔ بڑی پیاری بات فرمائی امام جرح و تعدیل شیخ یحییٰ بن سعید قطان رضی اللہ عنہ نے، جب ان سے کہا گیا کہ آپ رواد کو ضعیف غیر ثقہ اور کذاب کہتے ہوئے خوف نہیں کھاتے کہ وہ روزِ حشر آپ کا دامن پکڑیں، انہوں نے جواب دیا۔

میں ان کی پریشش سے زیادہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مجھ سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ میری حدیث میں جب لوگ حذف و اضافہ کر رہے تھے تو، تو نے مدافعت کیوں نہیں کی تھی

۱۔ الاعلام بالتوزیع لمن ذم التوارخ سخاوی ص: ۹

۲۔ الاعلام بالتوزیع لمن ذم التوارخ ص: ۶۶ ۳۔ الاعلام بالتوزیع لمن ذم التوارخ ص: ۵۲

عدالت صحابہ پر ہمارا ایمان | قرآن و حدیث کے دلائل و براہین سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ صحابہ کے بارے میں حسن اعتقاد

رکھنا، اور ان کو سراپا عدل ماننا، ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور ان حضرات کی عظمت شان کا مسئلہ ہمارے عقائد کا ایک لازمی حصہ ہے۔ علامہ سفارینی جو عظیم محدث ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔

والذی اجمع علیہ اهل
السنة والجماعة انه يجب علی کل
احد تزکیت جمیع الصحابة باثبات
العدالة لهم والکف عن الطعن
فیهم والثناء علیهم له
اہل سنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر شخص
پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہ کو پاک صاف سمجھے
ان کے لئے عدالت ثابت مانے۔۔۔۔۔ ان
پر اعتراضات سے بچے۔۔۔۔۔ اور ان کی مدح
و توصیف کرے

امام الائمہ، کشف الغمہ، ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے باب میں عقیدہ اسلامی
بیان فرماتے ہیں۔

نتولاهم جمیعاً ولا نذکر
الصحابة الا بخیر
ہم اہل سنت بھی صحابہ سے محبت کرتے اور انہیں
خیر ہی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری اس کی شرح (فقہ اکبر) میں لکھتے ہیں۔
وان صدر من بعضهم بعض
لما صدر فی صورة شری فانه کان
عن اجتهاد ولم یکن علی
وجه فساد له
اگرچہ بعض صحابہ سے وہ باتیں صادر ہوئیں، جو
ظاہری صورت میں فساد لگتی ہیں۔ لیکن وہ سب
اجتہاد سے تھیں۔۔۔۔۔ فساد کے طور
پر نہیں تھیں۔۔۔

علامہ ابن ہمام سائرہ میں رقم طراز ہیں۔
اہل سنت وجماعت کا عقیدہ، تمام صحابہ کرام کو پاکیزہ ماننا ہے۔ اس طرح کہ ان

سب کے قدول ہونے کو ثابت کیا جائے، اور ان پر ہر طرح کے طعن سے
پرہیز کیا جائے، اور ان کی مدح و ثنا کی جائے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی

تعریف فرمائی ہے

عقائد نسفیہ میں ہے۔

ویکت عن ذکر الصحابة اور صحابہ کا ذکر سوائے خیر کے نہ

کرے۔

الا بخیر۔

شرح مواقف میں سید شریف جرجانی لکھتے ہیں۔

تمام صحابہ کی تعظیم کرنا اور ان پر اعتراض سے بچنا واجب ہے۔ اس لئے کہ اللہ
پاک عظیم ہے۔ اور اس نے صحابہ کی قرآن مجید کے اندر بہت مقامات پر تعریف
فرمائی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات سے محبت فرماتے
تھے۔ اور حضور نے کثیر احادیث میں صحابہ کی تعریف کی ہے۔

حدیث کے بہت بڑے امام علامہ ابن صلاح علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔
تمام صحابہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے عادل ہونے کا سوال
کرنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسئلہ مستند ہے۔ قرآن و حدیث کی نصوص قطعہ
اور اجماع امت جن کا قابل اعتبار ہے، ان کے اجماع سے ثابت ہے۔ حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہو بعض
علماء نے فرمایا ہے کہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت اصحاب رسول کی
شان میں آئی ہے۔

علامہ حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا۔

حضرات صحابہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں۔ اور وہ بہترین امت
ہیں۔ جسے اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا فرمایا۔ ان سب کی عدالت

اس طرح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تعریف فرمائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی، اور ان حضرات سے زیادہ عال کون ہو سکتا ہے، جنہیں اللہ نے اپنے نبیؐ کی صحبت اور نصرت کے لئے منتخب کر لیا ہو۔ اس شہادت سے بڑھ کر کسی کے حق میں عدالت و ثقاہت کی شہادت ہو نہیں سکتی لے

امام نووی تقریب میں لکھتے ہیں۔

”صحابہ سب کے سب بالا جماع عدل ہیں۔ جو اختلافات کی بلا میں پڑے وہ بھی، اور جوان کے علاوہ ہیں وہ بھی۔“

علامہ جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں عدالت صحابہ پر طویل بحث لکھنے کے بعد آخر میں فیصلہ دیا ہے۔

”کمال عدل کا صحابہ میں ہونا ہی قول جمہور ہے۔ اور وہی معتبر ہے لے“
حضرت امام مسلم کے استاذ ابو زرعہ عراقی کا قول ہے، جو تمام مسلمانان اہل سنت کا دور نبوی سے تا امروز عقیدہ ہے۔ نہایت دو ٹوک ہے۔ انہوں نے کہا۔
”جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام میں سے کسی کی تنقیص میں مبتلا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔ کیونکہ قرآن حق ہے، رسول حق ہیں، حضور جو تعلیمات لے کر آئے وہ حق ہیں۔“

وما دئی ذلک الینا الّا	اور یہ سب چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابہ
الصحابۃ فمن جرحهم انما اداد	کرام کے سوا کوئی نہیں، تو جو شخص ان حضرات
ابطال الکتاب والسنت فیکون	کو مجروح کرتا ہے، گویا وہ کتاب و سنت کو باطل
المجرم به الیق والحکم علیہ	کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے خود اس کو مجروح کرنا
بالزندقۃ والضلال اقوم	زیادہ مناسب ہے۔ اور اس پر گمراہی و زندقہ

واحق لہ

کا حکم لگانا حق و انصاف کے عین مطابق ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس
سرہ کا ارشاد ہے۔

امام احمد رضا قادری کا ارشاد

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرما دیا **وَكَلَّاهُ وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ** "دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا، ان کو فرماتا ہے۔

اولئک عنہا مبعدوۃ۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھنگ
لَا یَسْمَعُونَ حَیْثُ سَآءَ فِہُمْ فِی مَا تَکُنُّمْ اَنْفُسُہُمْ خَلِیْدُوۡنَ۔ تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں
اَشَقَّتْ اَنْفُسُہُمْ خَلِیْدُوۡنَ۔ میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب بڑی
یَحْزَنُہُمْ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَلْقَیْہُمُ الْاَلَلُکَۃُ ہٰذَا یَوْمُ مَسْکَرَتِہِمْ۔ گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا
کُنْتُمْ تُوعَدُوۡنَ۔ استقبال کریں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ
یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتا رہا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبہ ہیں، ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ **وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ** اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے گا۔

مگر جناب خمینی اور شیعیت کیا کہتی ہے؟ | ایک طرف دنیا کے تمام مسلمانوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

بارے میں یہ عقیدہ اور تمام ایمان والوں کے قلوب میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا اور ساتھیوں کے بارے میں ادب و احترام اور تعظیم کی یہ بنیادیں ہیں۔ جنہیں آپ نے قرآن و حدیث اور عقائد کی کتابوں کے ذریعہ حاصل کیا۔ دوسری طرف ایران میں شیعہ انقلاب کے محرک جناب خمینی صاحب ادران کا گروہ ہے۔ جو ان مقدس صحابہ کو بر سرعام گالیاں دیتا ہے۔ ان کی توہین و تذلیل کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ خود کو مسلمان ہی نہیں مسلمانوں کا نجات دہندہ بھی سمجھتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

جناب خمینی صاحب کی موت کے بعد صحیفہ انقلاب کے نام سے مجلہ توحید جلد ششم شمارہ نمبر ۵ میں ص ۲۱۰ سے ۸۸ تک یعنی ۶۷ صفحات پر پھیلا ہوا خمینی صاحب کا وصیت نامہ طبع ہوا ہے۔ مترجم نے صحیفہ انقلاب کے بعد بطور تعارف جو جملہ لکھا ہے وہ ہے۔

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کا الہی، سیاسی وصیت نامہ۔

اس کے بعد ایک چوکھٹے میں جناب خمینی صاحب کو قرن جدید کی عظیم ترین تاریخ ماٹ شخصیت "مرجع عالم اسلام قرار دینے کے بعد یہ بتایا ہے کہ نمائندہ مجتہدین کی کونسل مجلس خبرگاہوں کے ایک جلسہ میں اس وصیت نامہ کی مہر توڑی گئی۔ اور خمینی صاحب کے جانشین جناب خامنہ ای صاحب نے اسے پڑھ کر سنایا۔ تو یہ ایک سیاسی وصیت نامہ، مگر مدبر توحید کے لکھنے کے بموجب یہ امام کی جانب سے عقیدہ و عمل کی صراط سے گزرنے کے لئے عالم اسلام کو پیش کیا جانے والا آخری تحفہ ہے، جو دنیا و آخرت دونوں کے لئے صحیفہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

خمینی وصیت میں توہین صحابہ | اب ہم قارئین کرام کے سامنے وصیت نامہ کے کچھ اقتباسات لائیں گے۔

سب سے پہلے تو وہ خطبہ ملاحظہ کریں جس میں حمد و تسبیح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود و سلام کے ساتھ ہی کچھ لوگوں پر لعنت بھی شامل ہے۔

الفاظ یہ ہیں۔
وَاللَّعْنُ عَلَى ظَالِمِهِمْ أَصْلُ الشَّجَرَةِ الْحَيَّةِ وَبَعْدُ اِبْلِیٰلِمْ خُوب جانتے ہیں

کہ اس سے یہ حضرات کسے مراد لیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

آگے چل کر خمینی صاحب نے اپنے خطبہ میں استعمال کردہ لفظ ثقلین (قرآن اور اہل بیت) کے بارے میں تشریح کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”یہاں یہ مقصود نہیں جو ان دونوں (کتاب اللہ اور اہل بیت) پر خدا کے دشمنوں اور بازیگر طاغوتوں کے ہاتھوں گزری ہے“

انہوں نے اسی بات کو آگے اور وضاحت سے لکھا کہ

”متنا ضرور کہنا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو امانتوں (قرآن

اور اہل بیت) پر طاغوتی طاقتوں نے جو ستم ڈھائے ہیں وہ درحقیقت

امت مسلمہ بلکہ عالم بشریت پر ظلم ہے۔ جنہیں بیان کرنے سے قلم عاجز ہے“

وہ مقدس صحابہ جن سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ خمینی صاحب

اور ان کی امت پر لعنت بھیجنا اپنا مذہب سمجھتی ہے۔ اور انہیں دشمن خدا اور بازیگر طاغوت

کے گندے الفاظ کے ساتھ یاد کرتی ہے۔

دنیا کے بھولے بھالے مسلمان تو یہ سمجھتے ہیں کہ خمینی مسلمانوں کا نجات دہندہ ہے

اور یہاں حالت یہ ہے کہ مرتے مرتے بھی آں جناب کی زبان اور قلم صحابہ پر لعنت و ملامت

اور سب شتم میں مصروف ہے۔ دیکھا آپ نے یہ وہی آیت اللہ، روح اللہ، اور نہ

جانے کن کن الفاظ کے پیرہن میں چھپی ہوئی روح ہے جس کے اندر بعض صحابہ کوٹ

کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

لیجئے اسی وصیت نامہ کا آگے کا حصہ پڑھے اور دل آزاری و بدزبانی کا منظر دیکھئے

۱۔ امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ مطبوعہ مجلہ توحید قم ایران جلد ۱۶، شمارہ ۵، ص ۲۲۱

۲۔ وصیت نامہ ص ۲۲۱ کہ وصیت نامہ ص ۲۲۱

دلخراش اہانتیں

آئیے یہ دیکھیں کہ اس الہی امانت، خدا کی کتاب اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ پر کیا گزری۔ وہ افسوسناک مسائل جن

پر خون کے آنسو رونے چاہئے، حضرت علی کی شہادت کے بعد شروع ہوئے خود غرضوں اور طاغوتوں نے قرآن کریم کو قرآن مخالف حکومتوں کے لئے ذریعہ وسیلہ بنالیا۔ اور قرآن کے حقیقی مفسروں، اور اس کے حقائق سے باخبر ہستیوں کو جنہوں نے پورا قرآن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔ اور انی تارٹ فیکم الثقلین کی آوازیں جن کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ مختلف بہانوں اور پہلے سے تیار سازشوں کے ذریعہ پس پشت ڈال دیا۔ اور درحقیقت قرآن کے ذریعہ قرآن کو جو حوض تک پہنچنے کے لئے مادی و معنوی زندگی کا عظیم ترین دستور تھا اور ہے۔ میدان سے دور کر دیا۔ اور حکومت عدل جو اس مقدس کتاب کا ایک اہم مقصد تھا اور ہے۔ اس پر خط بطلان کھینچ دیا دین خدا اور الہی کتاب و سنت سے انحراف کی بنیاد ڈال دی۔ اور معاملہ اس حد تک پہنچ گیا جس کو بیان کرنے میں قلم کو شرم آتی ہے۔ اور یہ ٹیڑھی بنیاد جیسے جیسے آگے بڑھی اس کے انحرافات اور کجیوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ قرآن کریم جس نے سارے عالم کے رشد و ارتقاء اور تمام مسلمانوں بلکہ پورے خاندان بشریت کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے مقام شامخ احادیث سے کشف تام محمدی تک تنزیل کیا تھا۔ تاکہ بشریت کو اس درجہ تک پہنچائے جہاں تک اسے پہنچنا چاہئے۔ اور اس ولید علم الاسما و کوشیدطانوں اور طاغوتوں کے شر سے آزاد کرے۔ دنیا کو عدل و قسط سے معمور کرے۔ اور حکومت کو معصوم اولیاء اللہ علیہم صلوات اللہ علیہم والآخرین کے سپرد کر دے۔ تاکہ وہ انسانیت کے مصالح پیش نظر رکھتے ہوئے جسے چاہیں سوئپ دیں۔ ان طاغوتوں نے اس قرآن کو اس طرح میدان عمل سے دور کر دیا کہ گویا مہابت و رہنمائی سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ اور یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ قرآن کو ظالم و ستمگر حکومتوں اور طاغوتوں سے بھی برتر خبیث ملاؤں کے ہاتھوں، ظلم و ستم اور فساد قائم کرنے اور ستمگروں نیز حق تعالیٰ کے دشمنوں (کی بد اعمالیوں) کی توجیہ کرنے کا ذریعہ بنالیا۔

لے امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلہ توحید ایران جلد ۶، شمارہ ۵، ص ۲۳، ۲۴،

اس تحریر کے ذریعہ شیعوں اور روافض کے امام نے مفسرین و محدثین صحابہ و تابعین حضرت امیر معاویہ وغیرہ کو خود غرض، طاغوتی، خلاف قرآن حکومت کرنے والا سازشی بہانہ باز، دین سے منحرف، اور مفسرین تابعین کو خبیث ملامت، ظالم و ستمگر حکومتوں اور طاغوتوں سے بدتر کہہ کر دل کا غبار نکالا ہے۔

ایک طرف قرآن دوسری طرف جناب خمینی | آپ نے صفحہات مابقی میں حضرات صحابہ رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں قرآنی ارشادات ملاحظہ کئے ہیں۔

● وَالسَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۖ

● مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ

وَيُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

● وَكَثَرَةٌ إِلَيْكُمْ مِنَ الْفُجَرَاءِ وَالْمُفْسِقِينَ وَالْعِصْيَانِ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

● أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۖ

یعنی حضور کے صحابہ وہ ہیں جو احسان کے ساتھ اتباع کرتے ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر دیا۔ جو اللہ اور رسول کی مدد کرتے ہیں۔ وہی سچے ہیں۔ جن کے نزدیک کفر فسق اور گناہ ناپسندیدہ چیز ہیں۔ اور وہی لوگ راہ راست پر ہیں۔ اور اللہ نے ان صحابہ کو جہنم سے دور رکھا ہے۔

مگر اس جو وہابی مدعی کے امام شیعیت کی جرأت دیکھئے۔ مرتے دم کیا لکھ گئے۔

تین پوری جرأت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ عصر حاضر میں ملت ایران

اور اس کے لاکھوں عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کی امت

حجاز، امیر المؤمنین اور حسین بن علی صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے زمانہ میں

لے یہ بات ایرانی رہانے عراق سے جنگ کے دوران بھی بار بار کہی ہے۔ چنانچہ ایک بار اپنے

کو فدا و عراق کی قوم سے بہتر ہیں۔ یہ اہل حجاز ہیں کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمین بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ اور مختلف بہانوں سے محاذ پر جاتے کرتے تھے لے

حضرات ناظرین کرام یہ نہ بھولیں کہ یہ وہی خمینی صاحب ہیں جنہوں نے سیاست کے میدان میں قدم رکھنے سے بہت پہلے اپنے مذہب شیعیت کے بارے میں کم و بیش تین سو کتابیں لکھی ہیں۔ اور جن کی کتاب کشف الاسرار کی بحث امامت میں دل کھول کر حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر سب و شتم لکھا ہوا ہے۔ ان لوگوں کی گمراہی کا بنیادی عنوان مسئلہ امامت ہے۔ خمینی صاحب اپنی کتاب میں خود سوال قائم کرتے ہیں۔ ہم ان میں سے تین آخری جوابات نقل کرتے ہیں۔

<p>یہ بات اگر فرض کر لی جائے کہ قرآن امام کا نام متعین کر دیتا تو بھی یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ مسلمانوں میں اختلاف نہ پڑتا۔ وہ لوگ جنہوں نے ملک گیری کی طمع میں سالہا سال خود کو دین محمدی سے چپکا رکھا تھا اور اگر وہ سازی میں لگے تھے۔ ان سے کہاں ممکن تھا کہ قرآن کے فرمان پر اپنے منصوبے سے ہاتھ کھینچتے۔ وہ لوگ تو ہر ممکن حیلہ کے ذریعہ اپنے مقصد کو پورا کرتے۔ بلکہ ہو سکتا ہے اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان اس قسم کا شدید اختلاف پیدا ہو جاتا، جو اسلام کی بنیاد اکھڑ کر ہی ختم ہوتا۔ کیونکہ ممکن ہے جو لوگ</p>	<p>آں کہ فرضاً در قرآن اسم امام را ہم تعیین می کرد از کجا کہ خلاف بین مسلمانہا واقع نمی باشد آنہا کہ سالہا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسبانده بودند و دستہ بند ہوا می کردند ممکن نہ بود بگفتہ قرآن از کار خود دست بردارند با ہر حیلہ بود کار خود انجسام می دادند بلکہ شاید دریں خلاف بین مسلمانہا طورے می شد کہ بانہدام اصل اسلام منتہی می شد زیرا ممکن بود آنہا کہ در صدر ریاست</p>
---	---

خطبہ جمعہ ایران میں کہا۔ ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں ان کی کوئی مثال نہیں ہے۔ عراق کے ساتھ لے امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلہ توحید ایران، جلد ۶، شمارہ ۵، ص: ۴۵،

بودند، چوں دیدند کہ با اسم
اسلام نمی شود به مقصود برسند
بکره حزیبے برضد اسلام
تشکیل می دادند لہ

یہ تو تھا خمینی صاحب کا تیسرا بعض وعاد سے بھرا ہوا جواب، اس کے بعد چوتھا
جواب بھی پڑھ لیجئے۔

آں کہ ممکن بود در صورتیکہ
امام را در قرآن ثبت می کردند
آنهاں کہ جز برائے دنیا و ریاست
با اسلام و قرآن سرکار نداشتند
و قرآن را وسیلہ اجرائے نیات
فاسدہ خود کردہ بودند آں آیات
را از قرآن بردارند و کتاب آسمانی
را تحریف کنند لہ

حصول ریاست کے درپے تھے، جب دیکھتے کہ
اسلام کا نام لے کر مقصود تک ان کی رسائی نہیں
ہو رہی ہے — تو مجبوراً اسلام کے خلاف
ایک گروہ تشکیل دے ڈالتے۔

قرآن کے اندر امام کا نام ذکر کرنے کی صورت
میں ممکن تھا کہ وہ لوگ جو سوائے دنیا اور ملک
گیری کے اسلام و قرآن سے کوئی سروکار نہیں
رکھتے تھے اور جنہوں نے قرآن کو اپنے فاسد
ارادوں کے لئے ذریعہ بنا رکھا تھا۔ ان آیتوں
ہی کو قرآن سے نکال ڈالتے اور کتاب
آسمانی کی تحریف کر ڈالتے۔

فرض کیجئے اوپر کی ذکر کی ہوئی باتوں میں سے کوئی
بات پیش نہ آتی تو پھر بھی مسلمان اس کی مخالفت
سے بیٹھ نہ رہتے۔ اس لئے کہ ریاست پر قبضہ

اور یہ ہے پانچواں جواب،
فرضا کہ ایچ بیک انہیں امور
نمی شد باز خلاف ازین مسلمانہا
بر نمی خواست زیرا کہ ممکن بود آں

لڑائی میں ایرانی فوج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی ایسی قربانی
پیش نہیں کی۔ کیوں کہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور اپنے رفقاء کو بلاتے تو وہ جیلے بہانے کرتے تھے

(روزنامہ جنگ کراچی، نومبر ۱۹۸۲ء)

لہ کشف الاسرار ص ۱۱۳، ۱۱۴

لہ کشف الاسرار ص ۱۱۳، ۱۱۴

کی حرص پارٹی جسے اپنے مقصد سے دست بردار ہونا ممکن نہیں تھا ہو سکتا ہے فوراً پیغمبر اسلام سے منسوب کر کے ایک حدیث تراش لیتی — (اور کہتی کہ) رحلت کے وقت حضور نے فرمایا کہ تمہارا معاملہ مشورہ سے طے ہوگا۔ علی ابن طالب کو اللہ تعالیٰ نے امامت کے منصب سے برطرف کر دیا ہے۔

حزب ریاست خواہ کہ ازکار خود ممکن نہ بود دست بردارند فوراً ایک حدیث ز پیغمبر اسلام نسبت دہند کہ نزدیک رحلت گفت امر شما با مشورہ باشد علی ابن طالب را خدا از این منصب خلع کر دے

اہل بیت اور قرآن پر کن لوگوں نے ظلم کیا۔ اور خینی صاحب کی وصیت میں کن لوگوں پر لعنت ہے۔ اور کن بزرگ ہستیوں کو مخالف قرآن گردانا گیا ہے انہی کی کتاب کشف الاسرار کے عنوانات،

”مخالفتہ ابوبکر بالنص قرآن“ مخالفت عمر با قرآن۔

اور اس کے مندرجات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ میرے پیارے مسلمان بھائیو! ذرا صبر و ضبط کے دامن کو مضبوطی سے تھامو، اور حضرات شیخین کربین کی شان میں تبرا بکنے والے شیعہ امام کی حقیقت کو سمجھو، اور صرف یہی نہیں بلکہ بر ملا کشف الاسرار میں یہ بھی لکھ مارا کہ تمام صحابہ بھی خلفائے ثلاثہ کی ریاست طلب سازش میں شریک و ہم تھے۔ نقل کفر، کفر نہ باشد، آپ بھی دیکھئے۔

مسلمانوں کے سامنے شیخین کا قرآن کی مخالفت کوئی اہم بات نہیں تھی۔ (کیونکہ) مسلمان جملہ صحابہ یا تو خود ان کی پارٹی میں شامل تھے او حصول اقتدار کے مقصد میں ان کے شریک تھے یا اگر ان کے شریک اور ہم نوا نہیں تھے تو

مخالفت کردن شیخین از قرآن در حضور مسلمانان یک امر خبیلم ہم نبود مسلمانان نیز یا داخل در حزب خود آنها بودہ و در مقصود با آنها ہمراہ بودند و یا اگر ہمراہ نبودند جرأت حرف

زود در مقابل آہنا کہ با پیغمبر خدا
 و دستہ را دایں سلوک می کردند
 نہ داشتند و یا اگر گاہ سیکے از آہنا
 یک حرف میزد و سخن او ارجے
 نمی گزاشتند و جملہ کلام آں کہ اگر
 در قرآن ہم این امر با صراحت لہجہ
 ذکر می شد باز آں با دست از
 مقصود خود بر نمی داشتند و ترک
 ریاست برائے گفتہ خدا نمی
 کردند منتہا چوں ابو بکر ظاہر
 شازلیش پیشتر بود با یک حدیث
 ساختگی کار را تمام می کرد چنانچہ
 راجع بآیات ارشاد دیدید
 و از عمر استبعاد می نہ داشت کہ
 آخر امر بگوید، خدا یا جبرئیل
 در فرستادن یا آوردن این
 آیت اشتباہ کردند و مہجور
 شدند آں گاہ سُنَّیاں نیز از
 جائے برمی خاستند و متابعت
 اورا می کردند لہ

ایسے ستم پیشہ افراد کے مقابلہ میں جو خود رسول
 خدا اور آپ کی تحت جگر فاطمہ کے ساتھ ظالمانہ
 سلوک کر چکے تھے۔ ایک حرف بھی زبان پر لانے
 کی جرأت نہیں رکھتے تھے یا اگر ہمت کر کے کبھی
 کسی نے کچھ کہہ بھی دیا تو یہ (شیخین) اس کی ہلک
 پرداہ نہیں کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر قرآن
 میں بحیثیت امام کے حضرت علی کے نام کی صراحت
 کر دی گئی ہوتی جب بھی یہ لوگ اپنے منصوبے
 سے دست بردار نہ ہوتے اور خدا کے کہنے سے
 ریاست طلبی سے باز نہ آتے۔ اور ابو بکر جنہوں
 نے پہلے ہی خفیہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا ایک
 حدیث گھڑ کے پیش کر دیتے اور معاملے کو ختم
 کر دیتے۔ جیسا کہ آیت وراثت کے بارے میں
 انہوں نے کیا۔ اور عمر سے بھی یہ بعید نہ تھا کہ
 وہ یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو خدا سے
 اس آیت کے نازل کرنے میں یا جبرئیل، یا
 رسول خدا سے اس کی تبلیغ میں غلطی ہو گئی۔
 اس وقت سنی لوگ بھی اس کی تائید میں کھڑے
 ہو جاتے اور خدا کے مقابلے میں انہیں کی بات
 مانتے

امام خمینی کو قائد اسلام سمجھنے والے مسلمان متوجہ ہوں | کشف الاسرار کی مستدرجہ بالا

عبارات اور اس کے بعد ص ۱۳۴ کی عبارات میں شیعوں کے اس رہنما نے حضرات خلفاء راشدین کی شان میں جو تازیبا کلمات کہے ہیں، ان کا شمار کرنا اگرچہ کوئی کارِ ثواب نہیں ہے۔ پھر بھی اپنے ساتھ لوح مسلمان بھائیوں اور سادات کے ان ناواقف افراد کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جن کی نظر میں خمینی صاحب مجاہد اسلام، ولی کامل، عارف باللہ اور نہ جانے کیا کیا بنا کر پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی نگاہوں سے پردہ اٹھانے کی غرض سے اس غلاظت کو کریدنا گوارہ کر رہا ہوں۔

ظہر شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

کشف الاسرار کی ان عبارتوں میں حضرات صحابہ کرام کو جن تازیبا اور آتش فگن سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

”پوری جماعت صحابہ حصول ریاست کے لئے قرآن و حدیث کے خلاف مستعد اسلام مخالف، قرآن دشمن، حدیث دشمن، خطاکار، خائن، دروغ گو، حریص، لالچی، ظالم، ذاتی مفاد کی طالب تھی۔ اور دین کی مخالفت پر کمر بستہ تھی“ (استغفر اللہ ربی)

جناب خمینی کو اپنے خالی شیعوہ ہونے پر فخر ہے | میرے اسلامی و ایمانی بھائیو! تم خمینی صاحب کے اسلامی

اتحاد کے نعروں سے مسحور ہو، آؤ ذرا اندرون خانہ بھی دیکھو، قرونِ اولیٰ ہی سے جو فرقہ امتِ اسلامیہ سے کٹ کر جدا ہو چکا ہے۔ منصوصاتِ قرآنیہ کے خلاف اپنے عقائد بنا کر ربِّ ذوالجلال اس کے مقدس پیغمبروں، صحابہ و اہل بیت، مسلمانوں اور ملائکہ کی لعنتوں کا مستحق ہو چکا ہے۔ خمینی صاحب کا تعلق اسی رافضی فرقہ سے ہے۔ اب بھی یقین نہیں آتا تو خود ان کی وصیت کا یہ پیرا گراف پڑھو۔

”ہمیں فخر ہے کہ ہم اس مذہب کے پیرو ہیں، جس کی بنیاد خدا کے حکم سے

رسول خدا نے رکھی ہے۔ اور انسانوں کی غلامی کی زنجیر سے آزاد کروانے کی ذمہ داری، ہر قسم کی قید و بند سے آزاد (خدا کے بندے) امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو سونپی گئی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ نہج البلاغہ جو قرآن کے بعد مادی و معنوی زندگی کا عظیم ترین دستور اور انسانوں کو آزادی بخشنے والی اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ اور اس کے حکومتی اور معنوی احکام و فرامین بہترین راہ نجات ہیں۔ ہمارے معصوم امام سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ائمہ معصومین علی ابن ابی طالب سے منجی بشریت حضرت مہدی صاحب زماں علیہم السلام التحیات والسلام تک جو خدائے قادر کی قدرت و توانائی سے زندہ اور تمام امور کے نگران ہیں۔ ہمارے امام ہیں۔ ہم کو فخر ہے کہ حیات بخش دعائیں جنہیں قرآن صاعد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہمارے ائمہ معصومین کی تعلیم کردہ ہیں۔ ہمیں ناز ہے کہ ائمہ کی مناجات شعبانہ، حسین ابن علی علیہما السلام کی دعائے عرفات، زیور آل محمد صحیفہ سجادیہ اور زہرائے مرضیہ پر خدا کی جانب سے الہام شدہ کتاب صحیفہ فاطمیہ ہم سے تعلق رکھتی ہے ہمیں افتخار ہے کہ باقر العلوم (امام محمد باقر) جو تاریخ کی عظیم ترین شخصیت ہیں اور ان کے مقام و منزلت کو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے سوا نہ کوئی درک کر سکا ہے اور نہ ہی درک کر سکتا ہے۔ ہمارے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارا مذہب جعفری ہے۔ اور ہماری فقہ جو ایک بے کراں سمندر ہے اس مذہب کے آثار میں سے ایک ہے۔ ہمیں اپنے تمام ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم نے دین اسلام کی سر بلندی اور قرآن کریم کو، جس کا ایک پہلو عدل و انصاف پر مبنی حکومت کی تشکیل ہے۔ جامعہ عملی پہنانے کی راہ میں قید اور جلا وطنی میں زندگی گزاری۔ اور آخر کار اپنے زمانہ کی ظالم و جابر طاغوتی حکومتوں کو نابود کرنے کی راہ میں شہید ہو گئے۔

آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ مرتے مرتے بھی کتنی صراحت سے جناب خمینی صاحب نے اپنی پختہ شیعیت کا برملا اعلان کیا ہے۔ اور آپ پچھلے صفحات میں اپنی کے الفاظ میں مقدس صحابہ اور تابعین کی شان میں طاغوت اور اسلام دشمن جیسے درجنوں تہرانی الفاظ پڑھ آئے ہیں۔ اب آئیے میں آپ کو بتاؤں کہ جناب خمینی صاحب اور ان کے ہم مذہب جہاں سینہ کو بی اور مرثیہ خوانی کو جزو مذہب سمجھتے ہیں۔ وہیں اپنے لحاظ سے جن لوگوں کو مخالف اسلام سمجھتے ہیں ان پر لعنت و طامت کرنا بھی ان کے مذہب کا لازمہ ہے۔ چنانچہ خمینی صاحب نے اپنی قوم کو اس بارے میں بھی وصیت کی ہے۔

منجملہ ان کے ائمہ اطہار اور خاص طور سے مظلوموں کے سید و سرور و شہیدوں کے سرور و سالار حضرت ابو عبد اللہ حسین کی عزاداری ہے۔ اس عزاداری کی طرف سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔ اور یاد رکھیں کہ اسلام کے اس عظیم تاریخی حماسہ کو زندہ رکھنے اور اس کی یاد منانے کے سلسلے میں ائمہ علیہم السلام کے جتنے بھی احکام و فرامین ہیں، اور اہل بیت پر ظلم و ستم کرنے والوں کے سلسلہ میں جتنی بھی لعن و نفریں ہے یہ سب کچھ ابتداء تاریخ سے قیامت تک کے ظالم و ستمگر، سرغنوں کے خلاف قوموں کی شجاعانہ آواز و فریاد ہے۔

یہ معاملہ کچھ خمینی صاحب کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ

اہانت شیعیت کی بنیادیں شامل ہے

شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدہ امامت ہے۔ اور اس کے لازمہ کے طور پر حضرات خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق و سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم) جمعین، کو نہ صرف یہ کہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ بلکہ انہیں بدترین دشمن اسلام اور کفار سے بھی بدتر خیال کیا جاتا ہے۔ اور شیعہ تفاسیر سے ثابت کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کے خلاف قرآن مجید میں آیات بھی نازل ہوئی ہیں۔ (العیاذ باللہ)

مسلمانوں کو ان کے غلیظ ترین عقائد سے واقف کرانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی طبیعت اور مزاج پر جبر کرتے ہوئے چند حوالے سپرد قلم کریں۔ بطور آگاہی ایک بات خیال میں رہے کہ اگر آپ شیعہ حدیث و تفسیر کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور ان میں فلاں و فلاں کا لفظ دیکھیں تو سمجھ لیں کہ ان سے شیخین کریمین کی ذات مراد ہے۔ اور اگر کہیں تیسری بار بھی فلاں مل جائے تو اس سے مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہے۔ شیعوں کے دل میں ان اساطین و محسنین امت سے اس قدر نفرت ہے کہ وہ ان کے اسمائے گرامی لکھنا اور زبان پر لانا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ دور عالمگیری کے ملا سوتری کی بات تو اہل علم میں بہت مشہور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا

ظن عمر خویش بزارم کہ ادا نام عمر دارد

یعنی میں اپنی عمر بے محض اس لئے متفر ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔ یہی حال پوری شیعہ قوم کا ہے۔

شیعی تفسیر کے قابل نفرت نمونے | لیجئے پہلے سورہ نساء کی آیت کریمہ اس کا اسلامی ترجمہ اور اسلامی تفسیر

پڑھ لیجئے۔

ان الذین آمنوا ثم کفروا	بشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر
ثم آمنوا ثم کفروا	ایمان لائے پھر کافر ہوئے۔ پھر اور کفر میں پڑے
ازدادوا کفرًا لکم یکن اللہ لیغفر	اللہ ہرگز نہ انہیں بخشنے۔ اور نہ انہیں راہ
کم ولا یرہد بہم سبیلاً	دکھائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ پھر کھڑا بوج کر کافر ہوئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر ہو گئے۔ پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

قرآن کا انکار کر کے کفر میں اور بڑھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ ایمان کے بعد پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تاکہ ان پر مومنین کے احکام جاری ہوں۔ پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر ان کی موت واقع ہوئی۔

اب دیکھئے اس آیت کی تفسیر شیعوں کے نزدیک کیا ہے۔

یہ آیت فلاں فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور جب ان کے سامنے حضرت علی کی امامت پیش کی گئی اور نبی نے فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً، فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاً (جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا ہیں) تو یہ لوگ اس سے انکار کر کے کافر ہو گئے۔ پھر نبی کے کہنے سے انہوں نے بیعت کر لی (اور ایمان لائے) پھر جب نبی کا وصال ہوا تو یہ امیر المومنین کی بیعت توڑ کر کافر ہو گئے۔ پھر یہ کفر میں اور آگے بڑھ گئے۔ جب انہوں نے امیر سے بیعت کرنے والوں سے اپنی بیعت لے لی تو یہ لوگ ایسے ہو گئے کہ ان میں ذرا بھی ایمان باقی نہ رہا۔ سورۃ محمد میں ارشاد رب العالمین ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۚ
بیشک وہ لوگ جو کہ اپنے پیچھے پلٹ گئے، بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی۔
قَدْ وَدَّعَا مَا بَيَّنَّ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۚ
تو انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت و صفت اپنی کتاب میں دیکھی۔ پھر باوجود جاننے پہچاننے کے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دشمنانِ کفر کا قول ہے کہ اس سے منافق مراد ہیں۔ جو ایمان لا کر کفر کی طرف پھر گئے۔ مگر شیعوں کی کتاب اصول کافی میں ہے کہ

لے خزائن العرفان علی کنز الایمان ص: ۱۳۶ لے اصول کافی ص: ۲۶۵

لے القرآن الکریم سورۃ محمد آیت ۲۵ لے خزائن العرفان ص: ۲۲۷

اس سے مراد فلاں فلاں اور فلاں (خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ یہ مینوں میں المومنین حضرت علی کی ولایت و امامت چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔
سورہ حجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ
الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَكَزَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ
وَالْعِصْيَاءَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

لیکن اللہ نے ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے
تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔ اور کفر اور
حکم عدولی، اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے
ہی لوگ راہ پر ہیں۔

یہ آیت مبارکہ مقدس صحابہ کرام کی شان گرامی کا قصیدہ پڑھ رہی ہیں۔ اور ان کے
ایمان کی خوبی، اور کفر و نفاق، اور گناہ کی باتوں سے ان کے مبارک قلوب میں جو
نفرت اور ناگوارگی ہے اس کی تعریف بیان فرما رہی ہے۔ مگر شیعوں کے مذہب میں اس
آیت کی تفسیر کچھ اور ہی ہے۔ دیکھئے۔

محبت ایمانی کا مطلب حضرت علی، کفر کا مطلب خلیفہ اول، فسوق سے مراد خلیفہ
ثانی، اور عصیان کا مفہوم خلیفہ ثالث ہے لہ

بغض و عناد کی کچھ چنگاریاں | ملا باقر مجلسی شیعہ قوم کے علامہ ہیں۔ انہوں نے
اپنے اصول و معارف دین کے بیان میں

حق الیقین نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرات صحابہ بالخصوص سیدنا ابو بکر صدیق
سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، حضرت امیر معاویہ، اور اہل بیت المومنین (رضی اللہ عنہم)
سے اپنے بغض و عناد کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ اور اس کے لئے ایک سے ایک ایمان سُبُباتیں
جو بانیان مذہب کی گھڑی ہوئی ہیں لکھی ہیں شیعوں کی اسلام دشمنی کو سمجھنے کے لئے ان
دغز آتش باتوں کو پڑھیں۔

لہ اصول کافی، ص: ۲۵۶ لہ القرآن الکریم، سورہ حجرات ۴۹ آیت، لہ اصول کافی، ص: ۲۶۹

جہنم کے اندر تفلن، ایک آتشی کنواں ہے۔ اہل جہنم جس کی بے پناہ گرمی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کنویں نے خدا سے سانس لینے کی اجازت مانگی۔ جب اس نے سانس لیا تو جہنم کو جلا ڈالا۔ اسی کنویں کے اندر آگ کا ایک صندوق ہے کہ کنویں والے اس صندوق کی بے پناہ سوزش اور حرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس صندوق کے اندر گزشتہ امتوں کے چھ آدمی اور اس امت کے چھ آدمی بند ہیں۔ ————— • آدم علیہ السلام کا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ • نرود جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈلوا یا۔ • فرعون • سامری جس نے بچہ پڑے کی پوجا کو اپنا دین بنایا • اور وہ دو آدمی جنہوں نے یہودیوں کو ان کے پیغمبر کے بعد گمراہ کر دیا۔ ————— اور چھ دوسرے • ابوبکر • عمر • عثمان • معاویہ • نہروانی خارجیوں کا پیشوا • ابن ملجم

غیض المنافقین امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے شیعہ بے حد جلتے ہیں اور بغض رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے خاص انہوں نے بہت سی باتیں ختراع کی ہیں۔ جو شیطان کذب و افتراء کے سوا کچھ نہیں۔ ————— شیعہ تفسیر کے حوالے سے اسی کتاب میں ہے۔

جہنم کے اندر ایک وادی ہے۔ جو آگ کی ہے۔ اس وادی کی آگ نہیں بھڑکتی۔ اور کسی کو قبول نہیں کرتی۔ مگر شقی ترین انسان کو جو عمر ہے۔ جنہوں نے رسول خدا کی تکذیب کی۔ ولایت علی کے باب میں، اور ان کی ولایت سے منہ موڑا۔ اور قبول نہیں کیا، (اس کے بعد کہا کہ) آگ کا بعض حصہ بعض سے پست ہے۔ مگر اس وادی کی آگ اونچی اور مخصوص ہے (العیاذ باللہ، نقل کفر، کفر نہ باشد)

اسی طرح اسی کتاب کے ص ۲۱۲ پر آیت قرآنیہ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ..... الْآیۃ۔ وَنُرِىٰ فِرْعَوْنَ وَ

هَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ۔ (یعنی اور ہم دکھائیں، فرعون دہان
اور ان کے لشکروں کو.....) کے اندر فرعون اور ہامان کی تشریح کرتے ہوئے
لکھا ہے۔

وہم سائیم بفرعون دہامان اور ہم دکھائیں فرعون دہامان یعنی ابوبکر
یعنی ابوبکر و عمر و شکر ہائے ایشاں و عمر اور ان کے شکر کو.....
را..... لے

مسلمانان اہل سنت سے شیعوہ قوم کو بغض اور حسد رکھنا بھی فطری امر ہے۔ مقدس جماعت
صحابہ و خلفائے راشدین کے دشمن فداکاران صحابہ کو کب معاف کرنے والے ہیں۔ بغض و عناد
میں جلی بھنی تحریر دیکھئے اور اندازہ لگائیے۔

وہ خدا سو گند کہ میان بہشت اور بخدا میں قسم کھاتا ہوں کہ بہشت اور دوزخ
دو دوزخ نیز منزلی ہی باشد و من کے در میان ایک جگہ ہوگی۔ اور میں نہیں چاہتا
نہی تو انم از ترس مخالفان سخن گویم کہ دشمنوں کے در سے یہ بات کہوں۔ جس وقت
وقتے کہ قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے کفار سے پیشتر کہ قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے کفار سے پیشتر
پیش ازین کفار، ابتداء بہ سفیان سنہوں سے شروع کریں گے۔ ان
خواہد کرد، با علمائے ایشاں کے علماء کو اور خود سنہوں کو قتل
را خواہد کشت لے کریں گے۔

ادیانِ سادہ کا معمولی شعور رکھنے والا انسان بھی مذہبِ شیعہ کی بنیادی کتابوں کو
دیکھ کر اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ بغض و عناد کی آگ میں جہل بھن کر دینِ اسلام کے خلاف ایک
دوسرا دین اختراع کرنے کی انسانی کوشش کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ اس مقالہ میں ہمارا
مقصود طولانی بحث چھیڑنا، اور عقائدِ شیعہ کے خلاف دلائل فراہم کرنا نہیں ہے۔ تاہم
خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور خود سیدنا امیر اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات

لے حق الیقین، مطبوعہ تہران ص: ۲۱۲، لے در بیان جاعے کہ داخل جہنم می شوند، ص: ۵۲

مبارکہ پر اس مذہب کے بانیوں نے کیسے کیسے الزامات و اتہامات لگائے ہیں۔ مگر درطرح حیرت میں ڈوب جانے کی بات یہ ہے کہ خود انہی کی مقبر کتابیں ان کے باطل مذہب اور اختراع شدہ تحریک کی شہادت دیتی ہیں۔

مگر سیدنا علی مرتضیٰ کیا فرماتے ہیں | جناب خمینی صاحب، حضرات خلفائے شلثہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دماغ

اللہ دنیا دار، حریص، ریاست طلب اور نہ جانے کیا کیا گردانتے ہیں۔ اور آپ نے خود ان کی وصیت کے بارے میں نہج البلاغہ میں پڑھا کہ

نہج البلاغہ جو قرآن کے بعد مادی و معنوی زندگی کا عظیم ترین دستور اور انسانوں کو نجات بخشنے والی اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ اور اس کے حکومتی اور

معنوی احکام و فرامین بہترین راہ نجات ہیں لہ

کیا خمینی صاحب اور دنیائے شیعیت کو نہج البلاغہ میں مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کا یہ خطبہ نظر نہیں آتا۔ جو انہوں نے اپنے دور خلافت میں اصحاب کرام کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ ہم محض اس کا ترجمہ شیخ الاسلام علامہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کی کتاب کے حوالے سے نذر ناظرین کرتے ہیں۔ جسے تفصیل اور اصل عبارت دیکھنی ہو حضرت کی کتاب مذہب شیعہ کا مطالعہ کرے۔

مولائے کائنات فرماتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو میں نے دیکھا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پاتا۔ وہ تمام شب مسجدوں اور نمازیں گزارتے۔ صبح کو اس حالت میں ہوتے کہ ان کے بال پریشان اور بغار آلود ہوتے۔ ان کا آرام سکون پیشانیوں اور رخساروں پر طویل سجدوں سے ہوتا تھا۔ وہ اپنی عاقبت کی یاد سے دیکھتے کوئلے کے مانند بھرپک اٹھتے تھے۔ کثرت سجدوں،

اور طول مسجد کی وجہ سے ان کے ماتھے دنیوں کے گھٹنوں کی طرح ہو گئے تھے۔ اللہ کا نام جب ان کے سامنے لیا جاتا تو وہ اشک بار ہو جاتے، آنسو بہہ پڑتے، ان کے گریبان بھگ جاتے، اور عذاب الہی کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح کانپتے جس طرح سخت آندھی میں درخت کانپتا ہے۔ اپنے دور خلافت میں مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں السابقون الاولون صحابہ کی شان یوں بیان کی۔

فان اهل السبق بسبقهم (اسلام اور اعمال صالحہ میں) سبقت کرنے والے و ذہب المهاجرون الاولون اپنی سبقت کے ساتھ فائز المرام ہوئے اور مہاجرین بفضلہم۔ اولین اپنے فضل و کمال کے ساتھ گزر چکے۔

حضرت اسد اللہ القاب، امام المشرق والمغرب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں کو اپنے ایک اور خطبہ میں یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اے اللہ کے بندو! جان لو کہ متقی پرہیزگار وہی لوگ تھے جو دنیا و آخرت کی نعمتیں سمیٹ کر گزر چکے ہیں۔ وہ لوگ اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہوئے۔ لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو سکے وہ مقدس ہستیاں دنیا میں یوں سکونت پذیر رہیں جیسے رہنے کا حق تھا۔ اور دنیا کی نعمتوں سے انہوں نے کھایا، جیسا حق تھا۔ اور دنیا کی ہر اس نعمت سے ان ہستیوں نے حصہ پایا۔ جس سے دنیا کے بڑے بڑے منکبرین نے حصہ پایا۔ اور دنیوی مال و دولت، جاہ و حشمت جس قدر بڑے بڑے جابرین منکبرین نے لیا، اسی قدر انہوں نے بھی لیا۔ پھر یہ ہستیاں صرف زاد آخرت لے کر، اور آخرت میں نفع بخش تجارت کو ہمراہ رکھ کر دنیا سے

بے رغبت ہو گئیں۔ یہ لوگ دنیا کی بے رغبتی کی لذت کو اپنی دنیا میں حاصل کر چکے تھے کہ کل اللہ سے آخرت میں ملنے والے ہیں۔ یہ وہ حضرات تھے جن کی کوئی دعا نامتطور نہیں ہوتی تھی۔ اور ان کی آخرت کا حصہ دنیوی لذتوں کی وجہ سے کم نہیں ہوگا۔

اہانتِ شیخین کرنے والے کو شیر خدا نے سزا دی | حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے ان خطبات کو ممکن ہے کوئی شیعوں مجتہد صاحب اپنی تاویل بارود کاشانہ بنائیں کہ ان خطبات میں وہ حضرات مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ہم جن کو مانتے ہیں وہ مراد ہیں۔ تو یحییٰ انہی کی نہایت معتبر کتاب الشافی کی روایت حاضر ہے۔

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبہ خیر ہذا الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر و فی بعض الاخبار انہ علیہ السلام خطب بذلک بعد ما انہی الیہ اثنان رجلاً تناول ابابکر وعمر بالشیتمۃ فدعی بہ وتقدم بعقوبۃ بعد ان شہدا علیہ بذلک

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علی کی خدمت میں اہل طاعینہ کے ایک شخص نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے جس کے بعد امیر المومنین علی نے اس گالی بکنے والے کو بلایا۔ شہادت طلب کی اور شہادت گزرنے کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔

خلافتِ صدیقی پر شیر خدا کا اطمینان | اسی کتاب الشافی کے اسی صفحہ پر امام زین العابدین کی روایت ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے۔

اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں۔ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھر دوں گا۔ اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔

وَبَعَثَ يَا اَبَا سَفِيَّانَ هَذِهِ
مِنْ دَوَاهِيَتْ قَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ
عَلَى ابِي بَكْرٍ مَا ذَلَّتْ قَبْتُخُ
الاسْلَامِ عَوَجًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَالاسْلَامِ وَاللّٰهُ مَا ضَرَّ الْاسْلَامُ
ذَلِكَ شَيْئًا مَا ذَلَّتْ صَاحِبُ
الْفِتْنَةِ لَهُ

ابوسفیان! تیرے لئے سخت افسوس ہے، یہ سب تیری چالوں اور معیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اوکج روی کا ملاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہونچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گری ہی رہے گا۔

ان تمام شیعہ روایات ہی نے خمینی صاحب اور ان کے ہم مشربوں کی مفہومات کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ اور مجدد تعالیٰ اگر شیعہ من گھڑت عقائد و نظریات کے خلاف خود ان کی کتابوں سے دلیلوں اور ثبوتوں کی فراہمی کی حاجت ہو تو ان گنت ثبوت موجود ہیں۔

اب آئیے حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اسلامی ماخذ سے پیش کر کے مقالہ کا یہ صفحہ بند کریں۔ اوپر شیعہ کتاب اشافی کی روایت میں آپ نے بڑھا کہ سائب الشیعین کو حضرت مولا علی نے سبزا دی۔ اب آئیے ذرا یہ بھی دیکھیں شیعین کو بمین کی شان میں زبان درازی کرنے والے فرقہ کا اسلام اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کوئی ربط اور تعلق بھی ہے یا نہیں؟ خود انہوں نے فرمایا۔

عن علی قال يخرج في آخر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آخر

الزمان قوم لهم بئذ يقال
لهم الرافضة يعرفون به
ينتحلون شيعتنا وليسوا من
شيعتنا وآية ذلك أنهم
يشتمون إمامنا وعلماؤنا
أدركتموهم فاقتلوهم
فإنهم مشركون له

۱۰۱
میں ایک فرقہ نکلے گا جس کا خاص لقب ہوگا جسے
رافضی کہا جائے گا۔ اسی لقب کے ساتھ ان کی
شناخت ہوگی۔ وہ لوگ ہمارے شیعوں ہونے کا
دعویٰ کریں گے۔ اور حقیقت وہ ہماری جماعت
سے نہیں ہوں گے۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ
وہ لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گالی
بکس گے۔ انہیں جہاں پانا مار ڈالنا۔ کیونکہ وہ
مشرک ہوں گے۔

شیعوں کی معتبر کتاب کافی (کتاب الروضہ) میں بھی ملتا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ
عنه نے ایک شیعوں ابوبصیر کے شکایت کرنے پر کہ لوگ ہیں ایسے لقب سے یاد کرتے ہیں
جس نے ہماری ریڑھ کی ہڈی توڑ دی ہے، ہم مردہ دل ہو گئے ہیں۔ اور اس لقب کی وجہ
سے امراء نے ہمارا خون مباح کر دیا ہے۔ وہ لقب ایک حدیث میں ہے جس حدیث کو ان
کے فقہاء نے روایت کیا ہے۔ امام جعفر صادق نے سنکر پوچھا۔ کیا وہ رافضہ والی حدیث
ہے۔ ابوبصیر نے کہا جی ہاں! دہی، تو فرمایا۔

لا والله ما هم سموكم
بل الله سماكم
نہیں، وائیدان لوگوں نے تمہارا نام رافضی نہیں
رکھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا۔

اسی طرح شیعوں کی معتبر کتاب تاریخ التواتر میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے
احوال میں ہے کہ حضرت زید بن زین العابدین کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کچھ کوفیوں نے
امام زین العابدین سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں
نے فرمایا۔

در بارہ ایشان جز بخیر سخن نگنم
ان حضرات (شیخین کریمین) کے بارے میں سوئے

وازاہل خود سبزد در حق ایشان
کلمہ خبر کے کچھ نہیں کہتا۔ اور اپنے گھر اور خاندان
جس سخن خیر نہ شنیدہ
کے لوگوں سے بھی میں نے ان کے حق میں کلمہ حق
ام لے کے سوا کچھ نہیں سنا۔

اسی کتاب میں ہے کہ عراقی شیعوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے
حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف سنی تو کہنے لگے آپ ہمارے امام نہیں ہیں۔ اور امام
باقربھی ہمارے ہاتھ سے گئے۔ (کیونکہ وہ بھی حضرت زید کے ہمنوا تھے) شیعوں کی یہ باتیں
سُنکر حضرت زید نے فرمایا۔

زید بن مود و قنونا المومنین
حضرت زید نے فرمایا رَفَضُوا نَا الْیَوْمَ یعنی ان لوگوں
یعنی مارا امر و زگر اشتند و ازاں ہنگام
نے آج ہمیں چھوڑ دیا۔ اسی وقت سے اس پارٹی
اس جماعت را رافضیہ گفتند کہ
کو رافضی کہتے ہیں۔

اب میں حضرت امیر المومنین، حضرت امام زین العابدین، امام باقر و جعفر رضی اللہ عنہم
کو فخر یہ اپنا آقا کہنے والوں اور ان تمام بزرگ ہستیوں کو اپنے باطل مذہب کے خانہ میں
فٹ کرنے والوں سے سوال کرتا ہوں کہ بتاؤ کیا تمہیں ان پاکانِ خدا کی بارگاہ سے کسی قسم کا
کوئی تعلق ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کے مداح
اور واصف، ان سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہیں۔ اور تم ہو کہ اپنے
دلوں میں ان اللہ والوں سے خواہ مخواہ بغض و کینہ کی آگ اٹھائے پھر رہے ہو۔ حقیقی اسلام
وہ ہے جس کے متبع حضرات خلفائے راشدین، اہل بیت کرام، اور صحابہ عظام ہیں۔
اور السواد الاعظم آج تک جس کی پیروی کر رہے ہیں وہ جس کا علم جنابِ نبی نے کراٹھے
ہیں وہ رقص اور شیعیت ضرور ہے۔ اسلام ہرگز نہیں۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ
کر لیا کہ شیعوں کی معتبر کتابیں خود

شانِ صحابہ کا مجرمِ اسلام کی نظر میں

ان کے موهوم نظریات کی تغلیط کر رہی ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام اہل خانوادہ اسی طرح عقیدت و محبت رکھتے ہیں جس طرح قرآن و حدیث کا مطلوب ہے۔ اب آئیے صحابہ کی شان میں بدگوئی کی جسارت کرنے والوں کے بارے میں آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس فرامین سے استفادہ کریں۔ ہر در و درجہاں، باعث کن فکاں، خاتم النبیین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جبری ہیں۔“
فرمایا۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلافات کے بارے میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی۔ آپ کے صحابہ میری بارگاہ میں آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں۔ ان سے بعض ایک دو کمرے روشن تر ہیں۔ جس نے ان کے طریقہ کو اپنایا، وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔“

فرمایا۔

”میری شفاعت جائز ہے ہر ایک کے لئے سوائے اس شخص کے جس نے میرے صحابہ کو گالی دی۔“

فرمایا۔

جو میرا صحابی زمین کے جس خطہ میں وفات پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ان باشندگان زمین کا قائد، اور ان کے لئے نور بنا کر اٹھائے گا علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

”اگر کوئی محمد ان صحابہ کرام کے درپے ہو، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو انعامات

عطا فرمائے ہیں۔ ان کا انکار کرے۔ تو اس کی جہالت، محرومی، ناگہمی، اور ایمان کی کمی ہے۔ کیونکہ اگر صحابہ کرام میں کوئی عیب پایا جائے تو دین کی بنیاد قائم نہیں رہے گی۔ اس لئے کہ وہ ہم تک دین کے پہنچانے والے ہیں جب ناقلین ہی مجروح ہو گئے تو آیات و احادیث بھی محل طعن بن جائیں گی۔ اور اس میں لوگوں کی تباہی اور دین کی بربادی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور مبلغ کی تبلیغ کے صحیح ہونے کے لئے اس کا عادل ہونا ضروری ہے لہ

علامہ ابن حجر کی مہتمی اپنی تصنیف اسنی المطالب فی صلتہ الاقارب میں فرماتے ہیں مسلمان پر لازم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اہل بیت کا ادب و احترام کرے، ان سے راضی ہو، ان کے فضائل و حقوق پہچانے، اور ان کے اختلافات سے زبان روکے، کیونکہ ان میں سے کسی نے بھی ایسے امر کا ارتکاب نہیں کیا۔ جسے وہ حرام سمجھتے ہوں۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک مجتہد ہے۔ پس وہ سب ایسے مجتہد ہیں کہ ان کے لئے ثواب ہے۔ حتیٰ تک پہنچنے والے کے لئے دس ثواب، اور خطا کرنے والے کے لئے ایک ثواب ہے۔ عقاب، ملامت، اور نقص ان سب سے مرفوع ہے۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کرے ورنہ پھسل جائے گا۔ اور تیری ہلاکت و مذمت میں کوئی کسر نہ رہ جائیگی لہ علامہ موصوف کا جملہ قطفن لذلک والاذلت قدمث وحق ہلاکت و مذمت اس دور کے عام مسلمانوں کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانی علیہ الرحمہ اس عنوان کے اختتام پر انتباہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

میں نے علامہ سیوطی کا رسالہ اقامہ الحجۃ من زکئی سائب ایئی بکئی و عہمہ شیخین

گیا۔ مگر اس نے توبہ نہ کی۔ ایک مالکی عالم نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ امام سبکی نے اس فتوے کی تصدیق کی۔ اور اس کی تائید میں کتاب مذکور لکھی۔ اس میں قاضی حسین شافعی سے اُس شخص کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں جو خلفائے راشدین میں سے کسی کو بھی گالی دے۔

۱۱، اسے کافر قرار دیا جائے گا اگرچہ گالی دینے کو حلال نہ جانے، کیونکہ ان کی امامت پر امت کا اجماع ہے۔

۱۲، اسے فاسق قرار دیا جائے گا نہ کہ کافر، پھر احناف کی بہت سی روایات نقل کی ہیں بعض میں اسے کافر قرار دیا گیا ہے، اور بعض میں گمراہ، پھر امام سبکی نے اسے کافر قرار دینے کی توثیق کی ہے۔ اور اس پر دلائل دیئے ہیں۔ اس کے بعد حضرات مالکیہ اور حنابلہ کی متعدد روایات نقل کی ہیں۔

ان تمام ابحاث سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کے عقیدہ کا حصہ ہے۔ جس پر قرآن حدیث، اقوال صحابہ، تعامل اہل بیت و سادات کرام اور اجماع امت ہے۔ جو شخص بھی مسلمان ہے ان کے دل میں صحابہ اور اہل بیت سب کا احترام ہے۔ اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ شیعوہ وہ فرقہ ہے۔ جو صحابہ کرام کی توبہ اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے خود جناب غینی کے اقوال پڑھ لئے اور جو بھی ان مقدس صحابہ کی گستاخی کا مرتکب ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

لہذا مسلمانوں کو جناب غینی کی انقلابی تحریکوں کو خبردار کبھی بھی اسلامی تحریک نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس تحریک سے اگر فائدہ پہنچ سکتا ہے تو محض رفض اور شیعیت پہنچ سکتا ہے۔ جس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں۔

قرآن اور صحابہؓ

(ایرانی رہنما امام خمینی کی نظر میں)

مولانا بدر القادری

اسلامک اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۱۹۱۴۲ — ۲۵۰۰ سی سی
دہلی ہینگ، ہالینڈ

الحمد لله رب العالمين - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ
تم فرادو، اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے۔ اور بہتوں کو گمراہ کیا۔ اور سیدھی راہ سے بہک گئے۔

(المائدة ۵ —)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقْرُؤُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ
اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو، اور اللہ پر نہ کہو، سچ

(النساء ۴ — ۱۷۱)

عرضِ اولین

زیر نظر کتابچہ دراصل مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی قادری صاحب کی کتاب ”ایران کا نام نہاد اسلامی انقلاب“ کے لیے بطور مقدمہ لکھا گیا تھا۔ جسے اہل خلیص کے جذبہ اشاعتِ حق نے، الگ ایک مستقل رسالے کی شکل دے دی۔

مقصود بھولے بھالے عوام اہل سنت کو جناب خمینی صاحب اور ان کی نام نہاد انقلابی اسکیم سے محفوظ رکھنا ہے۔ واللہ خیر حافظا و هو اسامیہ

✓ موسم نے پرندوں کو یہ بات بتادی ہے
اس جھیل پہ خطر ہے اس جھیل پہ مت جانا

بدر القادری

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

باسمہ و حمدہ تعالیٰ و تقدس، والصلاة والسلام علی رسولہ والہ وصحبہ اجمعین

غلو اور اہانت

فطرت انسانی کے امراض میں سے مہلک ترین بیماریاں "غلو" اور "اہانت" بھی ہیں۔ غلو غیر ضروری اظہارِ محبت کی پیداوار ہے اور اہانت نفرت کی پختی سطح کی اپج۔ اگر فرد یا قوم حقیقی خشیتِ الہی سے آزاد ہو کر کسی سے تعلق قائم کرتے ہیں تو عام طور پر یہ عارضہ انھیں اپنا شکار بنالیتا ہے۔ دین اسلام کے علاوہ اذیان کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے والا حقیقت پالیتا ہے کہ ان میں سے شاید ہی کوئی دین ایسا ہو جو افراط و تفریط کا شکار نہ ہوا ہو۔ اس وقت ہم اس سے بحث نہیں کرتے کہ ان کے پس پشت کون سے عوامل الگ الگ کارفرما ہوئے۔

مسیحیت میں خدا کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے "ابن اللہ" ہونے کا عقیدہ اور رہبانیت — یہود کے نزدیک حضرت عزیر علیہ السلام کے فرزند الہ ہونے کا تصور، نیز یہود کا پیغمبر آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کھلا عناد، اور ان کی امت سے حبلی بغض۔ بود دھرم کا انسانی سماج اور اس کے متعلقات سے بغاوت اور فرار، یہ سب افراط و تفریط کی کھلی نشیں ہیں،

اسی طرح کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں میں سے بھی کچھ لوگ انسانی فطرت کے ان امراض میں مبتلا ہوئے۔

بزرگ، حاکم اور ابو بکر علی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے اُن سے یہاں تک بغض و عداوت کی کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا۔ اور نصاریٰ نے اُن سے محبت کی تو اتنی کہ جس کے وہ لائق نہ تھے۔ یاد رکھو دو چیزیں انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ ایک تو اتنی محبت کہ وہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو حقیقت میں اس کے اندر موجود نہ ہوں۔ دوسرے اس قدر شدید بغض و عداوت کہ بُرا کہتے کہتے تہمت لگانے سے بھی نہ چو کے "لہ

لہ تاریخ الخلفاء (ترجمہ) مطبوعہ ندینہ پبلشنگ کمپنی ص ۲۶

حضرت مولیٰ علیٰ کریم اللہ وجہہ کی شخصیت سے غلو کی حد تک محبت کرنے والے روافض اپنے عمل محبت اور اس کی بے اعتدالی کے نتیجے میں تباہ و برباد ہوئے۔ اور خوارج مخالفت کو معاندت تک پہنچا کر طرح طرح کی الزام تراشیوں اور اتہام کوشیوں کا شکار ہو گئے اور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہو گیا کہ ذات حضرت علی سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی طرح بے محابا محبت کرنے والے بھی ہوئے اور بغض و عناد رکھنے والے بھی ہوئے

فرقہ یزیدیہ | حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح کچھ اور شخصیات بھی غلو اور اہانت کا نشانہ بنیں۔ جیسے حضرت امیر معاویہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے غلو محبت کی مثال میں فرقہ یزیدیہ کو پیش کیا جاسکتا ہے، اس فرقے کے بارے میں چوتھی صدی ہجری کے محقق سیاح علامہ مقدسی بشاری "حسن التقایم فی معرفۃ الاقالم" میں روشنی ڈالتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"بغداد میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو حُب معاویہ میں غلو کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک بار جامع مسجد واسط میں لوگ ایک شخص کے گرد اگر جمع تھے، اور وہ ان سے مستند طور پر بیان کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اپنے پاس بلا کر پہلو میں بٹھائے گا اور اپنے دستِ خاص سے ان کی نقاب کشائی کر کے خلقت کے سامنے غرور میں نو کی طرح جلوہ گر کرے گا جب میں نے اس کو ٹوکا تو اس نے کہا اس رافضی کو پکڑو، اس کے کہنے پر لوگ مجھ پر چھپے مگر کچھ شناساؤں نے بیچ بچاؤ کر کے مجھے بچالیا" لے

علامہ مقدسی اسی فرقے کا ایران میں بھی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں "مجھے اصفہان کے اندر ایک بڑے عابد و زاہد کی خبر دی گئی، میں زیارت اور حصول برکت کے ارادے سے ان کے پاس گیا۔ باتوں باتوں میں میں نے پوچھا "صاحب" کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے لغت بھیجی اور کہا اس نے ہمارے سامنے نیا مذہب پیش کیا ہے۔ صاحب کہتا ہے معاویہ رسول نہیں ہیں۔ میں نے کہا ان کے بارے میں

لے حسن التقایم مطبوعہ یورپ ص ۱۲۶

آپ کا کیا خیال ہے۔ اس نے جواب دیا میں تو وہی کہتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا لَا تَفْرُقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ (ہم رسولوں میں تفریق نہیں کرتے) ابوبکر رسول تھے، عمر رسول تھے، عثمان و علی رسول تھے اور معاویہ بھی رسول تھے۔ میں نے کہا ایسا نہ کیسے خلفاء اربعہ تو خلیفہ تھے اور معاویہ بادشاہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الخلافة بعدی ثلاثين سنة ثم تكون ملكا (میرے بعد تیس سال خلافت ہے گی پھر بادشاہی ہو جائی گی) وہ شخص مری بات سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیر طعن و تشنیع کرنے لگا اور مجھے رانسی کہنے لگا۔ لہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت تو کیا کہنا بہت بلند ہے آپ یقیناً رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور کاتب بارگاہ ہیں یہ فرقہ نامرضیہ یزید کے بارے میں نبوت رسالت کا قائل اور ایک طبقہ (صد بار معاذ اللہ) اسے خدا تک ماتاق اس فرقہ کی تردید میں ایک رسالہ ”رسالہ عدویہ“ لکھا گیا تھا جس کا حوالہ المنتقی کے حاشیہ پر موجود ہے، حسب فرمان نبوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کو بھی شیعہ حضرات نے غلو کی نظر سے دیکھا اور ان سے ایسے اوصاف منسوب کیے جو حقیقتاً ان میں نہیں تھے اور ان کی تبعیت میں حضرات حسنین کریمین۔ خاتونِ جنت بی بی فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کی اولاد اجداد ائمہ قدس سرہم کے مراتب و مقامات عالیہ کے سلسلے میں غلو کا شکار ہو گئے۔ آیات طرہ انفرادی میں ان حضرات کو حد سے بہت بڑھایا اور دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کے بارے میں بتلائے تفریط ہو کر ان کی اپانت کے مرتکب ہو بیٹھے۔ اس طرح اپنا ایک نیا فرقہ بنا بیٹھے۔ جو

ما انا علیہ واصحابی (جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں) سے بالکل الگ تھلگ ڈگر پر چل پڑا۔ نئے انکار و خیالات کو نئی زمین پر نئے سنگ و حشت کی

لہ احسن التقاسیم ص ۳۸۹

لہ حاشیہ المنتقی مطبوعہ مصر ص ۲۸۰

مدد سے مدد نہ مرتب کیا جس کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہ رہا۔ گویا یہ اس جذبات کہ ہم پیروی نہیں نہ فرما دیں گے کچھ طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

ذیل میں ہم محض کلام الہی "قرآن مجید اور صحابہ رسول کے تعلق سے کل عالم اسلام اور غیر مسلم مفکرین کے متفقہ عقائد و خیالات — اور فرقہ شیعہ کے منفی نظریات کا جائزہ لیں گے اور ان سے ہم سنیوں کے تعلقات کی کیا نوعیت ہونی چاہیے۔ اس بارے میں عرضداشت پیش کریں گے۔

ورنہ ویسے تو شیعیت میں ان موضوعات کے علاوہ متعدد اہم مقدمات ہیں جو بلا واسطہ اسلام، قرآن اور اسلام کے حقیقی نظریات سے متصادم ہوتے ہیں۔

ائمہ ثلاثہ شیر خدا کی نظر میں | یہ بات مشہور عام ہے کہ شیعہ حضرات حضور سید عالم سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ

وجہہ کو حضور کا خلیفہ جانشین اور امیر المومنین سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور نے ان کو امامت و خلافت خود سونپ دی تھی، اور ہر لحاظ سے انہی کی نامزدگی فرمائی تھی۔ حالانکہ حقیقت حال بالکل اس کے برعکس ہے۔ احادیث و آثار اور تاریخ اسلام کی روشن دلیلیں اس عنوان کے محققین نے اپنے اپنے مقام پر پیش کی ہیں۔ میرے نزدیک یہاں اس کی سب سے مناسب سند خود صاحب معاملہ کے فرمودات ہیں جو اپنے استناد اور تحقق کے لحاظ سے جبل شامخ سے وزنی اور فولاد سے مضبوط تر ہیں۔

حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا (جسے بزرگ نے روایت کیا ہے)

ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی

تعالیٰ علیہ وسلم فاستخلف علیکم لہ کو خلیفہ بنایا ہی نہیں، کہ میں بناؤں

یہ وہ فرما رہے ہیں جن کی خلافت و امامت بلا فصل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔ اور جن شخصین کرمین صدیق و فاروق اور ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے ایمان و اعمال کا دامن دودھ سے زیادہ اجلا، اور جن کے خلوص و ایثار فی اللہ کی چادر بدرِ کامل سے شفاف ہے ان پر کھڑا چھالی جاتی ہے

لہ الصواعق المحرقة ص ۴۶

مسئلہ خلافت

خلافت نبوی حقداروں ہی کو پہنچے اور رسول اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسند مبارک پر حقدار ہی بیٹھیں، اس کی فکر بعد کے مسلمانوں سے زیادہ ان جاں نثار صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کو تھی جن کے لبوں سے تاریخ اسلام کے ابواب لکھے گئے۔ چنانچہ وہ حضرات اس بارے میں خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے۔ اس تابناک حقیقت کو حدیث کے آئینے میں دیکھتے دارقطنی نے خود مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے فرمایا

دخلنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقلنا يا رسول الله
استخلف علينا قال لا ان يعلم الله
فيكم خيرا يول عليكم
خيركم
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول
اللہ! ہم پر کسی کو خلیفہ فرمادیجئے ارشاد
ہوا: نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی دیکھے گا
تو جو تم سب میں بہتر ہے اُسے تم پر والی
فرمادے گا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو سب حاضرین صحابہ کرام نے منہ قبول کیا۔ خود مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے بعد کیا فرمایا وہ قابل ملاحظہ ہے۔ اور یہ ان کے دعویٰ دارانِ محبت کے بہتان و افترا کو بے نقاب کرتا ہے۔

قال علي رضي الله تعالى عنه فَعَلِمَ
اللَّهُ فِينَا خَيْرًا فَوَلَّى عَلَيْنَا ابَا بَكْرٍ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے ہم میں بھلائی دیکھی تو حضرت ابو بکر کو ہمارا
والی بنادیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

امیر المؤمنین حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے ان کے دورِ خلافت میں امامت و خلافت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خلافت و امامت کے بارے میں آپ کو کوئی عہد و قرار
تھا۔؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے میرے
پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابو بکر و عمر کو منبر پر نہ جانے دیتا۔ اور ان سے قتال کرتا چاہے

میری اس چادر کے سوا کوئی میرا ساتھ نہ دیتا۔ لیکن بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یکایک) قتل تو نہیں کیے گئے یا آپ کا اچانک انتقال تو نہیں ہوا۔ بلکہ کئی شب و روز حضور کو مرض میں گزرے۔ مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا۔ حضور ابوبکر کو نماز کا حکم فرماتے۔ حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود ہوتا۔ پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا۔ حضور ابوبکر ہی کو امامت کا حکم دیتے، حالانکہ میں کہیں غائب نہیں تھا۔ اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملے کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا تھا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں مانا۔ اور غضب کیا۔ فرمایا: تم وہی یوسف والیا ہو۔ ابوبکر کو حکم دو امامت کرے۔ پس جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے بھی اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بررگی اور دین کی درستی تھی۔

فبايعنا ابا بكر رضي الله عنه و لهذا هم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت
كان لذلك اهلاً لم يختلف عليها كرمی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں سے
منا اثنان کسی نے اس بارے میں خلاف نہ کیا۔

پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا۔ اور ان کی اطاعت لازم جانی، اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے شکروں میں جہاد کیا۔ جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا۔ اور جب لڑائی کے لئے بھیجتے، میں جاتا۔ اور ان کے سامنے اپنے تازیانے سے حد لگاتا لے پھر آگے چل کر مولانا علی کریم اللہ وجہہ الکریم نے یہی مضمون امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس عنوان پر اپنے رسالہ مبارکہ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق میں نفس اور ثانی بحث فرما کر موضوع کو منقح کر دیا ہے۔ دوران بحث ایک مقام پر لکھتے ہیں

لہ الصواعق المحرقة للإمام بن حجر المکی دم ۹۴۴ھ مطبوعة مصر ۴ بحوالہ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق مولانا احمد رضا خان البریلوی مطبوعة الجمع الاسلامی مبارکفواص ۶۵

”اللہ عزوجل کی بے شمار رحمت و رضوان و برکت، امیر المؤمنین اسد حیدر، حق گو، حق داں، حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الالہی پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفضیل کو بغایت مفصل فرمایا، اپنی کرسی خلافت و عرش زبانت پر برہنہ منبر مسجد جامع و مشاہد و مجامع، و جلوات عامہ و خلوات خاصہ میں بہ طرق عدیدہ، تائید دیدہ، پسید و صاف ظاہر و آشکار، محکم و مستر، بے احتمال دگر حضرات شیخین کرمین، وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام اہمیت مرحومہ سیدہ لاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل و بہتر ہونا، ایسے روشن و امین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح شائبہ شک تردد نہ رہا۔ مخالف مسئلہ کو مفسری بتایا، اشی کوڑے کا ستی ٹھہرایا“ لے

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے خود خلفائے ثلاثہ کی خلافت و افضلیت کو نہ صرف تسلیم فرمایا ہے بلکہ اس کے خلاف باتیں بنانے والوں کو افتراء کے جرم میں اشی کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے۔ اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کے ان اقوال کی روایت نہایت مستند و مستحکم اور مضبوط ہے۔ صحابہ و تابعین میں سے اشی مبارک شخصیات ان کی روایت کرنے والے ہیں۔ امام ابن حجر مکی قدس سرہ لکھتے ہیں

قال الذہبی وقد تواتر ذالک عنہ فی خلافتہ و کرسی مملکتہ و بین الجہم الغفیر من شیعۃ ثم بسط الاسانید الصمیمۃ فی ذالک قال و یقال رواہ عنہ نبیع و ثمانون نفساً و عدد منهم جماعۃ ثم قال: فقیح اللہ الرافضۃ ما اجهلہم لے
ذہبی نے کہا تو اتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی نے یہ بات اپنے دو خلافت و حکومت میں کثیر معاصیین کے درمیان فرمائی، بعد ازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو تفضیل سے ذکر کیا، اور کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس امر کی روایت کرنے والے اشی سے زیادہ صحابہ و تابعین ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا، اور کہا خدا روا انفس کو ذیل کرے کس قدر جاہل ہیں۔

لے غایۃ التحقیق ص

لے الصواعق المحرقة ص

ایسے دلائل قاهرہ باہرہ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی فرد یا فرقہ نامراد ان اجلہ صحابہ کرام کو مطعون اور مورد الزام ٹھہراتا ہے تو وہ خود نگاہ مرتضوی میں کیا ہے۔ شیر خدا کا غضب حیدری اسے کہاں معاف فرمائے گا۔ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

— جن کی تائید میں ہم دارورسن تک پہنچے
خود وہی کہتے ہیں یہ تو کوئی دیوانہ ہے

جلال مرتضوی

خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم پر مولا علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کی بات لگانے والے دیکھیں خود حضرت شیر خدا کا ایسے لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہے اور اپنے دور گرامی میں ایسی جسارت کرنے والوں کو آپ نے کس خانے میں ڈالا، ملاحظہ کریں

امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بخاری کی کتاب السنۃ سے امام ابن حجر کی نقل کرتے ہیں، علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ملی کہ کچھ لوگ انھیں حضرت شیخین (ابوبکر و عمر) رضی اللہ عنہما سے افضل بتاتے ہیں۔ آپ یہ سن کر منبر پر جلوہ فرمایا ہوئے۔ حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو ایسا کہنے والے کو یقیناً سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہنے سنوں گا وہ مغفرتی ہے۔ اس پر مغفرتی کی حد یعنی اسی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا: بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔

علقمہ کہتے ہیں کہ مجلس میں سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انھوں نے فرمایا بخدا

اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے (رضی اللہ عنہم اجمعین) ۱۷

دیکھا آپ نے دنیا ئے رافضیت جن کے سلسلے میں غلو کا شکار ہو کر صحابہ کبار اور عاشق رسول کی عظمت کے خنقہ پر خنجر زنی کرنا اپنا شعار بنا چکی ہے۔ خود وہ جلالت و عظمت و سیادت و صداقت کے پیکر

۱۷ الصواعق المحرقة ص ۱۷

ایسے لوگوں پر کوڑوں کی سزا جاری فرما رہے ہیں۔
 جن کی خاطر سب کچھ چھوڑا عالم سے پیکار کیا
 وہ آشوب شہر کا باعث میری ذات بتاتے ہیں

خود انھوں نے فرمایا

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے قلب مبارک میں خلفائے ثلاثہ اور دیگر
 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کتنی عظمت تھی اور ان کے بارے میں وہ جن نظریات کے حامل تھے
 وہ بعد کے شیعہ خرافات سے کتنا بعدا لستہ ہیں۔ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں —
 ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایسی شان دیکھی ہے کہ تم میں
 سے کسی کو ان کا مشابہ نہیں پاتا، وہ صبح کو اس حال میں نظر آتے تھے کہ بال بکھرے، غبار
 آلود ہیں۔ رات انھوں نے سجدے اور قیام میں گزاری ہے۔ کبھی وہ اپنی پیشانیوں پر
 جھکے ہوتے تو کبھی رخساروں پر، یاد قیامت سے ایسے بے چین نظر آتے تھے کہ گویا
 انگاروں پر کھڑے ہوں۔ ان کی پیشانی ایسی لگتی جیسے کثرت سجدے سخت اور خشک
 ہو گئی ہو۔ بکری کی ٹانگے کے مثل۔ اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھیں یوں اشکبار ہو جاتی
 کہ گریبان اور دامن تر ہو جاتے۔ سزا کے خون اور ثواب کی امید میں اس طرح لرزاں
 رہتے جیسے تیز آندھی میں درخت!“

متن خطبہ یہ ہے لقد رأیت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمارى
 احدا يشبههم منكم، لقد كانوا يصحون شعنا غبرا وقد باتوا سجدا وقیاما،
 يراوون بين جباههم وخذدہم ويقفون علی مثل الحجر من ذکر معادہم کان بین
 اعینہم ركب المعزی من طول سجودہم اذا ذکر اللہ املت اعینہم حتی قبل جیوہم
 ومادوا لکایمید الشجر يوم الريح العاصف خوفا من العقاب ورجاء للثواب لہ

حضرات شیعہ کے نزدیک چار صحابہ حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت مقداد بن الاسود
 حضرت عمار بن الیاس رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام صحابہ کرام (معاذ اللہ) حضور کے بعد مرتد ہو گئے۔ اور

لہ فیج البلاغۃ، تحقیق الدكتور صبحی الصالح، طبع دار الکتاب اللبنانی بیروت ۱۳۲۲ھ

حال یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اپنے دورِ خلافت کے خطبہ میں اپنے سے پہلے صحابہ کرام کی توصیف اس انداز سے فرما رہے ہیں۔ بہ نگاہ انصاف دیکھئے کہ یہ کن صحابہ کرام کی تعریف ہو رہی ہے؟ صاف پتہ چل جائے گا کہ سیدنا باب مدینۃ العلم کے مددِ وحی صحابہ ہیں جو حضرات شیعہ کے نزدیک قابلِ لعنت و ملامت ہیں۔

اے چشمِ شعلہ بارِ ذرا دیکھ تو یہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

یہ کون کہہ رہا ہے؟ خلفائے راشدین کے مبارک عہد کی خیرات ہے کہ اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں متعارف ہوا۔ وہ مقدس حضرات خود کو ذاتِ رسول میں فنا کر چکے تھے، اسی لیے اصولِ اسلام میں خلفاء راشدین کا طریقہ سنتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد، اسلام کا اہم بنیاد اور ماخذ ہے۔ اور دنیا کے کسی ذی فہم انسان نے اس سے انکار نہیں کیا ہے۔ انگلش زبان میں اسلامی اسکالرز کی حیثیت سے جسٹس امیر علی کا نام کون نہیں جانتا۔ یہ خود شیعہ خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود جب اسلام کی تاریخ لکھنے بیٹھے تو انھیں خلفاء ثلاثہ کی بے داغ شخصیات اور کارناموں کو خراجِ تحسین پیش کرنا پڑا۔ ان کی انصاف پسندی، سادگی، اور محنت و مشقت، اور حسنِ کردار و عمل کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ لکھتے ہیں

”جس منصبِ نبی سے خلفاء راشدین نے خود کو عوام کی بھلائی کے کاموں کے واسطے وقف کر رکھا تھا اور جس قدر سادگی سے وہ زندگی گزارتے تھے وہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ کی پوری پوری تقلید تھی، انھوں نے خدم و حشم اور ظاہری شانِ شوکت کے بغیر محض اپنے حسنِ کردار اور علومِ سیرت کی مدد سے لوگوں کے قلوب پر حکومت فرمائی“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستندِ خلافت پر بٹھاتے والوں میں تمام مسلمانوں کے ساتھ اہل بیتِ رسول بھی شامل تھے، اس کا اعتراف کرتے ہوئے رقبہ طراز ہیں

لہ ترجمہ SPIRIT OF ISLAM ذریعہ اس نام

”ابوبکر اپنی دانش مندی، واعتدال پسندی کے باعث خاص امتیاز کے مالک تھے، ان کے انتخاب کو حضرت علی اور خاندان نبوت نے اپنی روایتی دیادلی، اخلاص، اسلام سے شیفتگی، اور دلی وابستگی کی وجہ سے تسلیم کیا“ ۱۷

جسٹس امیر علی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لازوال کارناموں کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جن کے چند جھروکے آپ نے ملاحظہ کیے۔ یوں ہی حضرت سیدنا فاروق اعظم (حق و باطل میں فرق کرنے والے فرزند اسلام) رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ ناز میں گلہائے تحسین لٹاتے ہوئے لکھتے ہیں

”حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مختصر دور خلافت ریگستانی قبیلوں میں امن امان قائم کرنے میں ہی صرف ہو گیا۔ انھیں صوبوں کی باقاعدہ تنظیم کی مہلت نہ ملی، لیکن حضرت عمر جو صحیح معنوں میں ایک عظیم انسان تھے مسندِ خلافت پر بیٹھے، تو اس وقت محکوم قوموں کی فلاح و بہبود کے بارے میں اتھک کوششوں کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو ابتدائی مسلم حکومت کا طرہ امتیاز ہے“ ۱۸

اسلام کا وہ جیالاد لا اور اخلاق و کردار کی پختگی، انصاف و دیانت کی عظمت کا کتنا عظیم پیکر تھا اور حضرت عمر فاروق کا دور اسلام کا زریں دور تھا۔ اس اظہر من الشمس حقیقت کو شیعوں میں سے ایک غیر متعصب صاحبِ علم کے ذریعہ ملاحظہ کیجیے

”حضرت عمر کی جانشینی، اسلام کے لیے بڑی قدر قیمت کی حامل تھی، وہ اخلاقی طور پر ایک مضبوط طبیعت و سیرت کے آدمی، انصاف کے بارے میں نہایت با اصول اور حساس، بڑی قوتِ عمل اور پختہ کردار کے انسان تھے“ ۱۹

اسی کتاب میں آگے چل کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد عالم اسلام کے عظیم خسارے کا ذکر کرتے ہوئے نہایت فرائخ دلی سے ان کے محاسن کو سراہتے ہیں

۱۷ SHORT HISTORY OF THE SARACENS P.27

۱۸ روح اسلام ص ۳۳

۱۹ A SHORT HISTORY OF SARACENS P.27

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اسلام کے لیے ایک بڑا سانحہ اور خسارہ تھا، آپ سخت لیکن منصف، دُور بین، اپنی قوم کی فطرت و مزاج کا وسیع تجربہ رکھنے والے، ایک ایسی قوم کی رہنمائی کے لیے بہت موزوں تھے، جو بے آئینی کی دلدادہ - اپنے منبسط ہاتھ میں تازیانہ رکھتے ہوئے خانہ بدوش قبائل اور ان نیم وحشی لوگوں کے فطری رجحانات کو انھوں نے قابو میں رکھا اور ان کو اس وقت اخلاقی گراؤٹ سے بچایا، جب ترقی یافتہ شہروں کے عیش و عشرت اور وسائلِ راحت، اور مفتوحہ ملکوں کی دولت سے اُن کا سابقہ پڑ رہا تھا.....

..... وہ اپنی رعیت کے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کی دسترس میں تھے، رات میں لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لیے بغیر کسی محافظ یا مصاحب کے گشت کرتے۔ یہ اُس شخص کی حالت تھی جو اپنے وقت کا سب سے طاقتور حکمراں تھا۔

صحابہ کرام غیروں کی نظر میں | الفضل ما شہدت بہ الاعداء کے مطابق اس وقت ایک مشہور مستشرق کی تحریر بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

”رسول اللہ (سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد سے سلطنت اسلام میں سب سے بڑے شخص عمر تھے کیونکہ انہی کی فراست و استقلال کا نتیجہ تھا کہ محض دس سال کے عرصے میں شام، مصر، فارس کے غلاتے جن پر اس وقت تک اسلام کا قبضہ رہا ہے - تسخیر ہو گئے..... مگر ایسی عظیم الشان سلطنت کے فرماں روا ہونے کے باوجود آپ کو کبھی اپنے فیصلے، دانائی اور متانت کی میزان میں پاسبانگ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ آپ نے سردارِ عرب کے سادہ اور معمولی لقب سے کسی زیادہ عظیم الشان لقب کے ساتھ، اپنے کو لقب نہیں کیا۔ در دراز صوبوں سے لوگ آتے، اور صحن مسجد نبوی کے چاروں

طرف نظر دوڑا کر پوچھتے کہ خلیفہ کہاں ہیں حالانکہ خلیفہ سادہ لباس میں ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ۱۷

مستشرق فاضل کائناتی صحابہ کرام کے بارے میں پُر زور الفاظ کے ساتھ اظہار حقیقت کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے

”در حقیقت ان لوگوں (صحابہ رسول) میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا، اور بعد میں ان لوگوں نے جنگ کے مواقع پر مشکل ترین گھڑیوں میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول و افکار کی تخم ریزی زرخیز زمین میں کی گئی ہے جس سے بہترین مسلمانوں کے انسان وجود میں آئے۔ یہ لوگ مقدس صحیفے کے امین اور اس کے حافظ تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لفظ یا حکم انھیں پہنچا تھا، اس کے زبردست محافظ تھے“ ۱۸

مشہور فرانسیسی اسکالر اپنی کتاب ”تمدن عرب“ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھتا ہے

”غرض یہ کہ اس نئے دین کو بہترے مواقع درپیش تھے۔ اور بے شک وہ اصحاب نبی کی خوش تدبیری کے باعث ان مواقع پر کامیاب ہوا، انھوں نے خلافت کے لیے ایسے ہی لوگوں کو منتخب کیا جن کی اہل غرض و غایت دین محمدی کی اشاعت تھی“

انگریز قلم کار گبن اپنی کتاب ”زوال و سقوطِ روما“ میں خلفائے راشدین کے متعلق لکھتا ہے

”پہلے چار خلفاء کے اطوار صاف اور ضرب المثل تھے، ان کی کوششیں، مساعی و لدہی اور اخلاص پر مبنی تھیں، دولت اور اختیار ہوتے ہوئے انھوں نے اپنی زندگیوں کو اخلاقی فرض کی ادائیگی اور مذہبی امور کی انجام دہی میں صرف کیا“ ۱۹

۱۷ آیات بتینات ص ۲۱/۲۰

۱۸ JOL.N. P. 429 ANNAL IDEL ISLAM

۱۹ تمدن عرب ص ۱۳۳

صحابہ کرام سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت کے نتیجے میں ابھرنے والی اولین قوم تھے۔ صحبت رسالت نے سنگدل انسانوں کو حق کے لیے موم سے زیادہ نرم کر دیا تھا۔ صحابہ رسول کا اپنے ایمان کامل پر قائم رہنا خود رسالت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلیل بھی ہے۔ ان ہی مقدس نفوس کے وسیلے سے اسلام کا پیغام اقصائے عالم میں پھیلا۔ اس تناظر میں غیر مسلمین کے کچھ اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

اخبار رشی بجنور نے اپنی یکم جولائی ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں پنڈت بہاری لال شاستری کا ایک مفصل مضمون سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تذکار میں شائع کیا تھا جس میں ایک جگہ انھوں نے لکھا کہ

”دھرم کا ٹھیک ٹھیک روپ سمجھایا، ایشور و شو اس، آپس میں پریم، سب کے ساتھ بھلائی، آپ کی تعلیم تھی۔ حضرت محمد صاحب نے اپنے ملک کی دھار تک حالت ہی دست نہیں کی، بلکہ اویخ پینچ کا پاکھنڈ دور کر کے سب کو ایک کر دیا اور بکھری ہوئی لڑاکو عرب قوموں کو ایک مسلک کر کے، ان میں ایسا جوش بھرا کہ خانہ بدوش بڑائیوں کے بھٹ ڈار عرب لوگوں نے ملک میں ایسی زبردست حکومت قائم کی، جس کا عرب پاس پڑ دس کے تمام بادشاہوں پر جم گیا۔

سو سال کے اندر اندر عرب لوگوں کی حکومت، کابل، مصر، افریقہ، اور سندھ تک قائم ہو گئی۔ جاہل سمجھے جانے والے عربوں نے محمد صاحب کی بدولت، وہ قابلیت حاصل کی کہ یورپ میں تہذیب اور کئی اصلاحوں کے پھیلانے کا انھیں فخر حاصل ہے“۔

بھئی کی ہندو قلم کار کملا دیوی یوں خراج محبت پیش کرتی ہیں

اے عرب کے مہاپیش! آپ وہ ہیں جن کی شکشا سے مورتی پوجا مٹ گئی، اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ نے دھرم سیوکوں میں وہ بات پیدا کر دی کہ ایک ہی سنے کے اندر وہ جرنیل، کمانڈر، اور چیف جسٹس بھی تھے، اور آتمکے

سدھار کا کام بھی کرتے تھے۔

کرشن سنگھ جو سکھ مکتب فکر کے رہنما ہیں ان کا قول ہے

”اس بعثت کے بعد صفحہ ارض پر ایک جدید تہذیب اور ترقی کا ظہور ہوا۔ پھر زیادہ عجیب و غریب امر یہ ہے کہ اس تہذیب کے بانی وہی لوگ تھے، جو کچھ دنوں پہلے بالکل وحشی تھے، اور تہذیب کی ہوا ان کو چھوٹھی نہیں لگی تھی۔ وہ لوگ دن رات شرابیں پیتے تھے اور آپس میں کشت و خون کے سوا، ان کا کوئی کام نہ تھا۔ معمولی بات پر بھی قبیلے کے قبیلے کٹ مارتے تھے۔ بڑکی کی ولادت اس قدر زنگ خیال کی جاتی تھی کہ پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیا جاتا تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی کوئی حد نہ تھی جہالت کی انتہا یہ تھی کہ داد اور داد کا بدلہ پوتے پر پوتے لیتے تھے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی معمولی تعلیم کا اثر نہ تھا بلکہ حضرت محمد صاحب کو خداوند عالم کی طرف سے خدائی مدد اور ہدایتیں تھیں کہ باوجود ان کے غیر تعلیم یافتہ ہونے، اور اس سوسائٹی میں نشوونما پانے کے، ایسی کاپلٹ کردکھائی کہ جس سے ہم یہ مان لینے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد صاحب ضرور بندگان خدا کی ہدایت کے لیے خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔

ایک دوسرے سکھ رہنما امر سنگھ نے اپنے اخبار شمشیر میں لکھا ہے کہ

”کارلائل نے حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-
”آپ نے خاکِ عرب کے ذرے ذرے کو ڈائنامیٹ بنا دیا“

بلاشبہ اس سے دنیا بھر کی سلطنتوں، بادشاہتوں اور حکومتوں کی بنیادیں ہل گئیں، اور تمدن و تہذیب اور اخلاق کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ حضرت محمد نے تمام دنیا سے پس افتادہ عربوں میں کیا روح پھونکی جس سے وہ اس قدر طاقتور بن گئے۔ یہ روح

۱۔ بحوالہ الامان دہلی، ۱۷ جولائی ۱۹۳۲ء

۲۔ بحوالہ غازیان ہند ص ۱۱

”واہگر و اکال پر کھسب شکستی مان“ کی ہستی و توحید میں ایمان و اعتقاد تھا“ لے

پنڈت شیونرائن سے نقل ہے انھوں نے کہا

وحشی جنگ جو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پر رونے، اور انھیں ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لیے ایک مہا پرش (عظیم انسان) کا ظہور ہوا۔ اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی۔ لے غیر متہن عرب کو صحبت رسالت کی برکت نے تاریخ انسانی کا کتنا قیمتی جز بنا دیا۔ اس کا اعتراف کرتے ہوئے لاہور کے مشہور ہندو ایڈوکیٹ پنڈت لالہ رام چند لکھتے ہیں:

پیغمبر اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مشن کے رائج کرنے میں جو کامیابی ہوئی، وہ پچھلے حیرت انگیز ہے۔ ناشائستہ، خونخوار، کینہ پرور، جنگ جو عربوں کے قبیلوں کو جو بُت پرستی اور توہم میں غرق تھے، آپسی جھگڑوں اور جو بازی میں محو تھے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کے پاک اثر نے آنا فانا خدا پرست بنا دیا۔ تمام قبیلے ایک سڑار کے جھنڈے کے نیچے آ گئے۔ اور ایک متحدہ قوم بن گئے۔ ۳۰

مسز اینی بسنت نے اپنے ایک لکچر میں کہا کہ:

”جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو، جس کا میں نے تذکرہ کیا۔ جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہو، جس کے ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ کھینچا۔ اور جس نے ان کو مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو، ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو“ لے

ان ہندی نثر ادبی غیر مسلمین کی چند آراؤں کے بعد قارئین کرام۔ اعجاز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ظہر میں آنے والی مقدس نسل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلے میں، جن کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر لحاظ سے کایا پلٹ دی تھی۔ اور جو رسالت محمدی کے اولین مخاطب اور اور قرآنی تعلیم کے صفت اول کے متعلمین تھے، ان کے بابت میں مستشرقین کے اور بیانات و اعتراضات

لے نقیہ رسول نمبر ۳ ص ۲۸۴، ص ۲۸۵

لے حوالہ مذکورہ

لے حوالہ بالا ص ۲۹۵

لے مدینہ بکسز جولائی ۱۹۳۳ء

ملاحظہ کریں۔ یقیناً ایک بت پرست، خانہ بدوش، جھگڑالو، اور وحشی قوم کو ساری دنیا کے لیے معلم انسانیت بنا دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ جہلتوں کو بدل دینا نبوت و رسالت کے معجزات میں سے ہے۔ اور اس معجزے کا ظہور اس طبقے پر ہوا تھا جسے ”صحابہ رسول“ کہا جاتا ہے۔

مسٹر گارس کا اعتراف ملاحظہ کیجیے

”عرب بت پرست تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو خدا پرست بنا دیا۔ وہ لڑتے اور جھگڑتے اور جنگ و جدال کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ایک اعلیٰ سیاحی نظام کے ماتحت متفق کر دیا۔ وحشت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ انسانیت شرماتی تھی، مگر آپ نے ان کو اخلاق حسنہ اور بہترین تہذیب و تمدن کے وہ درس دیئے جس نے نہ صرف ان کو بلکہ تمام عالم کو انسان بنا دیا“ ۱

فریسیکو ریورولڈ بھی اسی مفہوم کو دہراتے ہیں

عرب جو بالکل مردہ ہو چکے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سرے سے تازہ روح پھونک کر ان کو اشرف ترین قوم بنا دیا جس سے وہ بلند سے بلند مراتب پر جاگزیں ہو گئے۔ ایسے بلند کارنامے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوئے جس کا دنیا کو اعتراف کرنا پڑا، ۲

مشہور یورپین مورخ مسٹر ڈیلز نے لکھا ہے

”آپ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصے میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر، آفتاب بنا کر چمکا دیا۔ کیا اب بھی کوئی آپ کے معجزات کا انکار کر سکتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے عطا کردہ نہیں تھے؟“ ۳

فرانس کا قلم کار سمیر لکھتا ہے

۱۔ نقوش رسول نمبر ۴ ص ۴۹۳

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ نقوش رسول نمبر ۴ ص ۴۹۲

جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت اور سچائی کا انکار کیا حقیقتاً وہ جاہل اور آپ کی ذات اور سیرت پاک سے نا آشنا ہے جب کہ لوگ ضلالت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں سے گزر رہے تھے، خالق اور مخلوق کے تعلقات کو بالکل بھٹلا بیٹھے تھے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا، فطری و طبعی قوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے لغو عقیدے کے وحدانیت کے پاک عقیدے کا اعلان فرمایا۔ یہی چیز اسلام کی اصل اصول ہے اور آپ کی کامیابی کی کنجی ہے۔

مسٹر لیڈ پول نے کہا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام منتشر و پراگندہ قبائل کو اتفاق و اتحاد کے رشتے میں منسلک کر دیا۔ ان کا اصول دین اور مقصد ایک تھا۔ انھوں نے اپنی حکومت اور سلطنت کے بازو تمام اقطارِ عالم میں پھیلا دیئے۔ اور اپنی تہذیب و تمدن کے جھنڈے کو اس وقت بلند کیا، جب کہ یورپ جہالت کے عمیق غاروں میں غلطاں و پیچاں تھا، لے

امر کی مصنف لائل ٹامس کا بیان ہے

کو لمبس نے جب نئی زمین دریافت کی اس سے ہزار سال قبل مکے میں ایک بچے کا ظہور ہوا، جس کو اللہ تعالیٰ نے تاریخِ عالم میں انقلاب برپا کرنے کے لیے چن لیا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل شخص ہیں جنھوں نے جزیرہ عرب کے تمام قبائل کو ایک کر دیا۔ آپ ایسے مناسب وقت میں تشریف لائے جب کہ عرب کو اجنبیوں کے ہاتھوں سے خلاصی کی سخت ضرورت تھی لے

مسٹر گاڈفری میگیس لکھتے ہیں

باد جو دیکھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی ابتدائی زندگی میں

۱۔ نقوشِ رسول نمبر ۴ ص ۴۹۲

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً ص ۴۹۱

کچھ مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے امور بالکل مختلف ہیں۔ عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لانے والے بارہ حواری مٹا خواندہ مٹے سمجھ اور کم حیثیت لوگ تھے۔ اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے والے سوائے غلام زید اور حبشی بلال کے سب کے سب معزز طبقے کے لوگ تھے۔ اور بعض ان کے خاندان کے بزرگ بھی تھے، جنہوں نے بحیثیت خلیفہ اور سپہ سالار اسلام کی وسیع سلطنت کا نظم و نسق بہترین طریقے سے انجام دیا۔ ۱۷

ریمینڈ لیر وگ کا قول سنئے

نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔ انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا۔ اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو راجح نہیں ہونا تھا۔ ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی ۱۸

فرانس کے عظیم جرنیل، نیپولین بونا پارٹ کے بارے میں روایت ہے کہ ایک بار اس نے کہا ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دراصل سرورِ اعظم تھے۔ آپ نے اہل عرب کو درہل اتحاد دیا۔ ان کے آپس کے مناقشات ختم کیے۔ تھوڑی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ پندرہ سال کے قلیل عرصے میں، لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی۔ ۱۹

مشہور مصنف ہرگو بنجے اپنی کتاب ”دی مسلم ورلڈ آف ٹوڈے“ (THE MUSLIM- WORLD OF TODAY) میں رقم طراز ہیں

۱۷ نقوش رسول نمبر ۳ ص ۴۸

۱۸ ایضاً ص ۴۸۳

۱۹ ایضاً ص ۴۸۸

”پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس جمعیت الاقوام کی بنیاد ڈالی، اس نے قوموں کے اتحاد اور انسانوں کی اخوت کو ایسی وسیع بنیادوں پر قائم کر دیا، جس سے دوسری اقوام کو شرمندہ ہونا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ جمعیت الاقوام کے تخیل کی طرف جس طریق سے مسلمان اقوام نے پیش قدمی کی ہے اس سے بہتر مثال اقوام پیش نہیں کر سکتیں۔“

آؤٹ لائن آف مہٹری کے مصنف پروفیسر ایچ جی۔ ویلز اظہار خیال کرتے ہیں ”پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور با عظمت صفات موجود ہیں۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفاکی کا خاتمہ کیا گیا۔“

کتاب ”لائف آف محمد“ کے مصنف مسٹر امبڈور منگم کے خیالات ملاحظہ کریں ”آپ فطرتاً ہی اور سچے تھے۔ آپ کو حق کے علاوہ کچھ پسند نہ تھا۔ نہ تو حریف تھے نہ منکر، نہ متعصب نہ ہوائے نفس کے پیرو۔ بلکہ نہایت بردبار، نرم دل، اور بہت ہی بڑے کیرکٹر کے مالک تھے۔ عرب جو بدظمی اور پراگندگی کے عادی تھے، ان سب کو ایک دائرے میں لا کر ایک سلسلے میں منضبط کر دیا۔“

”لائف آف دی ہولی پرافٹ“ کے مصنف ڈاکٹر کا بیان زیب نظر فرمائیں۔ وہ کس طرح انقلاب اعظم برپا کرنے والے وحشیوں کو گلہ بانی، فقیروں کو دارائی، غلاموں کو آقا بنائے، سیدنا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور اپنی نذر گزارتے ہیں لکھتے ہیں

۱۔ نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۸۹

۲۔ ایضاً ص ۲۹

۳۔ ایضاً ص ۲۹

”اے شہرِ مکہ کے رہنے والے، بزرگوں کی نسل سے پیدا ہونے والے، اے آباد و اجداد کے مجد و شرف کو زندہ کرنے والے، اے سارے جہان کو غلامی کی ذلت سے نجات دلانے والے، دنیا آپ پر فخر کر رہی ہے۔ اور خدائی اس نعمت پر شکر ادا کر رہی ہے۔ اے ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے۔ اے وہ کہ جس نے عالم کے لیے اسلام کی نعمت بخشی۔ تمام لوگوں کے قلوب کو متحد کر دیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا۔

رسولِ گرامی و قار کے صحابہ نے اپنے آقا کی غلامی کا سچا ثبوت ان کی حیاتِ ظاہری میں بھی قدم قدم پر دیا۔ غزوات و سریات اور امن کے ماحول میں گروہِ صحابہ تیر رسالت کے گرد پروانہ دارِ نثار ہوتے تھے۔ جہاد میں سر دھڑکی بازی لگا کر اسلام کی سر بلندی کا سامان کرتے تھے۔ اہلِ عالم کی نظر میں وہ کسی سلطنتِ حکومت، اور ریاست کی زمام سنبھالے ہوئے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر حال میں صرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثاری، فداکاری اور اپنی حیات و متاعِ حیات کو قربان کر دینا ہی اپنا مقصد بنا چکے تھے۔ اس قرآن اور صاحبِ قرآن والی نسل نے اپنے سرچشمہ حقیقی سے استفادہ کر کے دنیا کو جو کچھ بخشا، اور ان مقدس صحابہ کرام کے قدمِ مہمنتِ لزوم کی برکت دنیا میں جس طرح ابرِ رحمت بن کر برسی اس کا اعتراف چند غیر مسلمین سے سنیے

ڈاکٹر و کٹر عثمٰنِی ڈبوس کہتا ہے

”اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے سکندریہ عظمیٰ کی اور رومیوں کی سلطنتوں سے بھی بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لیں۔ فتوحات کا جو کام رومیوں سے سیکڑوں برس میں ہوا تھا، عربوں نے اسے دسویں حصہ وقت میں انجام پر پہنچا دیا۔ اسی قرآن کی مدد سے شامی اقوام میں، صرف عرب ہی شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ جہاں اہلِ قینیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے تھے۔ ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی، جبکہ چاروں

طرف تاریکی چھانی ہوئی تھی، ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا۔ اور مشرق و مغرب کو فلسفہ، طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی۔ اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انھوں نے حصہ لیا، لے

صحابہ رسول نے اپنے آقا کے مشن کو جان و دل سے قیمتی سمجھ کر اکنافِ عالم تک کس طرح پہنچایا۔ اور حیوانیت نشان دنیا کو تہذیبِ قرآنی اور اسوہِ محمدی کے سانچے میں کس طرح ڈھالا؟ اسے ڈاکٹر ریزن ٹیلر سے سماعت فرمائیے۔

”افریقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا، وہاں سے زنا، قمار بازی، دختر کشی، عہد شکنی، قتل و غارتگری، توہم پرستی، شراب خوری وغیرہ ہمیشہ کے لیے جاتی رہی۔ مگر اسی ملک کے دوسرے حصے پر کسی غیر اسلام مذہب نے قدم جمایا تو ان لوگوں کو مذکورہ بالا ردائل میں اور زیادہ راسخ کر دیا، لے

انگلینڈ کے مشہور مورخ، ایچ بی جی، ویلز، جن کا ایک بیان ہم سطورِ ماضی میں ذکر کر آئے ہیں، وہ ایک دوسرے مقام پر تعلیماتِ رسول سے استفادہ کرنے والی جماعت صحابہ اور ان کے بعد کی نسلوں کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں

عربوں کا ذہن و دماغ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مٹی ہو رہا تھا، وہ شاعری اور مذہبی مباحث میں مبتلا تھے، مگر پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی ان کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے ان میں وہ دلولہ پیدا کر دیا، کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندر ان کے ذہن و دماغ میں وہ روشنی اور چمک پیدا ہو گئی کہ یونانیوں کے بہترین دور کے لگ بھگ پہنچ گئی، یعنی انھوں نے ایک نئے زاویے اور قوتِ تازہ کے ساتھ، علم کے اس ذخیرے کو باقاعدہ نشوونما دینی شروع کی جس کا کام یونانیوں نے شروع کیا تھا اور شروع کر کے چھوڑ دیا تھا۔ ان عربوں ہی نے انسانوں کے اندر سائنس کی تحقیقات کی

لے پیشوا، جنوری ۱۹۳۳ء

لے سینٹ جیمس گزٹ لندن۔ ۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء

کی تحریک کو از سر نو زندہ کیا۔ موجودہ دنیا کو علم و اقتدار کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں، وہ عربوں کے ذریعے ملی ہیں، جو تاریخ کے تمام اضنی لطیف اور کٹھوس فلسفے کی جڑ بنیاد ہے، اور یہی مضمون تھا جس میں اولین عرب مصنفین نے امتیاز حاصل کیا۔ اسلام میں فلسفیانہ علوم کا عظیم الشان انبار لگ گیا تھا۔ ان کے علاوہ کوفہ، بغداد، قاہرہ، قرطبہ میں عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم تھیں۔ ان یونیورسٹیوں نے چار دانگ عالم میں اجالا کر دیا، اسلامی فلسفے کا رنگ و روغن جامعہ قرطبہ ہی کے ذریعے سے پیرس اور آکسفورڈ اور شمالی اطالیہ کی یونیورسٹیوں پر چڑھا۔

بارھویں صدی تک علم الحساب میں صفر کا پتہ تک نہ تھا۔ مگر اس زمانے میں ایک عرب ماہر علم ریاضیات محمد ابن موسیٰ نے صفر ایجاد کیا۔ اسی نے سب سے پہلے اعشاری استعمال کیا۔ اور مفرد اعداد کی قیمت کا تعین ان کی حیثیت کے مطابق کیا۔ الجبر انہی کی پیدا کی ہوئی چیز ہے۔ ستاروں کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچایا۔ علم نجوم کے متعلق بہت سے آلات بنائے جو آج تک استعمال ہوتے ہیں۔ فن ادویہ میں وہ یونانیوں سے بہت بڑھ گئے تھے، انھوں نے جو کتاب الادویہ مرتب کی تھی وہ آج تک جوں کی توں موجود ہے، ان کے علاج کے بہت سے طریقے ایسے تھے جن پر آج تک عمل درآمد ہے۔ ان کے جراح بے حس کرنے والی دواؤں کا استعمال جانتے تھے۔ اور دنیا میں مشکل سے جو جراحی عمل ہوتے ہیں ان میں ان کے آپریشن بھی شامل ہیں اسی طرح کیمیا میں انھوں نے نہایت عمدہ ابتداء کی اور بہت سے نئے اوزار اور نئے مرکبات مثل الکحل وغیرہ دریافت کیے۔ فن تعمیر میں بھی وہ دنیا سے بازی لے گئے۔ وہ ہر قسم کی وصات سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح پارچہ بانی میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکا۔ وہ رنگ آمیزی کے گروں سے بھی واقف تھے۔ اور کاغذ کی صنعت بھی انہی کی رہین منت ہے۔ لے

ڈاکٹر فلیپ ہٹی مختصر تاریخ عرب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے متعلق لکھتا ہے
 ”ابو بکر مرتدین کو مغلوب کرنے والے اور جزیرہ عرب کو پرچم اسلام کے نیچے متحد کرنے
 والے، ایک نہایت سیدھی سادی زندگی بسر کرنے والے انسان تھے۔ ان کی زندگی
 سنجیدگی اور متانت سے ملو تھی۔ وہ اپنی خلافت کے چھ مہینے میں روزانہ اپنی قیام گاہ
 ”سبخ“ سے جہاں وہ اپنے مختصر خاندان کے ساتھ ایک معمولی مکان میں رہائش پذیر
 تھے، صبح اپنے دارالحکومت مدینے کی طرف آتے تھے“ لے

اسلامی تاریخ کے انجم تاباں | یہ بیانات اور تبصرے خلفاء راشدین کی زندگیوں پر انہوں کے
 نہیں غیروں کے ہیں۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان نفوس قدسیہ
 کے عکوس و ظلال ہی ہیں جو عالم اسلام کے ذرے ذرے کو روش خورشید بنا رہے ہیں۔ دنیا میں اسلام
 کی روشنی پھیلانے والے وہی ہیں۔ حیات اور سرمایہ حیات لٹا کر رسول اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کی رفاقت اور مساجبت کا حق انہی پاکیزہ ہستیوں نے ادا کیا۔ حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں
 کہ انھوں نے تنہا دھن کے ساتھ ساتھ خاندان، کنبہ، عزت و ناموس، حتیٰ کہ ایک ایک سانس کو
 فنائے رسول کر دیا ہے

جیسے جن کے لیے جاں اُن پہ مے دی

یہی بس داستانِ زندگی ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ شیرینی پکانے کی فرمائش کرتی ہیں۔ آپ خرچ دینے سے معذوری
 ظاہر کرتے ہیں، آپ روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑا تھوڑا پس انداز کر کے شیرینی بنالیتی ہیں۔
 سیدنا صدیق اکبر اس کے بعد بیت المال سے ملنے والے آذوقہ میں سے اتنا کم کر دیتے ہیں اور
 فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ جو پیسے شیرینی کے لیے بچائے گئے وہ لازمی خرچ سے زائد تھے لہذا اب بیت
 المال سے خرچ کے لیے اتنا کم کر کے ملے گا۔ لے

A SHORT HISTORY OF THE ARABS لے

لے کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۲۲۳

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں، وہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور وہ لگن جس میں ہم کھانا کھاتے تھے، اور وہ چادر جو ہم استعمال کرتے تھے، جب میرا انتقال ہو جائے تو عمر کے پاس پہنچا دیتا۔ انتقال کے بعد سیدنا عمر فاروق کے پاس وہ چیزیں پہنچیں، تو انھوں نے فرمایا۔ ابوبکر تم پر خدا کی رحمت ہو تم نے اپنے بعد والے پر بڑا اوجھ ڈال دیا ہے

یہ بھی روایت ہے کہ دم آخر فرمایا میں نے بیت المال سے دوران خلافت آٹھ ہزار درہم اپنے اوپر خرچ کیا ہے۔ میرے مال میں سے آٹھ ہزار بیت المال میں رکھ دیا جائے۔ میں دو چادروں میں انتقال کر رہا ہوں انھیں کو دھو کر میرا کفن دیا جائے۔ نئے کپڑوں کی مردوں کے یہ لحاظ زندوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ۱

یہ سیدنا فاروق اعظم ہیں۔ چھٹی صدی مسیحی میں شام کا سفر کر رہے ہیں جسم پر وہی پیوند لگا کرتا اور لنگی ہے۔ ستو کی گھٹری توشہ ہے۔ اہل عجم لوزہ بر اندام ہیں جس طرف امیر المؤمنین کی آمد کا شور ہوتا ہے زمین دہل جاتی ہے۔ مقام جابیہ میں پہنچتے ہیں۔ آپ کے گھوڑے کے سم گھس گئے ہیں۔ امیر شکر اسلامی نے ترکی نسل کا گھوڑا پیش کیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے تو اچھل کود کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ کم نصیب ایہ غرور کی چال تجھ میں کہاں سے آئی؟ یہ کہہ کر اتر پڑے۔ بیت المقدس قریب آیا تو حضرت امین الامہ ابوعبیدہ بن الجراح اور سرداران لشکر اسلام نے لباس فاخرہ اور عمدہ گھوڑا پیش کیا، کہ اہل عجم اس طرح مسلمانوں کے امیر کو دیکھیں گے تو کیا خیال کریں گے۔ آپ نے سب کو رد کر دیا اور فرمایا

”خدا نے ہمیں جو عزت بخشی ہے وہ اسلام کی عزت ہے۔ اور ہمارے لیے یہی کافی ہے“

دوسرے سفر شام میں ایلہ پہنچے تو اونٹ پر غلام سوار ہے اور آپ اونٹ کی مہار تھامے چل رہے ہیں۔ اونٹنی موٹا کرتا زیب تن ہے جو اونٹ کے بجاوے کی رگڑ سے پھٹ گیا ہے، مرست کے لیے وہاں

۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۷

۲۔ طبقات ج ۳ ص ۱۳۱

..... کے پادری کو دیا۔ پادری نے آپ کے کرتے کی اپنے ہاتھ سے مرمت کی اور ایک نیا کرتا اسی کے ساتھ آپ کو پیش کیا۔ آپ نے اپنا کرتا پہن لیا اور فرمایا اس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔

آل نبی اور سید عمر | رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ان کے جان و مال سب قربان تھے ہی، آل رسول کو اپنے جگر گوشوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ ایک روز حضرت حسن مجتبیٰ

سے فرمایا۔ شہزادے! آپ کبھی ہمارے پاس بھی آیا کریں۔ کچھ دیر بیٹھا کریں۔ چنانچہ حضرت حسن ایک روز حاضر ہوئے تو دیکھا حضرت عمر کے صاحبزادے آپ کے انتظار میں ہیں۔ یہ دیکھ کر واپس آ گئے۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ ٹوکا شہزادے آپ آئے نہیں؟ حضرت حسن نے کہا آیا تو تھا مگر آپ کچھ مشغول تھے اور آپ کے بیٹے خود باہر منتظر تھے یہ دیکھ کر واپس ہو گیا۔ فرمایا عبداللہ کو آنے کی اجازت ہو یا نہ ہو آپ کو بھلا اجازت کی کیا ضرورت؟

ہمارے دل میں دولتِ ایمان فضلِ خدا سے آپ ہی کے گھرانے کا فیض ہے۔ یہ کہہ کر پیارے حسن مجتبیٰ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسی طرح چشمِ چراغِ اہل بیت سے تعلق خاطر کا ایک اور واقعہ ابن سعد امام زین العابدین کی روایت سے نقل کرتے ہیں۔

”ایک بار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس میں سے جتھے آئے۔ آپ نے لوگوں میں بانٹ دیئے۔ لوگ پہن پہن کر مسجد شریف میں آتے۔ آپ ریاض الجنہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ آکر آپ کو سلام کرتے۔ اسی دوران حضرات حسنین اپنی والدہ کے مکان سے نکل کر آپ کے قریب آئے۔ ان کے جسموں پر وہ جتنے نہ دیکھ کر حضرت فاروق اعظم اداس ہو گئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ میں ان بچوں کی وجہ سے رنجیدہ ہوں کہ ان کے جسم کے مطابق کوئی حلتہ نہیں تھا۔ پھر یمن کے گورنر کو لکھا کہ دو حلتے حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کے لیے جلد بھیجو۔ دونوں حضرات کے لیے حلتے آئے اور آپ نے انھیں پہنا کر بہت خوشی محسوس کی۔“

۱۰۵ کنز العمال ج ۱، ص ۱۰۵

۱۰۶ کنز العمال ج ۱، ص ۱۰۶

صحابہ کے وظیفے آپ نے مقرر کیے تو سب سے مقدم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب اقرباء کو رکھا۔ بعض صحابہ نے رائے دی کہ نمبر ایک پر خود کو رکھیے مگر آپ نے بنی ہاشم کو پہلے رکھا اور حضرت عباس اور حضرت علی سے شروع فرمایا۔ اپنے قبیلہ بنو عدی کو پانچویں درجے پر رکھا۔ اصحاب بدر کی تنخواہ سب سے زیادہ رکھی اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی تنخواہ بھی اہل بدر کے مثل مقرر فرمائی۔ لے

یہ امام خمینی کا فرمان ہے | ایک طرف آفتاب و ماہتاب کی طرح خلفاء راشدین کی خوشنودہ تابندہ پیر خلوس، آئینہ نبوت میں ڈھلی ہوئی زندگیاں ہیں دوسری

طرف ان پر شیعہ حضرات کی اتہام طرازیوں اور بہتان بازیاں ہیں جس طرح ساری دنیا کے شیعہ خلفاء ثلاثہ کو غاصب، خائن اور معاذ اللہ کیا کہتے ہیں۔ اسی طرح موجودہ دور میں ایرانی انقلاب کے محرک امام خمینی صاحب بھی ان بزرگ اور مقدس شخصیات کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں یہاں موصوف کی کتاب کشف الاسرار کی محض ایک عبارت پیش کرنے پر اکتفا کروں گا خلافت حضرت علی کے سلسلے میں سیدنا صدیق و عمر کو معاذ اللہ مجرم ٹھہرانے کے لیے نہایت طول طویل سوال و جواب کرنے کے بعد نتیجہ لکھتے ہیں کہ ان حضرات کو اپنے حصول مقصد کے لیے کسی بھی غلط کام میں کوئی عار نہیں تھا۔ لیجیے دل تھام کر پڑھیے

از مجموعہ ایس مادہ معلوم شدہ مخالفت	جو مثالیں ہم نے دی ہیں ان سے شیخین
کردن شیخین از قرآن در حضور مسلمانان	(ابوبکر و عمر) کا قرآن کے خلاف کرنا معلوم
یک امر خیلے ہمہ نہ بود مسلمانان نیز	ہوا، مسلمانوں کے روبرو ان لوگوں کو
با داخل در حزب خود آہنا بودہ دور	ایسا کر لینا کوئی اہم بات نہیں تھی مسلمانوں
مقصود بآہنا بودند، و یا اگر ہمراہ نہ بودند	(صحابہ کرام) کا بھی یہ حال تھا کہ یا تو
جرات حرث زدن در آہنا کہ با پیغمبر خدا	انہی کی پارٹی میں شامل اور حکومت و
و دختر او ایں طور سلوک می کردند نہ اند	اقتدار کے حصول میں ان کے ہم متنسہ

دجلہ کلام آنکہ اگر در قرآن ہم ایں امر
 با صراحت لہجہ ذکر می شد باز آنہاں
 دست از مقصود خود بر نمیداشتند
 و ترک ریاست برائے کفہ خدائی کردند
 منتہا چوں ابو بکر ظاہر سازیش بیشتر
 بود بایک حدیث ساختگی کار و اتمام
 می کرد۔ چنانچہ راجعہ آیات ارث
 دیدند راز عمر ہم استبعادے نداشت
 کہ آخر امر بگوید خدا یا جبریل یا پیغمبر در
 فرستادن یا آوردن ایں آیت اشتباه
 کردند مہجور شدند

تھے۔ یا اگر ساتھ نہیں تھے تو اتنا ضرور
 تھا کہ پیغمبر خدا اور ان کی صاحبزادی
 کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کے
 مقابلے میں حق گوئی کی جرأت نہیں
 رکھتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر قرآن
 میں بھی بالفاظ صریح اس معللے (خلافت
 علی) کا ذکر آجاتا پھر بھی وہ اپنے مقصد
 سے دست کش نہ ہوتے۔ اور خدا کے
 حکم دینے پر بھی حکومت کی کرسی ترک
 نہ کرتے۔ ابو بکر جنہوں نے پہلے سے منصوبہ
 گانٹھ رکھا تھا کچھ نہیں تو ایک حدیث
 گھڑ کر معاملہ ختم کر دیتے، جیسا کہ انہوں
 نے (فاطمہ کو) میراث سے محروم کرنے
 کے لیے کر دکھایا۔ اور عمر سے یہ کوئی بعید
 نہیں تھا کہ (امامت و خلافت علی کی)
 آیت کے بارے میں یہ کہہ کر نمٹا دیتے کہ
 یا تو خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں
 یا جبریل یا رسول سے اس کے پہنچانے
 میں بھول ہو گئی۔

آج ساری دنیا میں اسلامی انقلاب کی صدائے بازگشت جس امام وقت، مہدی زمان، روح اللہ
 آیت اللہ کے ذریعہ مشہر کی جا رہی ہے۔ اور حکومت اسلامیہ کا عملی قارئین مولا بنا کر ایران

لے کشف الاسرار مصنفہ امام خمینی ص ۱۱۹/۱۲۰

کو عالم آشکار کرنے کی سعی ہو رہی ہے۔ اس قائد اسلام اور رہبر اسلام کو کم از کم تاریخ امت کے تابندہ اور درخشندہ اوراق پر اس طرح کیچر نہیں اچھالتی جاسیے۔ لیکن حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی حیات و کردار کا دامن صداقت و عدالت کے ستاروں سے جھک دیا رہا ہے۔ اور تاریخ عالم میں اپنے پرانے سب جن کی عظمتوں اور فضیلتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جناب محمدی صاحب خیمہ فرقت کے متعصب ترجمان کی شکل میں خود کو بے نقاب کر رہے ہیں۔

ہم شیخ کی سنتے تھے بزرگوں سے بزرگی
جب سامنے آئے تو عملے کے ہوا، اسح

قرآن اور اس کی محفوظیت | قرآن مجید کلام الہی، خدا نے تعالیٰ کی صفت ہے، اسلام کی صداقت و حقانیت کی سب سے محکم دلیل

اور روئے زمین کی عزیز و شہین ترین متاع، قوم مسلم کے لیے سبب فروغ و نجات، اسے خدا نے تعالیٰ نے نازل فرمایا اور وہی ہر قسم کی کمی بیشی، تبدیلی و تحریف اور ضائع ہونے سے حفاظت کا ضامن ہے۔ قادر و قیوم پروردگار کا عہد ہے

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝
بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

تفسیر کنز الایمان میں ہے

”ہم نگہبان ہیں) کہ تحریف و تبدیلی و زیادتی و کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں، تمام جن و انس اور ساری مخلوق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک جہت کی کمی بیشی کرے، یا تنصیر و تبدیل کر سکے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لیے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے، دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے

ایک یہ کہ قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں بل ہی نہ سکے۔ ایک یہ کہ اس کو معاوضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کے مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو۔ ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کے معدوم کرنے سے عاجز نہیں آتے۔ قرآن مجید کی ہمہ جہتی حفاظت کے الہی انتظام کو اسی مقدس کلام میں ایک اور مقام پر بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ارشادِ رب العالمین ہے

إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ ۝۱۵

بے شک اس قرآن کا محفوظ کرنا اور

پڑھوانا ہمارے ذمے ہے۔

یہ وہی خداوندِ قدوس کی حفاظت والا قرآن مجید ہے جس کے بارے میں قرآن و حدیث اور آثار و

روایات صادقہ میں آتا ہے کہ

- تلاوت قرآن سب سے افضل عبادت ہے ۵۳
- معلم قرآن افضل ترین شخص ہے ۵۴
- تلاوت قرآن کا ہر حرف دس نیکیوں کے برابر ہے ۵۵
- قرآن ہر فتنے سے نجات کا سامان ہے ۵۶
- قرآن کی مشغولیت ذکر و دعا سے افضل ہے ۵۷
- تعلیم قرآن مرغوب ترین مال سے بہتر ہے ۵۸

۱۵ کنز الایمان صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ ۳۷۹

۱۶ القیامۃ — ۱۷

۱۸ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵ ۱۹ البخاری ج ۱ ص ۷۵

۲۰ العام — ۱۶۱ و ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵ ۲۱ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۴

۲۲ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۶ ۲۳ مسلم ج ۱ ص ۲۲۹ ۲۴ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۶۴

- قرآن کی حامل امت کو فرشتے بشارت دیتے ہیں ۱
- قرآن پڑھنے والے کے والدین کو نہایت روشن تاج پہنایا جائے گا ۲
- ماہر قرآن کے رفیق ملائکہ ہوتے ہیں ۳
- اٹک اٹک کر قرآن کی تلاوت کرنے والے کو نہ اٹکنے والے سے دو گنا اجر ملتا ہے ۴
- قرآن بہتوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو نیچا کر دکھاتا ہے ۵
- قرآن والی کھال میں آگ اٹھ نہیں کرتی ۶
- قیامت کے دن قرآن اور روزہ کی شفاعت قبول ہوگی ۷
- تلاوت قرآن زمین کا نور اور آخرت کا سرمایہ ہے ۸
- تلاوت قرآن اور موت کی یاد دلوں کے زنگ کا علاج ہے ۹
- حافظ قرآن اپنے گھر کے دس افراد کی شفاعت کرے گا ۱۰
- تلاوت قرآن اور اس کا اہتمام کرنے والا مشک کے مثل ہے ۱۱

۱	احیاء علوم الدین للغزالی ج ۱ ص ۲۸
۲	الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۶
۳	ابن ماجہ ص ۲۶۶ - مسلم ج ۱ ص ۲۶۹
۴	ابن ماجہ ص ۲۶۹
۵	مسلم ج ۱ ص ۲۶۲
۶	احیاء علوم الدین للغزالی ج ۱ ص ۲۸
۷	الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۶
۸	الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۶
۹	مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۹
۱۰	ابن ماجہ و ترمذی ج ۲ ص ۱۱۳ و الترغیب ج ۳ ص ۱۶۳
۱۱	ترمذی ج ۱ ص ۱۱۱ نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ ص ۱۶۸

● قابل رشک و شخص ہیں قرآن سے شغف رکھنے والا اور راہِ خدا میں حشر چ کرنے والا ۱۰

● قرآن کی تلاوت کرنے والا قرعِ اکبر سے محفوظ ہوگا ۱۱

● قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے پر سیکینہ کا نزول ہوتا ہے ۱۲

● قرآن پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں ۱۳

● خوش آوازی سے قرآن پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے ۱۴

● جس سینے میں قرآن نہیں، وہ ویران خانہ ہے ۱۵

● قرآن بھول جانا سب سے بڑا گناہ ہے ۱۶

قرآن امامِ خمینی کی نظر میں | قرونِ اولیٰ سے آج تک کے کروڑوں اہل اللہ، اہل ایمان

جس قرآن مجید کی مذکورہ بالا فضیلتوں کو تسلیم کر کے اسے حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں۔ اور جو عالمِ اسلام کا تو اسم اور فلاحِ دارین کی سب سے حکم رسی ہے

۱۰ بخاری ج ۲ ص ۵۱، مسلم ج ۱ ص ۲۴۲

۱۱ الاوسط والصغیر والکبیر از طبرانی

۱۲ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۹ وابن ماجہ والترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۳

۱۳ بخاری ج ۲ ص ۵۱، مسلم ج ۱ ص ۲۶۹

۱۴ ابن ماجہ ص ۹۶، الترغیب ج ۳ ص ۱۵۱، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۱

۱۵ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۵۱

۱۶ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۵۱، مرقاۃ ج ۲ ص ۱۱۵۔ رفیق محترم مولانا افتخار احمد قادری

نے اپنی فاضلانہ تصنیف ”فضائلِ قرآن میں ان تمام مضامین کو نہایت شرح و بسط سے لکھا ہے، میں نے

اسی کتاب سے عنوانات لکھ کر حوالے نقل کر دیئے ہیں۔ اس موضوع پر یہ اُردو زبان میں نہایت

واقع تصنیف ہے۔ جسے الجمع الاسلامی مبارک پور نے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے۔

اس قرآن عظیم سے دلوں میں تنفر کے بیج بونے کے لیے، دورِ حاضر کے شیعہ امام خمینی کا فرمان سنئے

ہمہ عیبیہ را کہ مسلمانان بکتاب یہود و
تحریف کا وہ عیب جو مسلمان یہود و
نصاریٰ می گرفتند عیناً برائے خود نصاریٰ پر لگاتے ہیں، ان صحابہ پر
ایہا ثابت شود لہ ثابت ہے۔

موجودہ توریت، انجیل اور زبور وغیرہ کی طرح جناب خمینی صاحب اور حضرات شیعہ کے نزدیک قرآن بھی محرف و مبدل ہے، اور ان کے بقول اس کلام مجید کی تحریف کرنے اور اصل قرآن سے دنیا کو محروم کرنے والے رسول اللہ کے صحابہ ہیں (معاذ اللہ)

آں آیات را از قرآن بردارند و کتاب
آسمانی را تحریف کنند و برائے ہمیشہ
قرآن را از نظر جہانیاں بیندازند لہ
(صحابہ کو آسان تھا کہ) ان آیات کو
قرآن مجید سے نکال دیں اور کتاب
آسمانی میں تحریف کریں، اور ہمیشہ کے
یہ قرآن کو دنیا والوں کی نگاہوں سے

چھپا دیں۔

دیکھا آپ نے آفتاب سے زیادہ روشن دلائل کے باوجود کہ قرآن مجید، معجزہ رسالت محمدی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) اور قدرت الہ خود اس کی محافظت پرستعد ہے۔ اور دورِ نبوت سے آج تک سینہ بہ سینہ یہ امانت خداوندی منتقل ہوتی آرہی ہے۔ بات صرف سفینے کی نہیں ہے۔ تحریر کر کے کتابی شکل میں آنے سے قبل اس سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم طریقہ حفاظت حفظ قرآن پر صحابہ رسول نے اپنی زندگیاں لگائیں اور صحابہ و ائمہ کے حقیقی ماننے والے آج تک حفظ قرآن سے مالا مال ہوتے ہیں۔ مگر شیعہ امام خمینی صاحب جو آج دنیا میں اسلامی انقلاب کے رہنما اور قائد کہے جاتے ہیں وہ سراسر اس قرآن کو اصل قرآن ماننے کے لیے تیار ہی نہیں۔

لہ کشف الاسرار تصنیف شیعہ امام خمینی ص ۱۱۴

لہ کشف الاسرار ص ۱۱۴

جناب امام خمینی صاحب کی زبان قلم نے جو بات کہی ہے وہ گہرائی میں اتر کر دیکھنے کی شے ہے۔ دراصل پوری شیعہ قوم کا مذہبی ذخیرہ تحریف قرآن کا قائل ہے۔ نئی روشنی میں آکر سو ڈیڑھ سو سال پیشتر کچھ شیعہ علماء نے تحریف قرآن کے عقیدہ کو گھناؤنا تصور سمجھ کر جھٹکنے کی کوشش کی تھی۔ اور کچھ لکھنے والوں نے اس بارے میں لکھا بھی تھا مگر ان حضرات کی اصح الکتاب، اصول کافی اور دیگر معتبر کتابوں میں قرآن مجید کے محرف ہونے کی روایات اتنی زیادہ اور ان کے لحاظ سے اتنی ثقہ ہیں کہ ان روایتوں اور راویوں کا انکار گویا پوری شیعہ مشنری کا انکار قرار پائے گا۔ اصول کافی میں ایک مستقل باب یہ ہے:

باب انہ لم یجمع

”اس بیان میں کہ ائمہ کے سوا

القرآن کلمہ الا الحکمۃ

یہ باب ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کی صدیقی و عثمانی تدوین شیعوں کے نزدیک ناقص ہے۔ اسی باب میں ایک روایت کا یہ حصہ پڑھئے:

ما ادعی احد من

”جو آدمی یہ دعویٰ کرے کہ قرآن

الناس انہ جمع القرآن

جس طرح نازل ہوا تھا وہ پورا

کلمہ کما أنزل الا کذاب الخ

اس کے پاس ہے تو وہ کذاب ہے“

اس کے بعد ہے کہ:

”خدائی تنزیل کے مطابق قرآن کو علی بن ابی طالب اور ان

کے بعد ائمہ نے جمع کیا اور محفوظ رکھا“ ۱۔

ایک روایت میں ہے کہ:

”جب قائم (امام غائب) ظاہر ہوں گے تو وہ قرآن کو صحیح طور

پر پڑھیں گے اور وہ مصحف علی نکالیں گے ۲۔

یہ اور انہی جیسی روایتوں کی بنیاد پر شیعہ حضرات یہ مانتے ہیں کہ اصل قرآن امام غائب کے پاس ہے اور موجودہ قرآن ناقص اور محرف ہے اس کے اندر ترمیم و تنسیخ ہوئی اصول کافی کی ایک روایت میں ہے کہ:

حضرت جبریل جو قرآن حضور علیہ السلام پر لاتے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ ۱۔

اور موجودہ قرآن مجید میں کل ۶۶۶۶ آیات ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شیعہ عقائد کے لحاظ سے اصل قرآن میں سے ۱۷ ہزار تین سو چونتیس آیتوں کو چھپا دیا گیا یا نکال دیا گیا۔ گویا آدھا سے بہت زیادہ قرآن غائب ہے۔ ۲۔ مشہور شیعہ محدث و مجتہد نوری طبرسی نے اس بارے میں اپنی قوم کو تحریف قرآن کے عقیدہ پر قائم و دائم رکھنے کے لئے نہایت عرق ریزی سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" یہ اس فرقہ کے عقیدہ تحریف قرآن پر کتاب فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ نئی پود کے کچھ مجتہدین نے اس کتاب پر اعتراضات بھی کئے تھے جن کا جواب دیتے ہوئے نوری طبرسی صاحب نے رد الشبهات عن فصل الخطاب لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے قرآن مجید کے محرف ہونے کے بارے میں تقریباً تمام مآخذ کو سمیٹ لیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت قرآنہ ان خفتُم

فی الیثمی کے بعد اور فَاَنْکِحُوا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ

سے پہلے ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھا جو غائب کر دیا گیا، ۳۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت علی اور ائمہ کے سوا کوئی سچا مدون قرآن

ہے ہی نہیں تو ان سے وہ حصہ کیوں کر غائب کر دیا گیا۔؟ خیر چھوڑیے۔ ۴۔

جناب طبرسی صاحب نے فصل الخطاب میں تحریف کی تمام روایات کا احتواء کر کے جو کچھ لکھا، اس سے متبادر ہے کہ یا تو ان روایات کو صحیح مان کر قرآن کو محرف مانو ورنہ بصورت دیگر ذخیرۂ شیعیات کی تمام روایتیں اور راویان پادری ہوا ہوتے ہیں۔ یہ شیعہ دنیا میں طبرسی صاحب نہایت معزز و معتبر ہیں کہ انہیں مشہد مرقضوی میں دفن کیا گیا۔ اور خود خمینی صاحب نے الحکومت الاسلامیہ کے اندر ولایت فقہیہ کے ثبوت میں ان کی کتاب مستدرک الوسائل کا حوالہ دیا ہے۔ اور ان کا ذکر نہایت شیفتگی سے کیا ہے۔ طبرسی صاحب کے بقول شیعہ کتب احادیث میں تحریف قرآن کی روایتیں دو ہزار سے زائد ہیں۔ اور جناب خمینی صاحب کے دوسرے سربراہ باقر مجلسی نے کہا ہے کہ تحریف قرآن کی حدیثیں امامت کی حدیثوں سے کم نہیں۔ اور انہی محققین شیعہ نے فیصلہ دیا ہے کہ تحریف کی تمام حدیثیں مشہور و متواتر ہیں۔ یہ جن کا صاف مطلب ہے کہ شیعہوں کے نزدیک قرآن مجید اسی طرح محرف و مبدل ہے جس طرح توریت انجیل اور زبور مبدل و محرف ہیں۔ چنانچہ جناب نوری طبرسی روایات و اخبار نقل کرنے کے بعد بطور استدلال لکھتے ہیں:

”ان روایات سے دلالت یا	فیہاد لالتاواشارة
اشارة یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ	على كون القرآن كالتوراة
تحریف اور تغیر ہونے میں قرآن	والانجيل في وقوع
توریت اور انجیل ہی کی طرح ہے	التحريف والتفسير فيه
اور یہ کہ جو منافقین (معاذ اللہ صحابہ کبار)	وركوب المنافقين
اُمت پر غالب آگئے وہ تحریف قرآن	الذين استولوا
کے بارے میں بنی اسرائیل ہی کے	على الامّة في
راستے پر چلے جو انہوں نے تحریف	طريقة بنی اسرائیل

اس کے علاوہ اصح الکتاب کے مطابق اصل قرآن مجید اور شیعہ قرآن کے چند نمونے لکھے جاتے ہیں۔ جس سے واضح ہو کہ تحریف قرآن کا عقیدہ ان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ذیلی نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کا عقیدہ تقیہ انہیں ظاہر کرنے کی اجازت دے نہ دے۔

شیعی قرآن

وَلَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ
قَبْلِ كَلِمَتٍ فِى مَحْمَدٍ وَعَلٰى وَفَاطِمَةَ
وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاِئِمَّةِ مِنْ
ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِىَ وَلَمْ يَجِدْ لَهُ عَزْمًا
(اصول کافی ص ۲۶۳)

”اور ہم نے پہلے ہی آدم کو کچھ باتوں کا حکم دیا تھا محمد علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور ان کی نسل سے ہونے والے باقی اماموں کے بارے میں۔ پھر وہ آدم بھول گئے۔ اور اس کا قصد نہیں کیا۔“

اصل قرآن

وَلَقَدْ عٰهَدْنَا
اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ
فَنَسِىَ وَلَمْ يَجِدْ لَهُ
عَزْمًا ۝

(طہ - ۱۱۵)

”اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید حکم دیا تھا، تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔“
(وہ تاکید حکم یہ تھا کہ شجر ممنوعہ کے پاس نہ جائیں)

اِنْ كُنْتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلٰى عَبْدِنَا عَلٰى عَبْدِنَا
فَاْتُوا بِسُوْرَةٍ
مِّثْلِهٖ ۝

(اصول کافی ص ۲۶۴)

”اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس

اِنْ كُنْتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ
وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(البقرہ - ۲۳)

”اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس

<p>جیسی ایک سورت تو ہے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم چہتے ہو۔</p>	<p>میں اُتارا تو اس جیسی ایک سورہ بنالاولہ</p>
<p>وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب - ۷۱)</p> <p>”اور جو کوئی علی اور ان کے بعد کے ائمہ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کی بات مانے گا وہ بڑی کامیابی پائے گا“</p>	<p>وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب - ۷۱)</p> <p>”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔“</p>
<p>بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي عَالِي بَغْيًا..... (اصول کافی ص ۲۶۳)</p> <p>”کس بُرے داموں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ علی کے بارے میں اللہ کے اُتارے سے منکر ہوئے“</p>	<p>بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنْزَلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (البقرہ - ۹۰)</p> <p>”کس بُرے داموں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اُتارے سے منکر ہوں اس حال کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اُتارے“ (یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی)</p>
<p>سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ بِيُولَايَةِ عَلِيٍّ لَهُ دَافِعٌ (اصول کافی ص ۲۶۶)</p>	<p>سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (المعارف - ۱ - ۲)</p>

”ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو
کافروں پر ولایت علی کی وجہ سے ہونے والا
ہے اس کا کوئی ٹھکانے والا نہیں“

”ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو
کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی
ٹھکانے والا نہیں“

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ
بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ
فَامْنُوا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا
بِوَلايَةِ عَلِيٍّ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
(اصول کافی ص ۲۴۷)

”اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول تمہارے
رب کی طرف سے ولایت علی کے معاملے میں حق
کے ساتھ آئے ہو تو ایمان لاؤ اپنے بھلے
کو اور اگر تم ولایت علی کا انکار کرو تو اللہ
ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے“

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَامْنُوا
خَيْرًا لَّكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
(النساء - ۱۷۰)

”اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول
حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے
تشریف لائے۔ تو ایمان لے آؤ اپنے
بھلے کو۔ اور اگر تم کفر کرو تو بیشک اللہ ہی
کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے“

وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا
يُوعِظُونَ بِهِ فِي عَلِيٍّ لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ (اصول کافی ص ۲۴۷)
”اور اگر وہ لوگ اس کے مطابق عمل
کرتے جو انہیں نصیحت دی گئی علی
کے بارے میں تو اس میں ان کا بھلا
تھا“

وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا
يُوعِظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
وَإِنَّهُمْ قَدْ تَبَيَّنَتْ (النساء - ۱۷۰)
”اور اگر وہ کرتے جس بات کی
انہیں نصیحت دی جاتی ہے تو اس میں
ان کا بھلا اور ایمان کی مضبوطی
تھی“

آفتاب سے زیادہ روشن دلائل کے باوجود کہ قرآن مجید، معجزہ رسالت محمدی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) اور قدرت الہ خود اس کی محافظت پر مستعد ہے۔ اور دور نبوت سے آج تک سینہ بہ سینہ یہ امانت خداوندی منتقل ہوتی آرہی ہے۔ بات صرف سفینے کی نہیں ہے۔ تحریر کر کے کتابی شکل میں آنے سے قبل اس سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم طریقہ حفاظت، حفظ قرآن پر صحابہ رسول نے اپنی زندگیاں لگائیں اور صحابہ وائمہ کے حقیقی ماننے والے آج تک حفظ قرآن سے مالا مال ہوئے ہیں۔ مگر فرقہ شیعہ اور اس کے رہنما خمینی صاحب جو آج دنیا میں اسلامی انقلاب کے رہنما اور قائد کہے جاتے ہیں۔ قرآن کے بارے میں ان کا عقیدہ کچھ اپنے فرقہ سے الگ تو نہیں — ۹ اس کے بعد اب سوال یہ ہے کہ :

”اے اسلامی انقلاب کا سبز باغ دنیا
گستاخی معاف! کو دکھانے والے! اگر قرآن ہی ناقابل

یقین ہے تو احکام اسلام کہاں سے آئے اور شیعیت کے
مآخذ و مراجع اگر اس قرآن کے سوا کسی اور راہ سے درآمد شدہ
ہیں۔ اور یقیناً ہیں تو ایسا انقلاب شیعہ انقلاب تو کہلا سکتا ہے۔
خمینی انقلاب کے نام سے تو موسوم کیا جاسکتا ہے مگر العیاذ باللہ
اسے اسلامی انقلاب جو سر اسر قرآن ہی پر منتج ہو سکتا ہے
کا نام دے کر اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن مجید کو رسوا
کرنے کی کوشش ہرگز نہ کی جاتے۔

بھوے بھالے سنیوں کو باور کرنا چاہیے کہ اسلام کے
نام پر ہر اٹھنے والا علم حقیقی اسلام کا پرچم نہیں ہوتا۔ آج ایشیا
کے ممالک کی طرح یورپ کے ممالک میں بسنے والے کچھ سیدھے سادے
لوگ بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسلام اسلام کا نام لینے والے

ایرانی رہنما۔ قرآن والے اسلام کا انقلاب لارہے ہیں

ان حقائق کی روشنی میں میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آیا

نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون

اسلامی انقلاب محض وہ ہو سکتا ہے جو قرآن کی بنیادوں پر
جبرپا کیا جائے اور جو فرقہ خود قرآن کی صحت کا منکر اور عملی طور پر جس
فرقہ میں کوئی حافظ قرآن ہی نہیں ہوتا اسے تم قرآن والا فرقہ کیسے
کہہ سکتے ہو۔ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اس فرقہ کو تو خود قرآن نے مردود
کر دیا ہے۔ قرآن مقبولان قرآن کے سینوں میں بستا ہے۔ اور
انہیں ہدیٰ اور نور بخشتا ہے۔ مگر جس فرقے نے عناد مان قرآن، اور
رفقائے صاحب قرآن سے عناد کیا قرآن نے خود ان کو راندہ درگاہ
کر دیا۔ مقدس جماعت صحابہ کی دشمنی اور عناد کا دنیا میں اسی فرقہ کو
یہ وبال بھگتنا پڑ رہا ہے۔ روزِ حشر کیا ہوگا اسے بھی فراموش نہ
کیا جائے۔ صحابہ کی گستاخی ہے

رنگ جب محشر میں لائے گی تو اڑ جائے گارنگ

یوں نہ کہیے سرخیِ خونِ شہیداں کچھ نہیں

قرآن کی صدیقی و عثمانی تدوین۔ اور حضرت علیؓ | مگر حیرت تو یہ ہے کہ جس طرح خلافتِ شیعین کے سلسلے میں

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے صاف اور واضح ارشادات موجود ہیں۔ جیسا کہ آپ نے صفحات مابین میں ملاحظہ فرمایا۔ حفاظتِ قرآن کے سلسلے میں اور اس کی تدوین کے معاملے میں حضرت سیدنا ابوبکر یارِ غار رسول کی مساعی جمیلہ اور خدماتِ عالیہ کو بھی حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے وائسگات انداز میں خراجِ تحسین پیش فرمایا ہے

ابن سعد، ابویعلیٰ (مسند میں) ابونعیم (معرفہ میں) حیشمہ بن ابی داؤد (فضائلِ اصحابہ فی المصاحف میں) اور ابن مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بسندِ حسن راوی ہیں۔
مولانا علی نے فرمایا

اعظم الناس فی المصاحف اجراً
ابوبکر۔ رحمۃ اللہ علی ابی بکر
هو اول من جمع کتاب اللہ لہ
مصحف کی خدمت کے سلسلے میں
سب سے عظیم اجر حضرت ابوبکر کا ہے
ابوبکر پر اللہ کی رحمت ہو۔ وہ پہلے شخص
ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کی تدوین فرمائی

اسی طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادِ مرقوم ہے
لا تقولوا فی عثمان الا خیراً فواللہ
ما فعل الذی فعل فی المصاحف
الامن ملامناہ
حضرت عثمان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ
نہ کہو انہوں نے مصحف کے بارے میں
جو کیا ہماری ایک جماعت کے اتفاق اور
مشورے سے کیا۔

لہ نتیجہ الباری ج ۹ ص ۹ و کثر العمال ج ۱ ص ۲۹ بحوالہ تدوینِ قرآن مصنفہ مولانا محمد احمد المتسباجی مطبوعہ
المجمع الاسلامی مبارک پور ص ۷ لہ ایضاً

دیکھا آپ نے ذخائرِ حدیث نے واضح کیا کہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عثمان غنی کی قرآنی خدمات جمع و تدوین کے بارے میں صدیقی و عثمانی مساعی کو سراہتے ہوئے انھیں اپنی دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ اور رب کائنات کے حضور انھیں اجرِ عظیم کا حقدار ٹھہرا رہے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو محبتِ علی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ اور خود ان کے ممدوح و مشکور کو الزامات کا نشانہ بنا کر غشپ برتسوی، اور جلالِ اسدِ الہی کو برا نیگختہ کر رہے ہیں۔ ایک طرف پاور ہوشیاری ہے اور دوسری طرف خدا اور اس کی خدائی کے وہ تمام برگزیدہ بندے جو حق تعالیٰ کے قرآن کو حق سمجھ کر سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

یہ وقت امتحانِ جذبِ دل کیساکل آیا
میں الزام اُن کو دیتا تھا قصو اپنا کل آیا
حفاظتِ قرآنِ عظیم کے سلسلے میں صحابہؓ کو کتنے حساس تھے، اور بابِ علم النبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جلیل المرتبتی کا کیا کہنا! روایات میں ملتا ہے کہ

”دورِ علوی میں شہرِ انطاکیہ کے اہل کتاب میں سے کچھ لوگ دربارِ مرتسوی میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ قرآن مجید میں جس جگہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا ذکر ہے، اس میں ایک لفظ کے محض ایک نقطے کی وجہ سے شہرِ انطاکیہ کے باشندوں کے سر کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا ہے۔ ہماری بدنامی کا یہ داغ اگر آپ چاہیں تو دھل سکتا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سا مقام ہے؟ انھوں نے کہا کہ قرآن مجید کے سورہ طہ میں جزم میں آیت اس طرح ہے فابوا ان یضیفوہما (جس کا مطلب یہ ہے کہ پھر ان دونوں کی بہانداری سے انکار کر دیا۔)

ہماری آپ سے صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ باءِ کال نقطہ ہٹا کر اوپر اگر دو نقطے لگا دیں یعنی فابوا کا فاء تو اکر دیں تو اس کا مفہوم یہ ہو جائے گا کہ ان دونوں کی ضیافت کی، حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ اگر کوئی دنیا کی ساری دولت خرچ کر کے قرآن کے نقطے کو بدلتا چاہے گا پھر بھی یہ ناممکن ہے۔ گویا قرآن

حرف حرف نقطہ نقطہ جیسے ہے ویسے ہی رہے گا۔ میں پوچھتا ہوں، کیا اب بھی یہ بات یاد کرانے کی رہ گئی ہے کہ اہل غناد نے مقدس صیابہ پر بعد کے زمانے میں جہاں بہت ساری الزام تراشیاں کی ہیں انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ہمارے فاضل دوست مولانا محمد احمد مصباحی نے اپنی محققانہ تصنیف **شیعی موقف پر تنقید** "تدوین قرآن" میں ایک مستقل عنوان "شیعہ اور قرآن" قائم کر کے

اس موضوع کو برہان و دلائل سے خوب مزین کیا ہے۔ اب ہم اس کے چند اقتباسات درج کرتے ہیں "روایات شیعہ ہی سے ثابت ہے کہ تمام ائمہ اہل بیت، اسی قرآن کی قرأت فرماتے، اسی سے استدلال، اسی سے استشہاد، اسی کی تفسیر اور اسی پر عمل کرتے، امام حسن عسکری کی طرف منسوب تفسیر اسی قرآن کی ہے۔ شیعہ اسے اپنے بچوں، خادموں گھر والوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور نماز میں اسی کی قرأت کرتے کراتے ہیں۔

ذرا غور کریں کہ اس قرآن کی تحریف کیوں کر ہو سکے گی جسے ابتداء نزول سے زمانہ تدوین تک (اور آج تک بھی) بچے بوڑھے جوان سب پڑھتے پڑھاتے سیکھتے سیکھاتے، حفظ کرتے اور حفظ کراتے رہے ہوں۔

ہزار ہا ہزار حفاظ بھی پیدا ہو گئے ہوں۔ ان میں اہل بیت کرام بھی ہیں، شیعیان علی بھی اور محبان اہل بیت بھی۔ کیا سب کے سب اپنی بصارت اور بصیرت اور اسلامی ضمیر کو کچل کر قرآن کے معاملے میں اتنے بزدل، نرم اور سہل بن جائیں گے کہ حفظ اور علم ہوتے ہوئے بھی تحریف شدہ قرآن قبول کر لیں گے؟

ایک ایسا قرآن جس کی ہزاروں غیر منسوخ آیات حذف کر دی گئی ہوں، اور کچھ کا کچھ بنادیا گیا ہو جب کہ دین کے معاملے میں ان کے تعلق اور حق گوئی کی جرات بے باک کا بے مثال نمونہ، اور شاندار بیکارڈ یہ تھا کہ فادوق اعظم جیسے سادہ دیدہ و حشمت خلیفہ کو برسرِ منبر معمولی آدمی بھی ٹوک دیا کرتا۔ پھر ان خلفاء

برحق کا بھی عدیم المثال کردار یہ رہا ہے کہ قبول اصلاح سے انھیں کوئی ملال نہ
ہوتا، بلکہ مسرت اور خوشی ہوتی اور اصلاح و تنقید سن کر پکاراٹھتے
الحمد لله الذی جعل فی خدا کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں
المسلمین من یسدد اعوجاج میں ایسے لوگ بنائے ہیں جو عمر کی کجی
عمر دور کرتے ہیں۔

کیا یہ کسی سلیم الجواہر اس شخص کے قیاس میں آنے والی بات ہے کہ معمولی لغزش و خطا پر
تو صحابہ کی وہ شاندار جسارت۔ اور تحریف قرآن جیسے جرم عظیم پر یہ بردلی اور مدابنت
کہ جنگ و حرب اور مقابلہ و مقاتلہ تو کجا چون و چرا بھی نہ کریں۔ کسی سے کوئی صلہ
احتجاج اور آوازہ اصلاح و تردید بھی بلند نہ ہو؟ والعیاذ باللہ

آگے چل کر لکھتے ہیں

رب العالمین ارشاد فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ (المائدہ: پ ۱۴)

یہ بتائیں کہ رسول اسلام علیہ السلام نے کارِ تبلیغ کی تکمیل فرمائی یا نہیں؟ اگر
ان کی تبلیغ مکمل نہیں ہوئی تو یقیناً دین اسلام کبھی ابھی ناقص ہے۔ روافض بھی
اپنے کو دین اسلام کا متبع ضرور بتاتے ہیں، تو وہ بھی ایک دین ناقص ہی کے
متبع ٹھہرے اور اگر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ پوری ہوگئی، تو اس
کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم امت تک پہنچ چکا۔ اس وقت کی امت کو بھی
اور موجودہ امت کو بھی۔ ورنہ وہ تبلیغ قرآن کیسی جو چند آدمیوں یا چند
برسوں تک محدود ہو؟ بتائیں کہ اس تبلیغ سے فائدہ ہی کیا ہوا؟ جب

(بقول شیعہ) قرآن آج تک اپنی اتنی آہٹ میں دنیا کے سامنے نہ آیا۔ اور پوری دنیا گمراہی دھل مرکب میں مبتلا ہے۔ دوسری کتاب کو قرآن سمجھے عمل پیرا ہے۔“ لہ

رد شیعہ بزبان شیعہ | حضرات شیعہ میں کے بعض ذی شعور علماء نے اپنے فرقے کے خلاف سخت تنقیدیں بھی کی ہیں اور اس کو غلط قرار دیا ہے۔

اور خود کو اس سے بری قرار دیا ہے، ان میں بابویہ اس عقیدے کا گھلا مخالف ہے شیعہ عالم ابو علی فضل طبرسی نے اپنی تفسیر قرآن میں جس کا نام ”مجمع البیان“ ہے اس فاسد عقیدے کا خوب رد کیا ہے۔ ہم اس کا اردو خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

”قرآن مجید میں کچھ اضلاع کا دعویٰ اجماعی طور پر سب کے نزدیک باطل ہے۔ رہا حذف اور کمی کا خیال تو یہ ہمارے اصحاب شیعہ اور حشویہ عامہ کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ قرآن میں کوئی حذف اور کمی بھی نہیں ہوئی۔ مرتضیٰ (مستند شیعہ عالم) نے اس بات کی تائید کی ہے اور مسائل طبرسیات کے جواب میں اس پر بھرپور کلام کیا ہے۔ اور متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے کہ نقل قرآن کی صحت اس طرح یقینی ہے جیسے مشہور شہروں (مکہ، مدینہ، بغداد وغیرہ) کا ثبوت، بڑے بڑے حوادث و وقائع (جیسے طوفان نوح وغیرہ) کا ظہور، مشہور کتابوں اور عرب کے تحریر شدہ شعروں کا وجود یقینی ہے۔

قرآن کے ساتھ اعتنا بہت زیادہ، اس کی نقل و حفاظت کے اسباب فراوان، اور اس حد کو پہنچے ہوئے تھے جہاں تک مذکورہ چیزوں میں نہ تھے، اس لیے کہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ و احکام دینیہ کا ماخذ ہے۔ مسلم علماء اس کی حفاظت و صیانت میں آخری حد کو پہنچے، یہاں تک کہ اس کے اعراب، قرائت، حروف، آیات سب کے اختلافات بھی دریافت کیے۔ پھر یہ کیونکر ممکن کہ اتنے اہتمام اور ضبط شدید

کے باوجود قرآن میں کوئی تبدیلی یا کمی واقع ہو۔ مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کی تفسیر اور اس کے اجزاء کے نقل کی صحت بھی اسی طرح یعنی ہے جس طرح مجموعے کی صحت بے داغ ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے تصنیف شدہ کتابوں کے بارے میں ضروری طور پر معلوم ہوتا ہے مثلاً سیبویہ اور مزنی کی کتاب، اس فن سے شغف رکھنے والے ان کی تفصیلات بھی اسی طرح جانتے ہیں جیسے مجموعہ کے متعلق جانتے ہیں یہاں تک کہ سیبویہ کی کتاب میں اگر کوئی نحو کا ایسا باب داخل کر دے جو دراصل کتاب کا نہ ہو تو وہ پہچان میں آجائے گا۔ اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ اسحاق ہے، اصل کتاب کا نہیں یہی بات کتاب المزنی کے متعلق بھی ہوگی۔

جب ان سب کا یہ حال ہے تو قرآن کے نقل و ضبط کا اہتمام تو کتاب سیبویہ اور دواوین شعراء کے ضبط و حفظ سے کہیں زیادہ ہے۔ مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کی جمع و تالیف اسی طرح تھی جیسے اب ہے۔ یہ بھی بتایا کہ امامیہ اور حشویہ کے جو لوگ اس کے خلاف ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیوں کہ اس اختلاف کا اصل تعلق چند راویان حدیث سے ہے، جنہوں نے ضعیف حدیثیں صحیح گمان کر کے نقل کر دیں۔ اس طرح کی چیزوں کے باعث یقینی اور قطعی النسخہ امر (قرآن کا ہر نقص سے محفوظ ہونا) سے رجوع نہیں کیا جاسکتا ہے

فانسل منسخت تدوین قرآن طبری کبیر کی مفصل عبارت کا حوالہ دینے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اس حوالے سے چند امور معلوم ہوئے

① قرآن میں کسی اختلاف کا دعویٰ شیعہ و اہل سنت و جماعت کے نزدیک بالاجماع ہلکا ہے

لے جمع البیان فی تفسیر القرآن للطبری کبیر۔ الفن الخامس فی اشیاء من علوم القرآن ج ۱ ص ۵ مطبوعہ
کارخانہ کربلائی۔ تہران بحوالہ تدوین قرآن ص ۲۰۲/۲۰۵

② شیعوں کے فرقہ امامیہ کا مذہب ہے کہ قرآن میں حذف و کمی ہوئی ہے
 حشو یہ ظاہر نصوص پر عمل کرنے والے محدثین) کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ مگر
 یہ صحیح نہیں۔ ان کا تعلق صرف ان روایات کی نقل سے ہے جن میں کچھ ایسے
 کلمات کا ذکر ہے جو قرآن میں نہیں۔ پہلے کسی نے انھیں جزو قرآن بتایا تھا مگر
 شاذ، خلاف، اجماع یا قرآن کے دورہ اخیرہ میں منسوخ ہونے کے باعث وہ قرآن
 نہ ٹھہرے۔ یا ان کا ثبوت آحاد سے اور غیر قطعی ہے۔ اس لیے ان کی کتابت و
 قرائت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بہر حال حشو یہ ان کلمات کی قرآنیت اور قرآن میں
 حذف و کمی کے قائل نہیں

- ③ قرآن میں حذف و کمی کا دعویٰ بھی باطل ہے
 ④ نقل قرآن کی صحت دیگر متواترات عالم کی طرح بالکل یقینی ہے
 ⑤ قرآن کی حفاظت اور حفظ و صحت کا حد درجہ اہتمام کیا گیا ہے جو اس کی
 صحت اور حذف و اضافے سے پاک ہونے کی کافی دلیل ہے
 ⑥ قرآن میں کوئی حذف و اضافہ یا تبدیلی نہیں ہے یہ صحیح ہے۔ جو لوگ اس کے
 مخالف ہیں ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں ہے

قرآن کی صحت اور غیر مسلمین

سودھی لاکھ پہ بھاری ہے گو اہی تیری لہ
 یہ تو رہی خود فرقہ شیعہ کے اہل بصیرت کی تنقید
 اور رائے۔ اب ہم ذیل میں چند غیر مسلم مفکرین کی آراء قرآن مجید کی صحت کے بارے میں
 پیش کریں گے۔ جن سے اندازہ ہو گا کہ حد درجہ متعصب اور خود پسند ہونے کے باوجود
 انھیں اس اعتراف سے مفر نہیں کہ قرآن تبدیلی سے پاک ہے۔
 "لائف آف محمد" میں صحابہ کرام کی غیر معمولی قوت حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے وحی قرآن
 کی محفوظیت کا اقرار مشہور انگریز مؤرخ سر ولیم میور سے سنئے۔ وہ لکھتا ہے

”ان کی قوتِ حافظہ انتہائی درجے کی تھی اور اس کو وہ لوگ قرآن کریم یاد کرنے کے سلسلے میں بڑی سرگرمی سے کام میں لاتے تھے۔ ان کا حافظہ ایسا مضبوط تھا اور ان کی محنت ایسی قوی تھی، کہ اکثر اصحاب پیغمبر کی حیات میں بڑی صحت کے ساتھ تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے“ لے

واضح رہے کہ یہ وہی میمور ہے جو شترقین میں اپنی اسلام دشمنی اور پیغمبر اسلام سے عناد کے سلسلے میں حد درجہ مشہور ہے۔ اپنی اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتا ہے

”حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی وفات کے ربع صدی کے اندر ہی، ایسے

شدید مناقشات شروع ہو گئے اور پارٹی بندیاں ابھر آئیں جن کے نتیجے میں حضرت عثمان

(رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے اور یہ اختلاف آج بھی ہے، لیکن ان تمام فرقوں

میں قرآن ایک ہی ہے۔ ہر زمانے میں تو اتر کے ساتھ ان بھی فرقوں کا ایک ہی قرآن

پڑھنا، اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آج ہمارے سامنے وہی صحیفہ ہے جو اس

بدقسمت (معاذ اللہ) خلیفہ کے حکم سے تیار کیا گیا تھا۔ شاید پوری دنیا میں کوئی اور

ایسی کتاب نہیں ہے جس کی عبارت بارہ صدیوں تک اسی طرح بغیر تبدیلی کے باقی

رہی ہو۔ قرآن میں قرأت کا اختلاف حیرت انگیز طور پر بہت کم مقدار میں ہے“ لے

اور آگے بڑھیے۔ باسور تھ اسمتھ سے سنیے لکھتا ہے

”ہم ایک کتاب (قرآن) رکھتے ہیں جو اپنی اصلیت، محفوظیت اور مضامین کی

بے ترتیبی میں بالکل یکساں ہے۔ لیکن اس کی جوہری صداقت میں کوئی کمی کبھی

سنجیدہ شک نہ کر سکا“ لے

قرآن کے بارے میں غیر مسلم قلم کاروں کی آراء | مسلمانانِ عالم کا اصل سرچشمہ حیات
قرآن ہی ہے یہی مقدس صحیفہ اس

LIFE OF MOHAMMAD BY SIR W. MUIR

لے لائف آن محمد

LIFE OF MOHAMMAD BY SIR W. MUIR P. 22 - 23

لے

BASWORTH OPCIL. P. 22

لے

قوم و ملت کی ترقی، بقا اور استحکام کا اصل مبداء و ماخذ ہے۔ شرائع کا متن، زندگی کے اصول، مجموعہ قوانین رہبرِ حشمہ صدق و صفا ہے۔ مسلمانانِ عالم نے دنیا کے ہر میدان میں انہی فستراانی بنیادوں کو اپنا کر حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔

اسلام صاف و شفاف نظریات کا نام ہے، جو ہر لحاظ سے جامع مانع ہے، جس کا محرک اوّل غیر مسلموں کے نزدیک بھی یہی غیر مبذل قرآن ہے۔ اب ہم ذیل میں کچھ تفصیل کے ساتھ مستشرقین اور دیگر غیر مسلم اہل قلم اور علماء کی عمومی آراء پیش کریں گے۔

مسٹر ہولڈرسن کہتے ہیں

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پھیلا یا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے، وہ

ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پر مبنی ہے“ لہ

ہسٹری آف دی ورلڈ (HISTORY OF THE WORLD) میں جان ڈیون پورٹ

بیان ہے

”قرآن ایک عام مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی، دیوانی، فوجداری وغیرہ کا ضابطہ ہے۔

اور ہر ایک امر پر حاوی ہے۔ مذہبی عبارت سے لے کر جسمانی صحت، جماعت کے

حقوق سے لے کر حقوق افراد، اخلاق، جرائم، دنیوی سزا و جزا وغیرہ تک کے

عام احکام قرآن میں موجود ہیں۔ ان میں اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد

پڑی۔ اور اس سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں۔ اور روزمرہ کے مقدمات جانی

مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ قرآن ایک بے نظیر قانونِ ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات

فطرت انسانی کے مطابق ہیں“ لہ

دی گریٹ ٹیچر (THE GREAT TEACHER) میں قرآن کو تمام عیوب مذمومہ سے کس طرح منزہ اور

پاک صاف لکھا گیا ہے، اسے بھی دیکھتے چلیں

لہ پیشوار مع الاول ۱۳۵۶ھ

لہ نقوش رسول تبرج ۴ صفحہ ۴۶۹

”منجملہ اور بہت سی خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کر سکتا ہے، دو نہایت ہی عیاں ہیں، ایک تو وہ مؤدبانہ انداز اور عظمت جس کو قرآن خدا کا ذکر یا اشارہ کرتے ہوئے مد نظر رکھتا ہے، کہ وہ خدا سے خواہشاتِ رذیلہ اور انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا۔ اور دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ تمام مہذب و ناشائستہ احکامات اور بیانات سے بالکل منزہ ہے جو بدقسمتی سے یہودیوں کے صحائف میں عام ہیں۔ قرآن تمام قابلِ انکار عیوب سے بالکل مُبرا ہے، اس پر خفیف سے خفیف حرف گیری بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کو شروع سے اخیر تک پڑھ جاؤ مگر تہذیب کے رخسار پر ذرا بھی جھینپ کے آثار نہیں پائے جائیں گے۔

حضرت مسیح کے بعد دنیا کی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی، ہر طرف جہالت کی گھٹائیں چھائی تھیں۔ ہر سمت بے چینی اور بد امنی کے شرارے بلند تھے۔ پتھروں کو قابلِ پرستش سمجھا جاتا تھا۔ اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ ان حالات میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے اور ۱۱۶۱ء میں انھوں نے قرآن کی اشاعت کی۔ یہ ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لیے سب کچھ موجود ہے۔ اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرح روح کی اصلاح کے لیے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم کیے ہیں“ ۱۔

ڈاکٹر لڈولف کرہیل نے کہا کہ

”قرآن میں عقائد و اخلاق اور ان کی بنیاد پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے“ ۲۔ مشہور جرمن شاعر غیر مبدل قرآن کی جاذبیت، اثر انگیزی اور مقناطیسیت کو اس طرح خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

۱۔ نقوشِ رسولِ نبرج ۴ صفحہ ۴۶۹

۲۔ حوالہ مذکورہ بالا

”قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دل فریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے۔ متعجب کرتی ہے اور آخرش ایک رقت آمیز تحریر میں ڈال دیتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں اثر کرتی رہے گی۔“ ۱۷

ڈاکٹر ہٹلر کا قول ”ادب العرب“ کے حوالے سے منقول ہے کہ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے، جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے، جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اس کو سکھے۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال، استقامت، عزت نفس، نہایت لازمی ہیں۔ اس کی خصوصیات شایستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہیں ۱۸

قرآن کی جامعیت اور کمالیت بھی اس کے معجزات میں سے ہے، اس کا اعتراف ”موسو سیدو“ نے کیا ہے جسے ادب العرب کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں

”وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں۔ جن کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے۔ جو دنیا کو بھلائی اور اسلام کی تعلیم دیتے ہیں، ان میں سے ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال اور میانہ روی کا طور دکھاتا ہے۔ گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے، اور انسانی زندگی کے تقاضوں کو کمال سے بدل دیتا ہے“ ۱۹

برٹش انسائیکلو پیڈیا لفظ قرآن کا مقالہ نگار لکھتا ہے

”قرآن کے احکام مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں ۲۰

۱۷ رسالہ مولوی دہلی رمضان ۱۳۵۲ھ

۱۸ نقوش رسول نمبر ۳ صفحہ ۴۷

۱۹ ” ” ” ” ” ”

۲۰ ایضاً

مسٹر کارلائل نے کہا

میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جو ہر موجود ہے۔ یہ کتاب سب سے
اول اور سب سے آخر جو خوبیاں بیان ہو سکتی ہیں، اپنے میں رکھتی ہے۔ بلکہ
در اصل ہر قسم کی توصیف صرف اسی سے ہو سکتی ہے لہ

مسٹر اسٹین لین پول نے قرآنی اعجاز کو تسلیم کرتے ہوئے گائیڈنس آف ہولی قرآن
(GUIDANCE OF HOLY QURAN) میں لکھا ہے کہ

”قرآن کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے
سامنے پیش کیا، جب کہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی۔ اخلاق انسانی کا
جنارہ نکل چکا تھا۔ بت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے تمام گمراہیوں کو مٹایا،
جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گزر چکی تھیں۔ قرآن نے دنیا کو
اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی، علوم حقائق سکھائے، ظالموں کو رحم دل اور وحشیوں
کو پرہیزگار بنادیا۔ اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور
دنیا کے باشندے برائے نام انسان رہ جاتے لہ

دی لائف آف ریلین میں کاؤنٹ ڈائسٹانی کا قرآن کے بارے میں بیان مذکور ہے
”یہ کتاب (قرآن) عالم انسانی کے لیے ایک بہترین راہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے،
شائستگی ہے، تمدن ہے، معاشرت ہے، اور اخلاق کی اصلاح کے لیے
ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا
تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لیے کافی تھی۔ ان فائدوں کے ساتھ ہی جب ہم
اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی
جب کہ ہر طرف آتش فساد کے شرارے بلند تھے۔ خون خواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک

لہ نقوش رسول نمبر ۳ صفحہ ۴۷۱

۴۷۲ ” ” ” ”

جاری تھی، اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا، اس کتاب نے تمام گمراہیوں کا خاتمہ کر دیا۔ ۱۷

دی پاپولر ریلیجن آف دی ورلڈ (THE POPULAR RELIGION OF THE WORLD) میں مسٹر طامس کارلائل کیا کہتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جب کہ طرح طرح کی گمراہیاں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت، شرافت اور تہذیب و تمدن کا نام مٹ چکا تھا، ہر طرف بے چینی اور بے امنی نظر آتی تھی اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن و سکون اور محبت کے جذبات پیدا کیے۔ بے حیائی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ اور ظلم و ستم کا بازار سرد پڑ گیا۔ ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آگئے اور بے شمار وحشی شاہساز بن گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی، اس نے جاہلوں کو عالم، ظالموں کو رحم دل، اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنادیا۔ ۱۸

پیکچر ان اسلام (PICTURE IN ISLAM) میں پروفیسر ہربرٹ وائل نے قرآن مجید کو، جو خدا کا غیر مبدل کلام ہے کی الہی تعلیمات کو دنیاوی معاملات کا حل اور ترقیات کا ذریعہ قرار دیا ہے

”قرآن جو اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے، ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش ہوا، جب کہ ہر طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں نیکیوں کا رواج ہو، اور کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو سیدھے راستے پر چلتی ہو، قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی،

۱۷ نقوش رسول نمبر ۴ صفحہ ۴۷۲

۱۸ ایضاً

اور وحشیوں کو انسان کا مل بنا دیا۔ جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانونِ ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی شاخ لے لیجیے، ناممکن ہے کہ اس شعبے میں اس کی تعلیمات رہنمائی نہ کرتی ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھ دار آدمی بیک وقت دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان اخلاق کو لیجیے جو شرفِ انسانیت ہیں، مثلاً راست بازی، پرہیزگاری، رحم و کرم، عفت و عصمت تو قرآن میں یہ سب ہدایتیں موجود ہیں۔ اور اگر ان اخلاق کو لیجیے جن کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہے، مثلاً محنت و مشقت، جرأت و استقلال، جرأت و شجاعت، تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن مہمور ہے۔ بہر کیف وہ ایک

حیرت انگیز قانونِ ہدایت ہے۔“ ۱۷

لاقانی قرآن کے حسنِ زبان و بیان کو بھی خود قرآن ہی نے معجزہ قرار دیا۔ اور نصحاء عرب اور بلغائے عالم کو تا امر و زچیلج ہے کہ

فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ۖ
اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ

اہل مغربین سے جرمن شاعر گوٹے کا اعتراف میں پہلے ہی ذکر کر آیا ہوں، اب اسی طرح کچھ دیگر مستشرقین کو بھی اس کا اقرار کرتے دیکھیے۔

جرمن مورخ ڈاکٹر فرک کہتا ہے

قرآن کی عبارت کسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جیسے لگتا ہے کہ ایک

ناصح امین نصیحت کر رہا ہے اور حکیم فلسفی حکمت الہی بیان کر رہا ہے ۱۸

ڈاکٹر سیل کہتا ہے

”قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے، اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی

انسان اس کی مثل نہیں لاسکتا۔ یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے ۱۷

ڈاکٹر لیبان تمدن عرب میں کہتا ہے کہ

”قرآن کی فصاحت و بلاغت روز نئے نئے مسلمان پیدا کر لیتی ہے“ ۱۸

ڈاکٹر جے بی پول اپنا تاثر، جو مطالعہ قرآن کے بعد اس کی فصاحت و بلاغت سے اس پر ہوا، بیان کرتا ہے

”تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے اور گزشتہ سالوں میں میں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا، تو اس کی بلاغت، الفاظ کی شان و شوکت اور روانی سے حیران رہ گیا“ ۱۹

پاپولر انسائیکلو پیڈیا (POPULAR ENCYCLOPEDIA) میں ہے

قرآن کی زبان بلحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے۔ اس کی انشائی خوبیوں نے اس کو اب تک بے مثل و بے نظیر ثابت کیا ہے۔ اس کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی کے لیے کفیل ہیں ۲۰

یہودی قلم کار ڈاکٹر باروز کے مجموعہ تقاریر کے صفحہ ۲۷ کے حوالے سے منقول ہے۔ اس نے کہا

”قرآن ایک فصیح و بلیغ، عجیب و غریب کتاب ہے جو سرچشمہ علوم اخلاق ہے“ ۲۱

اسی طرح قرآن مجید کے بارے میں غیر مسلم اہل قلم اور علماء کی رائیں، جو اس کی ہمہ گیر خوبیوں کے

۱۷ نقوش رسول نمبر ج ۳ صفحہ ۴۷۳

۱۸ ایضاً صفحہ ۴۷۳

۱۹ ایضاً

۲۰ ایضاً صفحہ ۴۷۵

۲۱ ایضاً

جبروت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں! لہ
ڈاکٹر گاڈفری ہینگسن کہتے ہیں

قرآن میں یہ عجیب خوبی ہے کہ وہ غریبوں کا غم خوار ہے لہ
ڈاکٹر سمویل جانسن نے کہا

قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ
زمانے کی تمام صداقتیں خواہ مخواہ اسے قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، ریگستانوں،
شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔ لہ

مصنف معجزات اسلام نے مصری اخبار ”الوطن“ کے حوالے سے کسی سچی اخباری رپورٹر کا یہ
بیان نقل کیا جسے میں آپ تک پہنچاتا ہوں

”مسلمان جب قرآن و حدیث پر غور کرے گا، تو اپنی ہر دنیوی و دینی ضرورت کا علاج
اس میں پائے گا۔“ لہ

فرانسیسی قلم کار ڈاکٹر مورس لکھتا ہے (لایارول)

”یہ کتاب قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی
عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کی ہیں یہ ان سب میں بہترین کتاب ہے۔ اس
کے نفع انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نفوس سے کہیں اچھے ہیں۔
خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف بھریر ہے۔ قرآن علماء کے لیے ایک علمی کتاب ہے۔
شائقین علم لغت کے لیے وہ ذخیرہ لغات، شعراء کے لیے عروض کا مجموعہ اور شرايع و
قوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے۔ ان کو یہ کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری

لہ باطل شکن ص ۳۱

لہ میزان تحقیق ص ۶۳

لہ معجزات اسلام ص ۳۵

لہ ایضاً

اعتراضات میں ہیں اور اسے تحریف و تبدیل سے منزہ، کامل اور مکمل سرمایہ حیات ثابت کرتے ہیں۔ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔
پادری وال رمنس ڈیڈی کی رائے ہے کہ

”قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے۔“ ۱۷

پروفیسر ڈیویڈ کاٹول قرآن کے بارے میں اور قرآنی نسل کے بارے میں بحوالہ ”صوت العرب“
ہم تک پہنچا۔ انھوں نے کہا

”ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امر کا اعتراض کریں کہ علوم طبعیہ، فلکیہ، فلسفہ،
ریاضیات وغیرہ جو قرن دہم میں یورپ تک پہنچے، وہ قرآن سے مقبض ہیں
اور اسلام کی بدولت ہیں۔“ ۱۸

لائف آف محمد، الکس لوازن سے مصنف کتاب ”قرآن ایک معجزہ نہا کتاب“ نے نقل کیا۔
اور ان کے ذریعے ہم آپ تک مصنف مذکور کا یہ بیان پہنچاتے ہیں

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باوجودیکہ امی تھے، انھوں نے ایک ہی
وقت میں تین عظیم مقاصد قومیت، مذہبیت، بادشاہت کی بنیاد ڈالی اس
کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے سامنے پیش کی، جو بلاغت کا ایک زبردست
نشان، شریعت کا ایک واجب العمل دستور اور دین و عبادت کا قابل اذعان
فرمان ہے۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت دنیا کے پس حصے میں مقبر اور
مسلم سمجھی جاتی ہے اور اس کے انشاء و حکمت کو معجزہ نامانا جاتا ہے۔“ ۱۹
پروفیسر ایڈورڈ ڈمونٹے کا قول ہے

قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید کو ایسی پاکیزگی اور نفاست اور جلال

۱۷ نقوش رسول نبرج ۳ صفحہ ۳۷۵

۱۸ ایضاً

۱۹ قرآن ایک معجزہ نہا کتاب صفحہ ۳۵

کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت ان کو سارے جہان سے بے نیازی کیے ہوئے ہے۔ یہ بات واقعی ہے۔ اس کی واقعیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پر دازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کے عجائب روز بہ روز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں۔ اور اس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ۱۷

ریورینڈ آرمینیونیل کنگ نے کہا کہ

”دنیا نے الہام میں الہام اگر کوئی شے ہے، اور اپنے مکمل وجود میں موجود ہے، تو قرآن ضرور الہامی کتاب ہے“ ۱۸

اس کے بعد اب ہم چند اقوال ہندی نثر ادقلم کاروں اور اہل علم کے نقل کرتے ہیں، جس میں کے کچھ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ سکھ اور کچھ دوسرے مکاتب فکر سے۔ گاندھی جی نے کہا

”مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں“ ۱۹

مسٹر رام دیو ایم ایس پی سی پی گروکل کا نگڑی نے اظہارِ خیال کیا کہ

قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے۔ اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہے۔ اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کے اندر کئی باتیں بہت اچھی ہیں۔ قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں۔ صاف بتایا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ عرب کے اندر عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا، محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قائم کیا، ۲۰

پروفیسر دیو جیاداس کے بارے میں ”معجزات اسلام“ کے مصنف نے صراحت کی ہے کہ انھوں نے کہا

۱۷ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص ۲۴۳

۱۸ بحوالہ باطل شکن ص ۲

۱۹ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص ۲۴۶

۲۰ پرکاش فروری ۱۹۲۴ء

”قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیغام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلے میں ہم شکل کوئی بیان پیش نہیں کر سکتیں“ ۱۷
بھوندر ناتھ باسو کہتے ہیں

”حقیقی جمہوریت کا دلولہ، رواداری، مساوات کی خوبیاں اس (قرآن) نے دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا دیں“ ۱۸
لالہ لاجپت رائے نے اظہار خیال کیا

”میں قرآن کی معاشرتی، سیاسی، اخلاقی، اور روحانی تعلیم کا پچھلے دل سے مداح ہوں“ ۱۹

رابندر ناتھ ٹیگور مشہور بنگالی شاعر اور مفکر نے اپنے علم و فہم اور تجربات کی روشنی میں قرآنی اعجاز کے اعتماد پر ایک پیشین گوئی کی تھی جسے رسالہ مولوی دہلی نے نقل کیا تھا، ہم آپ کو تذکرہ کرتے ہیں۔
”وقت دور نہیں جب کہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا۔ وہ دن بھی دور نہیں، جب کہ اسلام ہندوستان کے مذاہب پر غالب آجائے گا“ ۲۰

پینڈت بھائیرام پروفیسر اندرا کالج بمبئی سے کتاب ”محمد صاحب جیون چتر“ میں نقل ہوا کہ انھوں نے کہا

اس کی (قرآن کی) تعلیمات نہایت آسان، عام فہم اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں۔ ایک ہٹ دھرم بھی اس کی تعلیمات میں کوئی عیب نہیں بتا سکتا جو انسانی تہذیب کے معیار سے گرا ہوا ہو ۲۱

۱۷ بحوالہ معجزات اسلام ص ۱۷

۱۸ بحوالہ باطل شکن ص ۲۶

۱۹ مولوی رمضان ۱۳۵۲ھ بحوالہ نقوش ص ۲۷

۲۰ ایضاً

۲۱ نقوش رسول نمبر ۴ ص ۲۷

گرونانک نے گرنٹھ صاحب میں جو کچھ قرآن کے بارے میں لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ
 ”پوجا پاٹ کام نہیں دے سکتی، چھوت چھات بے کار ہے، جنیو، اثنان، ماتھے
 پر تلک لگانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر کوئی کتاب کام آئے گی تو وہ قرآن ہے جس
 کے آگے پوتھی پران کچھ بھی نہیں۔“

انھوں نے جنم ساکھی بھائی بالاب میں مزید کہا کہ

”ایمان والی کتاب قرآن ہے“ اور ”توریت انجیل، زبور وید سب دیکھ مگر نجات

کی کتاب قرآن ہی ہے“ ۱۷

گر وانگدیو جی کی لکھی ہوئی کتاب ”جنم ساکھی کلاں“ میں ہے

”قرآن میں تیس سپارے ہیں، جن میں نصیحتیں ہیں ان پر یقین کرو“

اسی مذہب کی ایک معتبر کتاب ”لکے دی ساکھی“ میں مصنف نے لکھا ہے کہ

”ہندو مسلمان سب نے توریت، زبور، انجیل، وید سب ڈھونڈ ڈالے مگر مقصد ہاتھ

نہ آیا، البتہ قرآن پر عمل کی صورت میں مقصد ملا، نماز روزہ اور عمل کیے بغیر

دورخ نصیب ہوگا“ ۱۸

پارسی فاضل فیروز شاہ ایم اے ایڈیٹر جاہ حبشہ نے لکھا ہے کہ

”جہاں اس کتاب (قرآن) کی سب سے پہلے اشاعت ہوئی وہ ملک ساری دنیا سے

خواب حالت میں تھا، اس کی غام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی، اور انسان و

تہذیب کی روشنی پھیل گئی“ ۱۹

ایک مغربی مفکر ڈاکٹر راڈریل کا ایک بھرپور تبصرہ بھی زیر نگاہ کرتے چلیے، جو ”دیباچہ قرآن“ کے
 حوالے سے نقوش کے اندر طبع ہوا ہے

۱۷ نقوش رسول نمبر ۳ ص ۴۷

۱۸ ایضاً

۱۹ ایضاً ص ۴۷

”قرآن نے اول تو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف صحابی قبیلوں کو مشاہیر کی قوم میں تبدیل کر دیا اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کی وہ عظیم الشان سیاسی و مذہبی جماعتیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لیے ایک بڑی طاقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ جماعت قرآن یہ ہے کہ وہ اس ہمہ گیر علمی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے، جس نے ازمنہ وسطیٰ میں، بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہود اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے حقیقتاً سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دورِ جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علماء فلسفہ، ہندسہ، ہیئت، اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب کا سب اصل عربی کتابوں کے لاطینی ترجموں کے ذریعے انھیں حاصل ہوا تھا۔ قرآن ہی نے شروع میں کتابتِ ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق عربوں اور ان کے دستوں میں پیدا کیا تھا۔ یہ مندرجہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا جو تخیل بہ محاذِ صفات قدرت علم عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے، اس جیسا کہیں نہیں۔ اس بنا پر قرآن بہترین تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ قرآن نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں، جن کے ذریعے سے زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو علی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔ یہ قرآن تحریف سے پاک ہے“ ۱

دہری نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے اس میں لکھتا ہے

”تمام قدیم صحیفوں میں قرآن سب سے زیادہ غیر مخلوط اور خالص ہے“ ۲

لین پول کا کہنا ہے

”قرآن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہر

۱۔ نقوش رسول نبرج ۴ ص ۴۶۹

۲۔ COMMENTARY OF THE QURAN VOL 1-PAGE 349

حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں، اس پر یہ اعتماد کیا جاسکتا ہے کہ تقریباً تیرہ صدیوں سے غیر تبدیل رہا ہے۔ لہٰذا
حکیم مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں

حرف اور راہِ ریب نے تبدیل نے

آیہ اش شرمندہ تاویل نے

اب ہم قارئین کو زحمت دیں گے کہ ایک طرف بوعلیٰ فضل طبرسی، اور غیر مسلم مستشرقین کے یہ خیالات رکھے اور کشف الاسرار مصنفہ شیعہ امام خمینی صاحب کی عبارت پھر سامنے لائے۔

ہم دیکھیں کہ مسلمانوں کا کتاب یہود و
نصاریٰ کی گرفتندہ عینا برائے خود
تحریف کا وہ عیب جو مسلمان یہود و نصاریٰ
پر لگاتے ہیں ان صحابہ پر ثابت ہوتا ہے۔
رہنما ثابت شود ۱۷

اور

آل آیات را از قرآن بردارند و کتاب
اسماذرا تحریر کنند و برائے ہمیشہ
قرآن را از نظر جهانیان بیندازند ۱۸
(صحابہ کو دشوار نہیں تھا کہ) ان آیات کو
قرآن مجید سے نکال دیں اور کتاب آسمانی
میں تحریر کر دیں، اور ہمیشہ کے لیے
قرآن کو دنیا والوں کی نگاہ سے مستور
بنادیں۔

خمینی صاحب در اصل اصول کافی کے ان مندرجات پر پورا پورا بھروسہ کرتے ہیں، جو شیعی راویوں کے ذریعے منقول ہیں کہ قرآن مجید سے فلاں فلاں آیات نکال دی گئی ہیں۔ قرآن مجید کا دو تہائی حصہ

۱۹ SELECTION FROM THE QURAN P. ۱۱

۲۰ کشف الاسرار ص ۱۱۱

۲۱ ایضاً

۲۲ اصول کافی صفحہ ۲۶۲/۲۶۳/۲۶۴/۲۶۵

غائب کر دیا گیا ہے۔ ان کے اعتقاد کے مطابق قرآن مجید کی آیتوں کی تعداد ستر ہزار (۷۰۰۰۰) تھی۔ جب کہ موجودہ قرآن مجید میں کل چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) آیتیں ہیں۔ اصل قرآن وہ ہے جو حضرت علی نے مرتب کیا وہ امام غائب آئیں گے تو یہ قرآن آئیں گے۔ بعض شیعہ ائمہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے جو موجودہ قرآن ہے۔ یہ سب غلط ہے۔

مگر اسے کیا کیجیے گا کہ یہ حضرات حضرت ابوالحسن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف کسی دوسرے مکمل قرآن کو منسوب کرتے ہیں۔ اور خود حضرت علی موجودہ قرآن ہی کے حکیم و دانہ، محرم راز، نکتہ رس، نکتہ سنج اور اسی کی ترتیب و تدوین پر حضرت ابو بکر و عثمان کے ممنون و مشکور نظر آ رہے ہیں۔ اس کھلی حقیقت اور واضح ثبوت کے پیش نظر ہی تو خود شیعہ علماء میں سے کچھ لوگوں نے ان اصول کافی وغیرہ کی تمام روایات کو لغو قرار دے دیا ہے۔

اب ہمارا سوال اس ذات سے ہے جو علم و فراست اور اقتدار کی مسندِ اعلیٰ پر بیٹھ کر اسلامی احیاء کا خواب دیکھ رہی ہے۔ کیا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جس قرآن پر مطمئن ہیں اسی قرآن کی روشنی میں احیاء اسلام ہو گا یا امام غائب والے قرآن کی روشنی میں۔ اگر جواب ثانی کی تائید میں ہے تو جو قرآن خود غائب ہے اس کی روشنی کہاں سے ظاہر ہو گی۔ نہایت عجز و اخلاص، اور اسلام کی دردمندی سے ہم جناب خمینی صاحب اور ان کے ہم نواؤں سے گزارش کریں گے کہ خدارا انقلاب اسلام برپا کرنے کا عمل شروع کرنے سے قبل قرآن والے اسلام، رسول والے اسلام، اصحاب کرام اور ائمہ والے اسلام سے روشناس ہونا ضروری ہے۔

— دل میں طوفان و فتنوں میں سیلِ اشتیاق
عشق سے پہلے مذاقِ عشق پیدا کرو

۱۔ اصول کافی ص ۲۷۰

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

اے بسا آرزو | ایران میں شاہ کا تختہ الٹنے کے بعد اخبارات کی روشنی میں ہم نے اور ہم جیسے نہ جانے لیتے بھولے بھلے مسلمانوں نے یہ امید لگائی، اور اس باندھی تھی کہ موجودہ بحرانی دور میں جب کہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر ادبار و مذلت مسلط ہے، شاید شیراز کے خطے سے فرقہ بندیوں کے خول سے آزاد خالص قرآن و سنت والی کوئی صدا امام خمینی کے ذریعے سنائی دے گی، مگر جب خود موصوف کی تحریریں پڑھنے کا اتفاق ہوا تو ہم سینہ پیٹ کر رہ گئے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ حقیقت حال یہ ظاہر ہوئی کہ ۔

۔ رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں انہی گم کردہ راہوں میں
گویا الناس علی دین ملوک کھنڈ کے بمقدار ہیں باور کرنا ہوگا کہ اگرچہ کل کارکنگ ڈم آف ایران آج اسلامی جمہوریہ ایران سے ضرور پکارا جاتا ہے، مگر اسلام کے نام کے درپردہ اہانت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہانت قرآن کا وہی آوازہ بلند ہوگا جو شیعت کا شعار ہے۔ یہ بات جناب خمینی صاحب کی تصنیفات کے مطالعے نے واضح گف کی ۔
۔ نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر

فرقہ شیعہ اور ایک بزرگ کا مکاشفہ | اہل سنت و جماعت سے شیعہ نظریات کا اختلاف آج کا نیا نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے۔ اسی لیے اہل سنت خوب جان گئے ہیں کہ یہ ہماری ملت کا جز نہیں ہیں۔ مشہور اسلامی محقق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ”الذات الثمین“ میں اپنے مکاشفات روحانی ذکر کیے ہیں، اس میں نواں مکاشفہ اس طور پر ہے کہ آپ حضور ختمی مرتبت سرتاج روحانیاں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم کی بارگاہ ناز میں حاضر خدمت ہیں۔ پھر اس کے بعد انہی کے الفاظ میں سنئے
سألتنا صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال روحانی عن الشيعة
 قومي إلى أن مذهبهم باطل، و
 بطلان مذهبهم يعرف من لفظ
 الإمام ولما افقت عرفت أن الإمام
 عندهم هو المعصوم المفترض طاعته
 الموحى إليه، وحيًا باطنيا وهذا
 هو معنى النبي، في مذهبهم
 يستلزم انكار ختم النبوة، فتحرم
 الله تعالى له

سے روحانی طور پر فرقہ شیعہ کے
 بارے میں دریافت کیا۔ مجھے جواب
 ملا کہ ان کا مذہب باطل ہے۔ اور ان
 کے مذہب کا بطلان لفظ امام سے
 سمجھا جاسکتا ہے۔ جب اس مراقبہ
 روحانی کی کیفیت ختم ہوئی تو مجھے خیال
 آیا کہ واقعی امام ان حضرات کے نزدیک وہ
 معصوم ہستی ہے جس کی اطاعت فرض ہے
 اور جس پر باطنی وحی آتی ہے اور حقیقت میں ہی
 نبی کی تعریف ہے۔ اس بنیاد پر ان کا مذہب
 ختم نبوت کے انکار کا مستلزم ہے۔

اب ان حقائق کی روشنی میں اہل سنت و شیعوں سے کیسے روابط رکھنے چاہئیں۔ اس
 سلسلے میں از خود کچھ قلم فرمانے کے بجائے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل دیوبند علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ
 حاضر خدمت کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ العطا یا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ جلد ۱۰
 کتاب المحظور والاباحۃ میں ہے

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت و جماعت اس بارے میں۔ آیا شیعوں کے
 ہمراہ ان کے مکان پر تیار شدہ کھانا کھانا درست ہے یا نہیں۔ اور یہ بات جو مشہور ہے
 کہ شیعہ اہل سنت و جماعت کو کھانا خراب کھاتے ہیں اس کا کیا ثبوت عقلی یا نقلی ہے۔
 اور نقلی ہے تو کس کی اور کس کتاب سے؟

الجواب :- روا فیہ کے ساتھ کھانا کھانا، ان کی تقریبات سرور میں دوستانہ شریک
 ہونا، اور جو امور دلائل و دلو و محبت پر دلالت کرتے ہیں، ان سے احتراز و اجتناب

کی نسبت، احادیث کثیرہ، واقوال ائمہ وافرہ متظاہرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ حدیث

ابن حبان و عقیلی وغیرہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَوَاكِلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ

وَلَا تَجَالِسُوهُمْ

قرآن عظیم میں ارشاد ہے

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

فَتَسَكَّمُوا النَّاسُ

اور فرماتا ہے

وَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ

الظَّالِمِينَ ۝

یہ بات کہ یہ نامقید فرقہ، جب اہل سنت کے بعض نادانوں کو کھانا دیتا ہے، خراب

کر کے دیتا ہے اس پر کسی دلیل و برہان عقل کے قیام کے کیا معنی؟ یہ امور متعلق بہ

شہادت ہیں۔ مشہور اسی طرح ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ۔ اور اس کا پتہ

ان کی ان حرکتوں سے چلتا ہے جو خاص حرم محترم مکہ معظمہ میں ان کی بے باکیوں سے صادر

ہوتی ہوئی سُننی ہیں، اور بعد اطلاق سزائیں دی جاتی ہیں۔ فقیر جس زمانے میں حاضر

لج تھا، خدام کرام مکہ معظمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک رافضی نے حرم مبارک میں مٹیاب

کیا، کہ اہل سنت کے کپڑے خراب ہوں۔ اسی زمانے میں مسموع ہوا کہ کوئی خدا ناستر

معاذ اللہ حجر اسود شریف پر کوئی گندی چیز لگا گیا کہ مسلمان ایذا پائیں۔ واللہ تعالیٰ

اعلم بالصواب

شیعہ سے متعلق مفصل احکام امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی مستقل کتاب "سَرَادُ الرَّفَضَةِ"

۲۰ ۱۳

میں بھی دیکھے جائیں وہ کافی بصیرت افزا ہیں۔ ●

حقیقی ہجرہ

علامہ اجل امام محمد یوسف البنہانی قدس سرہ اپنی کتاب ”جامع کرامات الاولیاء“ میں اولیاء اللہ کے طبقات اور اقسام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت الشیخ سیدی محی الدین ابن عربی (متوفی ۷۳۶ھ) کے حوالے سے رجبی بزرگوں کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ ہر دور میں چالیس ہوتے ہیں، عظمت الہی سے حال ان پر طاری رہتا ہے۔ یہ افراد ہوتے ہیں۔ انہیں رجبی اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام کا حال رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک طاری رہتا ہے۔ پھر یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر رجب آتا ہے تو اس حال کا اعادہ ہوتا ہے یہ مختلف شہروں میں بکھرے ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ مگر دوسرے سالکان راہ سے کم ہی لوگ انہیں پہچان سکتے ہیں ان میں کے کچھ حضرات یمن شام، اور دیار بکر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔“

اسی ضمن میں علامہ نبہانی ایک رجبی بزرگ کا حیرتناک کشف تحریر کرتے ہیں: ”حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ دیار بکر کے شہر ونسیر میں مجھے ایک

رجبی ملے تھے ان کے علاوہ اور کسی سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ حالانکہ مجھے

ان کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ کچھ رجبیوں پر رجبی کیف کی علامات

سال بھر باقی رہتی ہیں۔ جن صاحب کو میں نے دیکھا تھا،

ان پر سارا سال رافضیوں کا کشف باقی رہتا تھا۔ وہ کشفی حالت میں

انہیں خنزیر کی شکل میں دیکھتے۔ اگر کوئی مستورا ل حال رافضی ان کے

سامنے آجاتا تو آپ فوراً فرمادیتے کہ ”توبہ کرو تم رافضی ہو“ اور رافضی

جس کے حال کا علم کسی کو نہ ہوتا وہ حیران رہ جاتا۔ اب اگر

وہ آپ کے کہنے پر توبہ کر لیتا اور یہ توبہ سچی ہوتی۔ تو آپ اسے انسان

دیکھتے۔ مگر صرف زبانی تا تب ہونے والا اگر اپنے عقائد فاسدہ کو

دل میں چھپائے رہتا تو اسے آپ مکاشفاتی کیفیت میں خنزیر ہی دیکھتے۔ اور فرماتے تو جھوٹا ہے۔ یونہی اگر اپنی توبہ میں سچا ہوتا تو آپ اس کی بھی تصدیق کر دیتے۔۔۔۔۔ اس کیفیت کے باعث رافضی اپنے رخص کو چھوڑ دیتا۔ اس ضمن میں دواچھے خاصے عدل و شرع کے پابند شافعی حضرات سے بھی ان کا سابقہ پڑا۔ جو رافضی نہیں تھے اور نہ روافضی کے خاندان ہی سے ان کا کوئی تعلق تھا۔ وہ بڑے عقلمند تھے، انہوں نے کبھی اپنے خیالات کا اظہار بھی نہیں کیا تھا مگر وہ حضرات شیخین (سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کے بارے میں رافضیوں جیسا عقیدہ رکھتے تھے۔ جب وہ دونوں ان رجبی بزرگ کے سامنے آئے تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کو مجلس سے نکال دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطن رجبی بزرگوں کے سامنے رکھ دیئے جو خنزیر کی شکل کے تھے رافضیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی علامت و شکل مقرر فرما رکھی ہے ان دونوں کا گمان تھا کہ روئے زمین کا کوئی فرد ان کے باطن کو نہیں جانتا۔ عوام میں وہ متبع سنت اور شاہد و عادل مشہور تھے دونوں نے اس سلسلہ میں آپ سے احتجاج کیا۔۔۔۔۔ آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔ میں تو تمہیں خنزیر ہی دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور میرے درمیان اس مذہب رخص کو ماننے والوں کی یہی علامت متعین ہے، یہ بات سن کر انہوں نے دل ہی دل میں توبہ کر لی۔۔۔۔۔ آپ نے فوراً فرمایا۔۔۔۔۔ اب تم نے توبہ اختیار کی اور اس مذہب سے رجوع کر لیا، کیونکہ میں تمہیں نگاہ کشف میں انسان دیکھ رہا ہوں۔ وہ دونوں حیرت زدہ رہ گئے۔۔۔۔۔ اور

آپ کے ردِ بد و رب تعالیٰ سے استغفار و انابت کرنے لگے۔

(جامع کلمات الاولیاء اردو ج ۱ ص ۲۳۳ تا ص ۲۳۵ مطبوعہ مکتبہ حلدیہ لاہور ۱۹۸۲ء)

یہ ہے دورِ حاضر کے نام نہاد آیۃ اللہ و حجۃ اللہ امام خمینی اور ان کے ہم مذہب حضرات شیعوہ کی اصل تصویر۔ جو ان کی گستاخی و بدعتیہ دگرگئی کے سبب رُوحانیت کے صاف آئینہ میں نظر آ رہی ہے۔

لہٰذا چند سگوں یا معمولی دنیوی مفاد کے پیشِ نظر ان سے راہ و رسم، خلطِ ملط یا ان کی تائید و ہمدردی میں لگ کر اہل ایمان اپنی ایمانی و اسلامی حقیقت بھی العیاذ باللہ کہیں کھونہ بیٹھیں۔ کیونکہ

صحبتِ بد سے بگڑ جاتے ہیں اچھے اطوار

اور حضرت مولانا تے روم فرماتے ہیں ۔

یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

خُلُقًا وِراہِل بیت کے

تَعْلَمَ کَاتُ

• حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کے مشورہ سے اسلامی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مقرر کی ہے

• سیدنا عمر کے دور خلافت میں متعدد ایسے مواقع آئے جب امیر المؤمنین نے فرمایا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

• حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا جنازہ کفن میں لپٹا ہوا رکھا تھا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلبی جذبات ان کے بارے میں کیا تھے۔ حالت یہ تھی کہ روتے روتے ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ کی رحمت ہو آپ پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ اعمال کے بعد عمر کے سوا کسی بھی شخص کا نامہ اعمال میرے نزدیک ایسا نہیں ہے جس کی مجھے تمنا ہو کہ جو کچھ اس نامہ اعمال میں ہے۔ گاش میں اس کے ساتھ پروردگار عالم کے حضور حاضر ہوتا ہے

نیچ البلاغہ میں ہے۔

مزج اہل زمین

دور فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم کے خلاف جہاد میں خود شریک ہونے کے متعلق مشورہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلبہ دینے والا، اور ان کی عزتوں کی حفاظت کا کفیل ہے۔ وہ ذات جس نے مسلمانوں کو ایسی حالت میں فتح و نصرت عطا فرمائی، جب مسلمان تعداد میں کم تھے، اور فتح حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور مسلمانوں کے دشمنوں کو ایسی حالت میں شکست دی کہ مسلمان

لے الکامل، لابن اثیر ج ۷، ص ۴۷

لے تاریخ الخلفاء، مطبوعہ مجتبیٰ، دہلی ۱۸۹۱ء، ص ۴۲

تھوڑے تھے۔ خود دشمنوں کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ذات زندہ ہے فوت نہیں ہو گئی۔ آپ اگر بذات خود دشمن کی جانب تشریف لجائیں اور اس کے خلاف جہاد میں شرکت کریں اور اس حال میں شہید ہو جائیں تو پھر دسے زمین پر مسلمانوں کا کوئی آسرا اور پناہ گاہ نہ ہوگی۔ (پس بعدت مرجع یوحعون الیہ) آپ دشمن کی طرف کوئی تجربہ کار آدمی روانہ فرمائیں۔ اور اس کے ساتھ جنگ آزما بہادروں کا لشکر بھیجیں پس اگر اللہ نے فتح عطا فرمائی تو آپ کا عین نشانہ یہی ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ دوسری بات ہو گئی کنت ددعاً للناس مثابة للمسلمین۔ تو آپ کی ذات لوگوں کا ماوا و ملجا اور مسلمانوں کی جائے پناہ تو موجود ہی ہوگی۔

یاد رہے کہ یہ دور فاروقی کا وہی جہاد ہے جس نے سلطنت روما کی چولیس ہلا دیں۔ تثلیث کے پجاریوں کو موحدین کے روبرو گھٹنا ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ صلیب کا غرور چکنا چور ہو گیا۔ اور ہلالی اسلامی پرچم سیحیت کے سینہ پر گڑ گیا۔ پادریوں اور آتش پرست مجوسیوں کا غرور خاک میں ملا دیا گیا۔ کیونکہ اس مبارک دور میں سیدنا فاروق اعظم علیہ السلام کے ہمراہ سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السلام تھے۔ اللہ اکبر کتنا خلوص تھا ان کی نیتوں میں اور کتنی صداقت تھی ان کی مشاورت میں، کیا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز مشورہ کو البیاد باللہ تفتیہ کہا جانا دین و دیانت کے گلے پر چھری پھرنے کے مرادف نہیں؟

آئیے ایک اور ارشاد کا مطالعہ کیجئے۔ یہ بھی اسی دور مبارک کی بات ہے۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فارس کے خلاف ہونے والے جہاد میں بذات خود شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں مشورہ

دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی فتح و شکست کثرت و قلت پر منحصر نہیں۔ یہ اللہ کا دین ہے اسے اللہ ہی نے غالب کیا ہے، اسی نے اسے تیار کیا ہے، اور نصرت دی ہے۔ تاآنکہ جہاں تک اس دین کی روشنی پھیلنی تھی پھیلی۔ ہم رب تعالیٰ کے وعدے پر قائم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمانے والا ہے اور وہی اپنے لشکر کو فتح بخشنے والا ہے۔ اور مسلمانوں کے امیر کا مسئلہ تسبیح کے دھاگے کی طرح ہے۔ جو تسبیح کے دانوں کو باہم مرتب رکھتا ہے وہ رشتہ اگر ٹوٹ جائے تو دانے بکھر جاتے ہیں، پھر اکٹھے نہیں ہو سکتے اور مسلمان اگرچہ دشمنوں کے لحاظ سے کم ہیں مگر اسلامی اقبال کے باعث زیادہ ہیں۔ اور اپنے اجتماع کی وجہ سے غالب ہیں۔ آپ قطب بنکر ایک ہی جگہ رہیں۔ اور لشکر اسلام کی چکی کو گھمائیں۔ اور آتش جنگ اپنے ملک سے دور رکھ کر دشمن تک پہنچائیں۔ اگر آپ بذات خود اس ملک عرب سے چلے گئے تو عرب کے قبائل جو دبے ہیں ہر طرف سے ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر مسلمانوں کی عزت و ناموس کا تحفظ آپ کو فارس کے خلاف جہاں سے زیادہ اہم محسوس ہو گا۔ اور بھی لوگ جب کل آپ کو میدان جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے عرب کا سردار یہی ہے اسی کو ختم کر دو پھر خیر ہی خیر ہے۔ پھر یہ بات دشمن کو آپ کے خلاف جنگ کرنے میں سخت حریص کر دے گی اور ان کی طمع کو بڑھا دے گی لے

دنیا کا کون بے بصیرت کہہ سکتا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ نے تقیۃ خفا سے شمشاد کا ساتھ دیا۔ ایسا کہنا گویا کردار مرتضوی کے اچھے دامن پر بدناما داغ لگانا ہے

صحاب کبار اور اہل بیت میں باہم رشتہ داریاں | شیعہ حضرات جن مقدس صحابہ کو گالیاں بکتا

کار ثواب سمجھتے ہیں ان میں کا ہر ایک فضائل صحابیت اور ایمانی اولیت کے علاوہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی مرتضیٰ سے قربت بھی رکھتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا رغار بنی ہیں۔ اور ان کی دختر بلند اختر کو ام المومنین ہونے کا شرف ملا۔ صدیق اکبر رسول خدا کے خسر ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کا نکاح پڑھایا تو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اس نکاح کے شاہد ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر بھی ہیں۔ اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد بھی، کیونکہ حضرت علی کی شہزادی سیدہ ام کلثوم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ اور ان سے ایک فرزند تولد ہوئے جن کی پرورش حضرت علی نے فرمائی۔ آج کل کے بے علم مجلس خواں خواہ اس بات کا انکار کریں مگر شیعوں کی حدیث میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے لے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شہزادیاں کے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔ پہلے سیدہ رقیہ سے نکاح ہوا۔ ان کی وفات کے بعد اشارہ وحی کی بناء پر سیدہ ام کلثوم کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جلالہ نکاح میں دیا۔ حضرات صحابہ نے اس بات کے جواب میں کہ انہیں ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے۔ فرمایا۔

اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی بنی کی دو بیٹیوں سے نکاح کا شرف نہیں ملا۔ لے

دور حاضر کے شیعہ تو لکیر کے فقیر ہیں۔ اور معاذ اللہ اس حقیقت کو توڑ مروڑ کر

بیان کرتے ہیں۔ مگر بلا باتر مجلسی کی روایت سینے۔
 امام جعفر صادق سے پوچھا گیا، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی
 کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں دیا تھا۔ امام جعفر نے فرمایا۔
 ہاں دیا تھا۔

اس کے علاوہ پرانے رشتوں میں حضرت عثمان غنی کی والدہ، رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، جن دونوں مدینہ طیبہ کو باغیوں نے گھیر رکھا تھا۔ ان امام
 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں حضرت عثمان غنی رضی
 اللہ عنہ کے اوصاف و فضائل میں یہ بھی فرمایا۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے جس طرح ہم رہے، اور
 ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی عمل حق میں آپ سے ادنیٰ نہ تھے۔ آپ کو ان
 دونوں سے بڑھ کر بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کی عزت حاصل
 ہے جو ان حضرات کو نہ تھی۔

■ حضرت سیدنا ابوبکر کے صاحبزادے محمد کی پرورش حضرت علی کے گھر ہوئی
 کیونکہ حضرت ابوبکر کا وصال ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیوہ
 اسماء بنت عیس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر ان کے ہمراہ حضرت علی
 کی پرورش میں آئے۔

● واقعہ صفین و کربلا کے بعد بھی بنو ہاشم اور بنو امیہ اور اہل بیت و خلفائے ثلاثہ
 میں باہم شادی بیاہ کا سلسلہ قائم رہا۔

● سیدنا حسین بن علی کی شہزادی فاطمہ کا عقد ثانی حضرت عثمان غنی کے پوتے
 عبداللہ بن عمر سے ہوا، جن کے بطن سے سید الشہداء کے اموی نواسے محمد بن عبداللہ تھے،

۱۔ حیات القلوب، للمجلسی ج ۲ ص ۵۶۳ ۲۔ نیج البلاغۃ، ص ۱۲۵
 ۳۔ تحفۃ الاحباب فی تاریخ الامحاب ص ۵۸ ۴۔ "علی" شخصیت اور کردار، ص ۱۲۵

- حضرت زید بن امام حسن بن علی کی شہزادی نفیسہ کا عقد خلیفہ ولید بن عبدالملک ہوا۔
- ولید بن عبدالملک کی والدہ خود حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی دختر تھیں۔
- حضرت امام حسین بن علی کی شہزادی سکینہ کا نکاح خاندان اموی میں اصبح بن عبدالعزیز بن مروان سے ہوا تھا۔ پھر تفریق ہو گئی۔
- اصبح سے طلاق کے بعد حضرت سکینہ کا نکاح حضرت عثمان غنی کے پوتے زید بن عمر سے ہوا۔

رشتہ و داد و محبت | ان کے علاوہ بھی ان حضرات میں باہم رشتے ہوئے، او مودت و مصاہرت کے تعلقات رہے۔ آج کل شیعہ علاقوں میں آپ چلے جائیں مثلاً ایران و عراق کے شیعہ خطوں میں آپ کسی کا نام ابو بکر، عمر، عثمان اور معاویہ نہیں پائیں گے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عملی کردار دیکھئے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر، عمر، اور عثمان رکھے۔

حضرت امام حسن نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ایک شہزادہ کا نام عمر رکھا۔ آگے چلئے تو حضرت امام زین العابدین نے بھی اپنے فرزند کا نام عمر رکھا۔ اور محمد بن حنفیہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ اس طرح محبت و مودت کا یہ سلسلہ اہل بیت اور صحابہ کبار میں قائم رہا۔ اب اس مبعوض فرقہ کو اپنے ایمان کا احتساب کرنا چاہئے۔ جو اصحابِ ثلاثہ کے نام تک سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے۔

طرزِ عمر خویش بزارم کہ او نام عمر دارد،

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عالم اسلام پر احسان عظیم ہے جس سے ملت مسلمہ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ سادات اہل بیت اس سے بے خبر نہیں تھے ان کے مناقب و محاسن اور کارناموں سے ذخیرہ اسلامیات لبریز ہیں۔ یہاں محض اسلام کے دورِ غربت کی ایک جھلک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول

کی روشنی میں دکھاتا ہوں — انہوں نے فرمایا۔

اب تک ہم کعبہ میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اظہار

اسلام کے ساتھ ہی ہمارے اس استحقاق کے لئے قریش سے مقابلہ

کر کے خود کعبہ میں نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

پھر اس کے بعد اسلام کا دور عروج آیا۔ حتیٰ کہ تکمیل دین کے اعلان عظیم کے

بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر

صدیق کا دور مسعود گزرا۔ اور سیدنا فاروق اعظم مسند امارت پر رونق افروز ہوئے

اس دور کی چند ایمان افروز داستانیں ابھی آپ نے ملاحظہ کیں — اس

کے علاوہ دیکھیں کہ حضرت امیر المومنین اہل بیت رسول سیدنا عباسؓ، سیدنا علیؓ

اور حسنینؓ کو ہمیں سے کس پیار و محبت اور ادب و احترام کا رابطہ رکھتے تھے۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے نخلستان بنو نضیر کا انتظام حضرت عباسؓ اور حضرت

علیؓ کے سپرد فرمایا تھا۔ ایک بار قحط سالی ہوئی اور بہت سے لوگ بھوکوں مرنے

لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباسؓ (حضور انور کے چچا) کے وسیلہ سے

دعا کی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ اور باران کرم برسا کر جل تھل کیا۔ حضرت

عباسؓ کے صاحبزادے جبرالامت عبد اللہ بن عباسؓ، سیدنا عمر فاروقؓ کے زیر

تربیت رہے۔ اہل وظائف کی فہرست میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباسؓ

حضرت علیؓ کے نام سر فہرست اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کے نام امتیاز

لحاظ سے لکھوائے۔ اہمات المومنین کے وظیفے سب سے زیادہ، ان کے بعد اصحاب

بدر کا درجہ تھا۔ حضرات حسنینؓ اگرچہ بدری نہ تھے مگر ان دونوں شہزادوں کے وظیفے

بھی بدری صحابہ کے برابر متعین فرمایا۔

ایران کی فتح کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو غنیمت تقسیم کی تو اپنے بیٹے

عبداللہ کو پانچ سو درہم دیتے مگر سیدنا حسن اور سیدنا حسین کو ہزار ہزار درہم دینے
اسی طرح خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں سیدنا علی رضی
کا یہ فرمان کس بات کی غمازی کر رہا ہے؟

”عثمان تو ہم میں سب سے زیادہ نیک، زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، زیادہ
حیادار، پاک طینت، اور خدائے تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے“ لہ
سیدنا عثمان غنی پر سبائیوں نے یہ الزام لگایا تھا کہ آپ اقربار پروری کرتے
ہیں جس کا انہوں نے بایں طور جواب مرحمت کیا تھا۔

”اہل خاندان کے ساتھ میری محبت نے مجھے ظلم و جور پر مائل نہیں کیا، بلکہ
میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں۔ میں جو کچھ اپنے اقارب کو دیتا ہوں،
اپنے مال سے دیتا ہوں۔ مسلمانوں کا مال میں خود اپنے لئے حلال نہیں
سمجھتا کہ اس میں سے اپنے گزارہ کے لئے بھی لوں، بلکہ میں اپنے مال سے
اپنا گزارہ کرتا ہوں۔ پھر بھلا مسلمانوں کا مال میں غیروں کو کس طرح
دینے لگا“ لہ

اسی طرح شیعی پروپیگنڈے نے مسلمانوں کے اندر حضرت امیر معاویہؓ، کاتبِ وحی
اور امتِ مسلمہ کے ماموں رضی اللہ عنہ سے متعلق طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلا دی ہیں۔
حالانکہ ان کا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اختلاف محض شرعی اور اجتہادی بنیادوں
پر تھا۔ جس کے بارے میں مقالات، مشاجراتِ صحابہؓ اور صحابہؓ کے اندر ہم نے کافی
معلومات فراہم کر دی ہیں۔ تاہم چند اہم واقعات یہاں بھی سپرد قلم ہیں۔

حضرت علیؓ کے لشکر میں بہت سے لوگ حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے
تھے۔ حضرت علیؓ نے ان تمام کو ”وہم“ کے محاذ کی جانب جانے کی اجازت
دے دی اور ان پر کوئی مواخذہ نہیں فرمایا۔ ان کی تعداد

پانچ ہزار تھی — مرہ ہمدانی انہیں میں تھے ۱۷

امیر معاویہ فرماتے ہیں ۔

تخدا! علی مجھ سے بہتر ہیں۔ اور مجھ سے افضل ہیں ۱۸

حضرت امیر معاویہ کو جب معلوم ہوا کہ قیصر روم مسلمانوں کے باہمی نزاعات سے قائم اٹھا کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے قیصر کو لکھا ۔

اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کا عزم کیا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (حضرت علی) سے صلح کر لوں گا ۔ پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر

روانہ ہو گا میں اس کے ہر اہل دستہ میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو حصار کر کوئلہ بنا دوں گا ۔ اور تمہاری حکومت کو گاجر مولیٰ کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا ۱۹

حضرت امیر معاویہ امین حسنین کو جب وہ ان سے ملنے جاتے وہ دو لاکھ درہم کے عطیات دیتے اور بے حد عزت و توقیر فرماتے ۲۰

امارت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غنیۃ الطالبین میں ہے ۔

اما خلافت معاویہ بن ابی سفیان ثنابتہ صحیحۃ بعد موت علی و بعد خلع الحسن بن علی فیہ عن الخلافتہ و تسلیمھا الی معاویہ لراي ذاك الحسن و مصلحتہ عامۃ تحقیقت لہ و حقن دماء المسلمین ۲۱

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت سے نا آشنا نگاہوں کو ان نورانی

۱۷ لے نوح البلدان للبلاذری ج ۱، ص ۲۸۸ لے البدایۃ والنہایۃ ج ۴، ص ۱۲۹،

۱۸ لے تاج العروس، ج ۱، ص ۲۰۸، لے البدایۃ والنہایۃ ج ۸، ص ۱۵،

۱۹ لے غنیۃ الطالبین، از شیخ عبدالقادر جیلانی، ص ۱۷۶،

تحریروں سے روشنی حاصل کرنی چاہئے۔

کسی نے حضرت ابوامامہ سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما، انہوں نے جواب میں کہا کہ ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے“۔
ایک بار حضرت امام علیہ الرحمہ کی مجلس میں کچھ لوگ موجود تھے۔ ایک شخص کا ذکر نکلا جو بعض صحابہ کو برا کہتا تھا۔ حضرت امام نے آیت کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ قَالَتِ الَّذِينَ مَعَهُ لَيَبْغِضَنَّاهُمْ أَنْكَفَادًا تِلْكَ تِلَاوَتُكَ کی۔ اور فرمایا۔ جس شخص کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے بغض ہو وہ اس آیت کریمہ کی زد میں ہے۔ یعنی اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔

اُمّتِ مسلمہ سے الگ خیال | شیعہ وہ بد نصیب قوم ہے جس نے حضرات خلفائے ثلاثہ، صحابہ و صحابیات، اہل بیت المؤمنین خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے بغض و عناد مولے کر خود کو امتِ مسلمہ سے الگ کر لیا۔ اور اب جناب خمینی کے مترجمین کا خیال ہے کہ دور نبوی کے بعد حضرت سیدنا علی اور امام حسن کی خلافت کے چند سال چھوڑ کر دنیا میں کبھی اسلامی حکومت رہی ہی نہیں۔ مجلہ توحید کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

اور چودہ سو سال بعد حضرت علی بن ابی طالب اور امام حسن کی مختصر اسلامی حکومت کی یاد مازہ کرتے ہوئے پہلی بار ”وارث غدیر“ حضرت امام خمینی نے روئے زمین پر ایک ایسی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی جس نے شرق و غرب کے تمام استعماری تار و پود بکھر کر رکھ دیئے۔
اور جناب علی خامنہ ای صاحب تو اس سے آگے بڑھ گئے۔ وہ تو کہہ گئے کہ صدر

اول سے اب تک اسلام تھا ہی نہیں۔ امام زین العابدین کے زمانہ میں صرف بیس آدمی ہی سچے مومن تھے اور دوسری حسنی میں محض ۳ آدمی۔ نہ ہر دعنا میں بھی ہوئی تحریر آپ بھی دیکھیں۔

علامہ مجلسی، زہری اور سعید ابن مسیب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ لوگ مغربین میں سے تھے۔ (اگرچہ میں ذاتی طور پر سعید ابن مسیب کے سلسلہ میں یہ بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ کیوں کہ دوسری دلیلوں سے آپ کا امام علیہ السلام کے حواریین سے ہونا ثابت ہے۔ البتہ زہری کے سلسلہ میں یہ بات صحیح ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دوسرے افراد پر یہ بات صادق آتی ہے) جیسا کہ اس کے بعد خود علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ: ابن ابی الحدید نے ایسی بہت سی شخصیتوں اور اس دور کے رجال (معزز ہستیوں) کا نام ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سب اہل بیت سے منحرف تھے۔ اور پھر آپ حضرت سجاد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ما بکتہ والمدینۃ عشرون رجلاً یحبوننا۔ پورے مکہ اور مدینہ میں ایسے بیس آدمی بھی نہیں ہیں جو ہم کو دوست رکھتے ہوں۔ امام زین العابدین علیہ السلام ایسے بدترین حالات میں زندگی بسر کر رہے تھے اور یہی وہ دور ہے جب آپ اپنے عظیم مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد شروع کرتے ہیں۔ اور اسی زمانہ کو امام جعفر صادق علیہ السلام ان لفظوں میں اشارہ فرماتے ہیں: ارتد الناس بعد الحسین الا ثلاثۃ، امام حسین کے بعد تین افراد کے علاوہ سبھی لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور ان تین آدمیوں کا نام لیتے ہیں۔ ابو خالد الکابی، یحییٰ ابن ام الطویل، اور جبیز بن مطعم (البتہ علامہ نسوستری کا خیال ہے کہ جبیز بن مطعم کے بجائے حکیم ابن جبیر بن مطعم ہونا چاہئے۔ بعض نقلوں میں محمد ابن جبیر بن مطعم درج ہے۔ ہمارے ایک روایت میں چار افراد کے نام ملتے ہیں

جیکہ بعض روایتوں میں پانچ اشخاص کے نام لئے گئے ہیں۔ پھر بھی یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ قابل جمع ہیں۔ اتنے سخت ماحول اور ایسی سنگلاخ وادی میں رہتے ہوئے امام اپنے ہدف کی تکمیل کے لئے جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں^۱۔

اصول کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ایک قول یہ بھی ہے کہ

”اگر میرے شیعہ پورے سترہ ہوتے تو میں جہاد کرتا^۲۔“

بھولے بھالے مسلمان بھائیو! اس پورے مقالہ میں ہم نے مثبت و منفی ہر دو قسم کے اقتباسات ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اور حتی الامکان ذاتی تبصرہ سے احتراز مد نظر رکھا ہے تاکہ قاری خود اندازہ لگا سکے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ، اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان درحقیقت باہم کس درجہ پیار و محبت، ادب و احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مگر برا ہو عصبیت فاسدہ اور ہٹ دھرمی کا جس نے تاریخ کے روشن دمنور باب کو داغدار بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ دعا ہے کہ رب کریم تمام مسلمانوں کو سوئے ظن اور عناد کے آتشکدے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اولاد کا قانون

میں نے

۱۹۰

- صحابی کی تعریف ۱۹۰
- تشویشناک دور ۱۹۹
- خاموشی بہتر ۲۰۶
- کاش ہمیں واقفیت ہو؟ ۲۰۷
- حضرت امیر معاویہ اور جناب خمینی ۲۰۸
- علماء اسلام غور فرمائیں ۲۱۰
- اس آگ کی چنگاری ۲۱۰
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۱۱
- امیر معاویہ اور اہلیت ۲۱۳
- اہل نظر کی نظر میں ۲۱۸

مشاہیرات صحابہ و راستہ امی موقف

صحابی کی تعریف | صحابی کی تعریف بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مولانا احمد یار خاں بدایونی لکھتے ہیں۔

صحابی وہ خوش نصیب مومن ہیں جنہوں نے ایمان و ہوش کی حالت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا یا انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ پھر ان کو ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوا۔ لہذا حضرت ابراہیم و طیب و طاہر فرزند ان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچپن ہی میں وفات پا گئے صحابی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے شیر خوارگی میں حضور کو دیکھا۔ جبکہ ہوش نہیں ہوتا۔ اور سیدنا عبداللہ بن مکتوم نابینا صحابی ہیں۔ وہ بزرگ اگرچہ حضور کو دیکھ نہ سکے مگر اس صحبت پاک میں تو حاضر ہوئے۔ اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مرتد ہو کر مرے جیسے سیلہ کذاب پر ایمان لے آنے والے وہ صحابی نہیں، کیونکہ صحابیت میں ایمان پر خاتمہ ہونے کی شرط ہے۔ البتہ وہ لوگ جو مرتد ہو کر پھر ایمان لے آئے جیسے اشعث بن قیس یا زمانہ صدیقی میں زکوٰۃ کے منکر جو بعد میں تائب ہو گئے وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی ہیں لے

حضور کے بعد مسلمانوں میں حاجی، غازی، نمازی، قاضی سب ہو سکتے ہیں مگر صحابی کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے۔ کل صحابہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ یعنی

لے امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۱۰، ۱۱، مطبوعہ گجرات، پاکستان

(تقریباً) انبیاء کی تعداد کے برابر، پھر جیسے انبیاء مختلف درجے والے ہیں
ایسے ہی صحابہ کرام مختلف مرتبے والے ہیں لہ
حضرات صحابہ کرام کی للہیت، خلوص، اور بے نفسی پر ایمان لانے کے لئے ذیل
کی روایات حدیث و تاریخ پر غور فرمائیں۔

مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جل یا صفین کی جنگ کے دوران اپنے کسی
سپاہی کو مخالف لشکر والوں کے حق میں نازیبا باتیں کہتے ہوئے سنا تو فرمایا :
ان کے حق میں بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو۔ ان سے ہمارے قتال کی وجہ صرف
یہ ہے کہ ہم انہیں اور وہ ہمیں باغی سمجھتے ہیں لہ
خود انہی سے جل و صفین کے مقتولین کے انجام کے بارے میں سوال کیا گیا، تو
جواب ارشاد فرمایا۔

ان میں سے جو بھی صفائی قلب کے ساتھ تھا وہ داخل جنت ہو گا لہ
جنگِ جمل کے دوران جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کے مقابل
آنے والے لوگ مشرک ہیں؟ فرمایا مشرک سے بھاگ کر ہی تو وہ اسلام میں آئے ہیں۔ پھر
سوال ہوا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافقین تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ پھر پوچھا
گیا۔ آخر یہ لوگ کیا ہیں؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت
کی ہے لہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
لشکریوں کے مقابلہ میں شہید ہو کر گرے تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر
کر انہیں اٹھالیا۔ چہرے سے غبار صاف کرنے لگے اور روتے ہوئے فرمایا۔
کاش! میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا لہ

لہ امیر معاویہ پر ایک نظر ص: ۱۱ لہ منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۶ لہ مقدمہ ابن خلدون ص ۲۸۵
لہ سنن بیہقی طبع حیدرآباد دکن ج ۸ ص ۱۷۲ لہ جمع النوادر ج ۲ ص ۲۱۴

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تقسیم فرمایا کہ علی مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں۔ ان سے میرا اختلاف صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں ہے۔ اگر وہ قصاص لے لیں تو اہل شام میں ان کے ہاتھ پر سب سے پہلے میں بیعت کروں گا لے۔ حضرت امیر معاویہ کے پاس حضرت علی کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ رونے لگے۔ ان کی اہلیہ نے پوچھا، زندگی میں آپ ان سے لڑتے رہے۔ اور اب رو رہے ہیں جواب دیا۔ تم نہیں جانتی ان کی وفات سے کیا فقہ اور کیا علم دنیا سے رخصت ہو گیا لے

(البدایۃ والنہایۃ ج ۷، ص ۱۲۹)

مورخین نے نقل کیا ہے کہ صفین و جمل کے موقع پر فریقین کے مابین دن میں جنگ ہوتی اور رات ہوتی تو دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے کے لشکر میں جا کر شہرہ راہ کی تہنیز و تکفین میں حصہ لیتے تھے لے

تشویشناک دور

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور گرامی میں اسلام دشمن عناصر نے عبداللہ بن سنان نامی شخص کی سرکردگی میں بغاوت کی، جس کے نتیجہ میں خلیفۃ المسلمین سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اس وقت دارالخلافت مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ، مصر اور کوفہ میں فتنہ کی آندھی چل رہی تھی۔ حالات نہایت تشویشناک رخ اختیار کر گئے تھے۔ مولا نے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اب اس کے بعد سند خلافت سنبھالنے والے کے لئے نہایت سخت مراحل اور دشواریوں کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ جب آپ سے زمام خلافت سنبھالنے کی گزارش کی گئی، تو آپ نے فرمایا۔

دعونی والتمسوا غیری فانما مستقبلون امراً لہ وجوہ
مجھے رہنے دو کسی اور کو تلاش کر لو کیونکہ مستقبل میں کچھ ایسے حالات پیش آنے والے ہیں جنکے

لے البدایۃ والنہایۃ ج ۷، ص ۱۲۹ لے البدایۃ والنہایۃ ج ۷، ص ۱۲۹ لے البدایۃ والنہایۃ ج ۷، ص ۱۲۹

اگر تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو گے تو میں تم میں سے کسی ایک فرد کی طرح رہوں گا اور جسے تم خلیفہ مقرر کرو گے شاید تم سے زیادہ اس کی اطاعت کروں گا۔ اور تمہارے لئے میرا وزیر ہونا میرے امیر ہونے سے بہتر ہے لے

حضرت مولائے کائنات کے اس فرمان سے اس دور کے مخدوش حالات پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ مگر جو متحدہ تھا وہ ہو کر رہا۔ حضرات صحابہ کرامؓ باتفاق رائے امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر کے انہیں باخلافت کا ذمہ دار بنا دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ رذوالحجہ ۳۵ھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایک ہفتہ بعد ہوا۔ اس اضطراب و بے چینی اور افراتفری کے ماحول میں حضرت امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے امور خلافت پر توجہ فرمائی۔ اور مسلمانوں کے معاملات کی درستگی کی جانب منوط ہوئے۔ اور ہر شریک باغیوں نے اپنی حکمت عملی کے تحت حضرت امیر المومنین کی حمایت میں سرگرمیاں دکھانی تیز کیں۔ دوسری جانب اجلہ صحابہ کی جانب سے خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کے جرم میں ملوث باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ ہونے لگا۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اس بات سے منکر یا غافل نہیں تھے۔ مگر خلافت کے دیگر اہم امور میں انہماک کے باعث قاتلان عثمان کے انتقام کا کام مؤخر ہو رہا تھا۔ قاتلان سیدنا عثمان، اور اسلام دشمن منافقین حالاً کے بدلتے ہوئے رخ کے مطابق اپنی بالیاں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ یہ صورت حال تھی جس میں اجلہ صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کی رائیں مختلف ہوئیں۔ اور کون نہیں جانتا کہ آراء کا مختلف ہونا عیب نہیں۔

دربار رسول کے حاضر باش صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ مجلس مشاورت رسول میں وہ رائے دہندگی کی آزادی پلتے تھے

تو حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف بھی رائے دیا کرتے تھے۔ اور ان کا یہ اختلاف برا نہیں تھا۔ اور نہ ہی ان صحابہ کے خلاف قرآن مجید کوئی تنبیہ فرمائی۔ بلکہ قرآن نے صحابہ کی باہمی مشاورت کی تعریف فرمائی۔ و امر ہم مشوراً فی بینہم خود قرآن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے ساتھ مشاورت کا حکم نازل ہوا۔

وَشَاوِدْهُمْ فِي الْقَوْمِ
(اکل عمران) پیارے حبیب آپ اپنے صحابہ سے معاملات میں مشورہ فرمایا کریں۔

اس کی روشنی میں آسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ اجتہادی امور میں آراء رسول کے مخالف رائے دینا صحابہ کے لئے جرم نہیں رہا تو باہم کیسے جرم ہوگا۔
حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات شریف میں رقم طراز ہیں۔

حضرات صحابہ کرام بعض اجتہادی امور میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کی مخالفت کرتے تھے۔ اور حضور کی رائے کے خلاف رائے دیتے تھے۔ اور ان کا یہ اختلاف نہ برا تھا نہ قابل ملامت، اور نہ ان کے خلاف کوئی وحی اتری۔ تو پھر اجتہادی امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کفر کیسے ہو گئی؟ اور ان کے مخالفین پر طعن و ملامت کیوں؟ — حضرت سیدنا علی سے جنگ کرنے والے مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے۔ اور ان میں جلیل القدر صحابہ ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کافر کہنا یا ملامت کرنا آسان نہیں ہے لہ

تمام مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین علوئے اسلام اور نفاذ دین و شرع کے لئے تھے۔ اور وہ تمام مجتہد صحابہ کے اجتہاد کی بنیاد پر تھے۔ جن صحابہ نے مجتہد صحابہ کے ساتھ مل کر تلواریں اٹھائیں ان کے مقاصد بھی حمایت دین کے سوا کچھ اور نہیں

لے مکتوبات شریف، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ ج ۲، ص ۲۰، مکتوب ۶۲۶،

تھے۔ اور مجتہد جب اپنے اجتہاد میں خطا کرتا ہے تو بھی اسے ایک ثواب ملتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام کے قلوب صحبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل نفسانی خواہشات سے پاک ہو چکے تھے۔ اسی لئے مقدس گروہ صحابہ کے بارے میں ہمیں اپنے اذہان میں کوئی ایسا شبہ لانا بھی باعث ہلاکت ہے۔

ان جنگوں میں حق بلاشبہ حضرت علی کے ساتھ تھا۔ مگر ان کے مقابل آنے والے حضرات بھی تمام عادل ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے تاویل و اجتہاد سے کام لیا۔ حق اگرچہ ایک ہی ہوتا ہے مگر حق رسی کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔ صحابہ کے مابین ہونے والی جنگوں میں وجوہ و طرق اتنے مشتبہ تھے کہ صحابہ کی اجتہادی رائیں مختلف ہو گئیں۔

• ایک فریق کے اجتہاد نے اسے برحق قرار دیا اور مقابل کو باغی ثابت کیا، جس سے قتال کرنا واجب ٹھہرا، جو اپنے اجتہاد میں صائب تھا جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

• دوسرے فریق نے اپنے اجتہاد سے اس کے برعکس فیصلہ کیا۔ جو اپنے اجتہاد میں خطا پر تھا جیسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ،

• اسی میں ایک تیسرا طبقہ بھی تھا جس کے لئے کسی ایک گروہ کا برحق ہونا واضح نہ تھا۔ لہذا یہ فریقین سے کنارہ کش رہا۔ جیسے عبداللہ بن عمر اور سعد بن مالک وغیرہما، اور ان تمام جماعتوں کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا واجب تھا۔ گویا صحابہ کا تینوں طبقہ اپنے اپنے طور پر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتا تھا۔ اور جس جماعت کے اجتہاد نے قرآن و سنت کی رو سے جو نتیجہ اخذ کیا، جان و دل سے اس پر عمل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت خواجہ حسن بصری نے بہت پیاری بات فرمائی۔

یہ ایسی جنگیں تھیں جن میں صحابہ موجود تھے۔ اور ہم موجود نہیں تھے۔ وہ ان حالات کو جانتے تھے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ اس لئے ہم یہ کرتے ہیں کہ جس پر تمام صحابہ متفق ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جس میں ان کے درمیان اختلاف ہے اس سے سکوت اختیار کرتے ہیں۔

حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف جنگ کرنے والے کو خطا پر بتایا گیا

ہے۔ اسی طرح حضرت طلحہ کے بارے میں ہے کہ طلحہ روئے زمین پر چلنے والے شہید ہیں حضرت طلحہ وہ صحابی ہیں جنہیں جنت کی بشارت ملی۔ اور وہ حضرت علی کے خلاف لڑتے ہوئے شہید کئے گئے۔ ظاہر ہے کہ حضرت طلحہ کی یہ جنگ اگر دین کے سراسر خلاف ہوتی، تو انہیں ایسے اعلیٰ شہید ہونے کی بشارت کیسے ملتی؟ معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں ان سے تاویل کی غلطی ہوئی، مگر ان کا لڑنا بھی فی سبیل اللہ تھا۔ جس کی وجہ سے وہ شہیدِ یَمِشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَمْرِ کے درجے پر فائز ہوئے۔

خود مولائے کائنات علی مرتضیٰ حضرت طلحہ و زبیر کے بارے میں فرماتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ روز قیامت طلحہ و زبیر ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ۔ جنت میں ہم ان کے دل کی کدورتیں نکال دیں گے لے علماء فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی برائی میں جو روایتیں ہیں ان میں بعض تو جھوٹ ہیں، بعض میں حذف و اضافہ ہوا ہے۔ اہل سنت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کا ہر فرد گناہوں سے بری ہے۔ اگر ان سے کوئی گناہ ہو بھی جائے تو ان کے فضائل و سوابق اتنے ہیں جو ان کی مغفرت کے موجب ہیں۔ اور وہ حضرات بعد میں آنے والے تمام مسلمانوں سے فزوں تر ہیں۔

حضرت امام شافعی مشاہیر صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے اب ہمیں ان سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہئے۔

حضرت امام مالک نے فرمایا۔ جو صحابہ کرام کی تنقیص کرتے ہیں، دراصل ان کا مقصد تنقیصِ شانِ رسالت ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔

تقیص صحابہ کسی مسلمان کو جائز نہیں۔ اگر کوئی ان کی تقیص یا عیب جوئی

کرے یا ان پر لعن کرے اسے سزا دینا واجب ہے۔

ابراہیم بن یسیر نے کہا۔

میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کسی کو خود سزا دی ہو مگر

ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ کو سب و شتم کیا تو انہوں نے اسے اپنے

ہاتھ سے کوڑے مارے لے

اس بارے میں سیدنا غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی

کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے۔

حضرت علی طلحہ زبیر اور سیدہ عائشہ اور معاویہ

قال کے متعلق امام احمد نے تصریح کی ہے کہ

اس میں اور صحابہ کی جنگوں کے بارے میں بحث

کرنے سے باز رہنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

ان نزاعات کو قیامت کے دن دور فرما دیگا

جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ ہم جنتوں کے سینوں

سے کینے نکال دیں گے۔ اور اس لئے کہ علی

مرتضیٰ ان صحابہ سے جنگ کرنے میں حق پر تھے

اور جوان کی اطاعت سے خارج ہوا، اور ان

سے مقابل اور امام سے باغی قرار پایا۔ اس سے

جنگ جائز ہوئی۔ اور حضرت معاویہ، طلحہ اور

زبیر وغیرہ جن بزرگوں نے حضرت عثمان غنی

اما قتالہ لطلحہ والزبیر

معائشتہ ومعاویۃ فقد نص

الامام احمد علی الامساک عن

ذلت وجميع ما شجر بينهم من

منازعة ومناخرة وخصومة

لان الله تعالى يزيل ذلت من

بينهم يوم القيمة كما قال عز

وجل ونزعنا ما في صدورهم

من غل ولان عليا كان علی

الحق في قتالهم فمن خرج من

ذلت بعد وناصبهم باکان

باعيا خارجا عن الامام فجائز

۱۔ العارم السلول علی شاتم الرسول، لابن تیمیہ،

قَالَ وَمِنْ مَعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ
وَالزُّبَيْرِ طَلَبُوا أَثَارَ عِثْمَانَ
خَلِيفَةَ حَقِّ الْمَقْتُولِ ظُلْمًا وَالَّذِينَ
قَتَلُوا كَانُوا فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ فَكُلُّ
ذَهَبٍ إِلَى تَأْوِيلٍ صَحِيحٍ لَهُ

اختلاف صحابہ کے بارے میں مکتوبات شریف میں ہے۔

وخلانی و نزاعی کہ در میان
اصحاب واقع شدہ بود محمول بر ہوا
نفسانی نیست در صحبت خیر البشر
نفوس ایشان بتزکیہ رسیدہ بودند و
از آزردگی آزاد گشتہ،

جو اختلافات و نزاع کہ اصحاب کرام کے درمیان
واقع ہوئے تھے وہ نفسانی خواہشات کی بنیاد
پر نہیں تھے کیونکہ نفوس صحابہ صحبت رسول کی
برکت سے پاک اور ایذا رسانی سے منزہ ہو چکے
تھے۔

ایں قدر می دانم کہ حضرت امیر
دراں باب بر حق بودند و مخالف ایشان
بر خطا بودند اما این خطا و خطا اجتہادی
ست تا بعد فتنی نمی رساند بلکه ملامت
راہم دریں طور خطا گنجائش نیست
کہ مخطی را نیز یک درجہ است از ثواب

میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس بارے میں
سیدنا علی حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا
پر، لیکن یہ خطا، خطائے اجتہادی ہے جو حد
فسق تک نہیں پہنچاتی بلکہ بہانہ ملامت کی بھی
گنجائش نہیں کیونکہ خطا کار (مجتہد) کے لئے بھی
ثواب کا ایک درجہ ہے۔

سیدی امام احمد رضا قادری ایک فتوے کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

(اولیاء اللہ میں) اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کوئی کمی
ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ مستکون
لا صحابی زلتہ یغفرہا اللہ لہم لسابقہم معی تو مولا تعالیٰ وہ حقوق

اپنے ذمہ کرم پرے کرار باب حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا۔ اور باہم صفائی کے بعد آمنے سامنے جنت کے عالی شان تختوں پر بٹھائے گا کہ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوفِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ اسی مبارک قوم کے سرور و سردار حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جنہیں ارشاد ہوتا ہے۔ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ جو چاہو کرو کہ میں تمہیں بخش چکا۔ انہیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے لئے بار بار فرمایا گیا۔ مَا عَلَى عِثَانٍ مَا فَعَلَ بَعْدَ هَذِهِ لَہ

خاموشی بہتر | حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے قرب نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیاوی نفسانی آلائشوں سے پاک و صاف کر کے شریعت کے معیار میں داخل کر دیا تھا۔ وہ اس خام فولاد کے مثل تھے جسے کارخانہ رسالت نے اپنی صحبت کے سانچے میں ڈھال کر اسلامی عمارت کاستون بنا دیا تھا۔ ان کا ہر اقدام حق و صداقت، دین و دیانت اور اسلامی عظمت کے لئے ہوا کرتا تھا۔ وہ ساری امت کے لئے نجوم ہدایت ہیں۔ ہمیں ان کے باہمی اختلافات کو یاد کر بدظنی اور غلط اندیشی کے دلائل میں پھنسنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کی حیات اور کارناموں کے تعمیری و اصلاحی رُخ اور ان کی زندگیوں کے اشار و قربانی، جذبہ طاعت اسلام، اور سرشاری عشق محمدی سے روشنی حاصل کرنی چاہئے۔ نفسانی دلدل اور خواہشات فاسدہ میں گرفتار، دور حاضر کی سیاست اور سیاست خلافت صحابہ کا مقابلہ ان حضرات کی توہین ہے۔ اور اقتدار پسند رہنمایان اقوام پر انہیں قیاس کرنا سخت گستاخی ہے۔

مشاجرات صحابہ کے باب میں زبان بند رکھنا ہی اہل اسلام کا طریقہ ہے۔
غنیہ میں ہے۔

و اتفق اهل السنة على
وجوب الكف عما شجر بينهم
واين مساك عن مساويهم
واظهار فضائلهم ومحاسنهم
وتسليم امرهم الى الله عن وجل
علم ما كان وجري من اختلاف
علي، وعائشة ومعاوية وطلحة والزبير رضي الله عنهم

تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام
کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور ان کے
فضائل و کمالات ظاہر کئے جائیں۔ اور ان کے
معاملات خدا کے سپرد کئے جائیں جیسے وہ اختلافات
جو حضرت علی، عائشہ، معاویہ، طلحہ، زبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہم میں ہوئے۔

کاش نہیں واقفیت ہو | حضرات محدثین، معرفت صحابہؓ کو ایک وسیع علم
قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک چونکہ تاریخ کا
درجہ حدیث کے مقابلے میں کمتر ہے۔ تاریخ میں حدیث کے اصولوں پر جرح و تعدیل نہیں
کی جاتی۔ قوی کے ساتھ رطب و یابس روایات بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ حضرات اس چیز
کو ناپسند کرتے ہیں کہ معرفت صحابہ کے باب میں تاریخی روایات پر اعتما دیا جائے۔ اسی
نظریہ کے تحت چھٹی صدی ہجری کے امام المحدثین ابن صلاح نے اور علامہ سیوطی وغیرہ
نے علامہ ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب کو عیب دار بتایا ہے کہ اس میں حضرات صحابہ
کے باہمی اختلافات کے متعلق تاریخی روایات درج کی گئی ہیں لہ

تاریخی کتابوں کو کبھی بھی حدیث کا درجہ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مسلمانوں نے دور صحابہ
سے کتب حدیث کی تدوین کے زمانے تک علم حدیث کو جس جانکاہی اور عرق ریزی
سے تدوین کیا ہے۔ روایت و درایت پر جتنی محنت کی ہے، تاریخی باتیں استناد کی حیثیت

سے نشانہ طعن بتاتے ہیں۔ اور ان پر معاذ اللہ لعنت بھیجا ان کے دین کا لازمی حصہ ہے جناب خمینی صاحب بھی انہی میں سے ایک ہیں۔ بلکہ ان کے امام و مقتدا ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے محض تین اقتباسات یہاں بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں، جن سے قارئین کو معلوم ہوگا کہ خمینی صاحب نے حضرات صحابہ کرام اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو نام نہاد مسلمان، اسلام کو مٹانے والا... سے بدتر کہتا ہے۔ اور ان سے اور ان کے اتباع سے برات و نفرت ضروری، اور ان کے اقتدار و اختیار کو ختم کرنا اپنا بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔

حضرت امیر ایک روز کے لئے بھی معاویہ کو اپنی سلطنت پر باقی رکھنا گوارا نہیں کرتے اور یہ ہمارے لئے حجت ہے کہ اگر ہم سے ممکن ہو سکے تو ہم حکومت جو رکھا خاتمہ کریں، اور اگر خدا نخواستہ نہ کر سکیں تو ان کی حکومت پر راضی رہنا ایک روز یا ایک ساعت کے لئے بھی ظلم و تعدی پر راضی رہنا ہے لہ

مورخین و موجدین کا عشق و خلوص، منافقین و مشرکین سے بھرپور برات و نفرت ظاہر کئے بغیر ہرگز کوئی معنی نہیں رکھتا، اور اس کے مرکز توحید کعبہ خلیل خدا سے مناسب کوئی اور جگہ نہیں ہو سکتی، یہاں پہنچ کر انسان ہر طرح کے ظلم و زیادتی، استحصال و غلامی اور ذلت و پستی سے، قول و عمل ہر دو اعتبار سے منہ موڑ لیتا ہے لہ

آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اپنی خلافت کے دوران تین جنگیں لڑیں، اور یہ تینوں جنگیں ان لوگوں سے تھیں جو اسلام کے نام لیوا تھے مسلمان ہونے کے دعویدار تھے۔ اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مسلمان مسلمان سے جنگ

نہیں کر سکتا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے امیر ربیبی اعتراض ہے
کیونکہ حضرت امیر المومنین کی تینوں جنگیں نام نہاد مسلمانوں سے ہی تھیں۔
اسلام کو مٹانے کے درپے مسلمان کافر سے بدتر ہیں۔ اسلام کے نام پر ملت
اسلام کو خاک میں ملانے کے کوشاں مسلمانوں سے جنگ واجب تر ہے۔

علمائے اسلام غور فرمائیں | حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین ظاہر آج
ناخوشگوار واقعات پیش آئے، اہل اسلام

نے ان بزرگوں کے علوئے شان کے بموجب انہیں مشاجرات کے نقطے سے تعبیر کیا ہے
مشاجرۃ کے معنی تینے دار درخت کی شاخوں کا ایک دوسرے میں پیوست ہو جانا۔ اور درخت
کی شاخوں کا باہم دگر پیوست ہونا، محبوب نہیں بلکہ اس کی خوبصورتی کی دلیل ہے۔ ہمارے
باادب اکابرین امت نے تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین نزاعات کو نزاع اور
اختلاف کے الفاظ سے تعبیر کرنا بھی خلاف ادب سمجھا۔ اور اس کے لئے ایک الگ لفظ
استعمال کیا۔ اور اب حال یہ ہے کہ دور حاضر کے مسلمان نہایت دلچسپی کے ساتھ باقیان
کفر و زندقہ کے گروہ میں آنکھ بند کر کے دست بستہ بیٹھ کر رہے ہیں۔ اور اسی کو خدمتِ اسلام
اور اشاعتِ دین کا نام دے رہے ہیں۔

میں ان مصلوب کے ذریعہ تمام علمائے اسلام کو خلیتی فتنہ کی ہلاکت خیزوں، ایمان و
اسلام کے انہدام کے منصوبوں سے باخبر کرتا ہوں اور ان سے نفرت و برارت کی تلقین
کرتا ہوں۔

روافض تو خیر بغض معاویہ کی آگ میں چودہ سو سال
سے جل بھن رہے ہیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے

کہ مسلمانوں میں بھی حضرات صحابہ کرام سے بغض و نفرت کی متعدد چنگاریاں سلگتی رہتی ہیں۔
جن کی اصل بنیاد علمی اور صرف تاریخی بنیاد پر لکھی جانے والی نام نہاد محققین کی کتابیں ہیں
کچھ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو، حضرت علی کی خلافت کا منکر، اور جنگ

جمل وصفین کا ذمہ دار بنا کر برا بھلا کہتے ہیں۔

• حب علی کے کچھ بدست امام حسن کو حضرت امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہونے کی وجہ سے بزدل کہتے اور مطعون کرتے ہیں۔

• حضرت علی نے امیر معاویہ سے بعد جنگ صلح کر لی۔ کچھ لوگ اس بنیاد پر شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو بزدل اور حادثہ گر بلا کا ذمہ دار گردانتے ہیں۔

• اور کچھ بے ادب تو اس سے بھی آگے بڑھ کر حضرت عمر کو مطعون کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دور میں امیر معاویہ کو شام کا گورنر کیوں بنایا؟ نہ ان کی جڑیں وہاں مضبوط ہوئیں نہ یہ ہنگامے ہوتے۔

ہم جو اب صرف یہ عرض کریں گے کہ ہمارے سارے عقائد و اعمال اور کسی سے محبت و نفرت کی بنیاد قرآن و حدیث کے تابع ہے۔ حضرات صحابہ کرام کا نفسانی خواہشات کی بنیاد پر کسی سے لڑنا، قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اس قسم کی جملہ تاریخی روایات و حکایات ہم مسلمانوں کے نزدیک مردود و متروک ہیں، جو قرآن و حدیث کے منسوخات سے متصادم ہوں۔ بات حق وہی ہے کہ ان مقدس حضرات نے جو کچھ بھی کیا، اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی اور سربلندی کے لئے کیا۔ ان کے نفوس، رذیل خواہشات سے پاک و صاف اور منزہ تھے۔ ان کو ایسی باتوں سے مطعون کرنا اپنے دین و ایمان کو برباد کرنا ہے۔ ————— میں یہاں مناسب خیال کرتا ہوں کہ بالاختصار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور حضرات اہل بیت سے ان کی عقیدت و محبت اور شیفتگی کے کچھ نمونے پیش کروں۔

آپ کے والد ماجد کا نام ابوسفیان اور والدہ کا نام سہد بنت عتبہ ہے۔ دونوں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

جانب سے پانچویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے اس لحاظ سے آپ حضور کے اہل قرابت سے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے دن دولت اسلام سے

سرفراز ہوئے۔ اور فتح مکہ کے دن اپنے اسلام کا بر ملا اعلان کیا۔

• ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کو حضور انور کی حرم بننے کا شرف ملا۔ اس لحاظ سے آپ حضور کے سائے ہیں۔

■ کتابت وحی، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نامہ و پیام تحریر کرنے کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔

• حضرت امیر معاویہ نہایت خوش خط، فصیح و بلیغ، حلیم و بامروت مجتہدین صحابہ میں ہیں

■ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے سات ماہ خلافت فرما کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی۔ اور ان کے مقرر کردہ وظیفے اور نذرانے قبول فرماتے رہے۔ اگر ان میں ذرا بھی فسق ہوتا تو سیدنا امام حسن ایسا ہرگز نہ کرتے۔

• حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اس وقت کے واقعات سے واقف تھے۔ اور انہوں نے بھی حضرت امیر معاویہ سے وظیفے اور نذر و نذرانے بطیب خاطر قبول فرمائے اگر انہیں حضرت امیر معاویہ میں خلاف شرع امور نظر آتے تو وہ بھی ایسا نہ کرتے۔

■ ذخیرۂ احادیث میں مرویات حضرت امیر معاویہ کی تعداد ۱۶۳ ہیں۔ انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث نقل کی ہیں۔ اور جلیل القدر صحابہ نے ان کی احادیث لی ہیں۔ حضرت شیخ جلال الدین ربوی علیہ الرحمہ نے آپ کو تمام مسلمانوں کا ماموں لکھا ہے۔

■ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سات ماہ خلافت فرما کر حسب فرمان نبوی خلافت علی منہاج النبوة کے قیاس سال کی تکمیل فرمادی۔ ان کے بعد حضرت امیر معاویہ سلطان اسلام کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اور آپ کے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کو جو فروع ملنے والا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشین گوئی فرمادی تھی۔ چنانچہ بخاری کتاب الروایا میں ام حرام بنت ملحان کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے جہادِ قسطنطنیہ کے غازیوں کی شان بیان فرمائی۔ نہایت مفصل واقعہ ہے۔
(بخاری: کتاب الروایا)

• دورِ صدیقی میں شام پر لشکر کشی کے لئے آپ کے بھائی یزید بن ابی سفیان ایک دستہ کے امیر تھے۔ جب رومی فوج قسطنطنیہ سے شام میں آئی تو خلیفہ رسول نے بطور ملک امدادی دستہ کے مقدمۃ الجیش کے طور پر امیر معاویہ کو بھیجا۔ اور انہوں نے اس جہاد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دمشق کی تسخیر کے بعد حضرت امیر معاویہ اسلامی فوج کے ہر اول دستہ کے ساتھ اور آگے بڑھے۔

■ دورِ فاروقی میں حضرت امیر معاویہ نے قیساریہ کی مہم سر کی لے اسی زمانے میں انہوں نے طرابلس، شام، عموریہ، شملطا اور مالٹا فتح کرنے کے بعد جزیرۂ قبرص کی جانب توجہ کی۔ اور بحری بیڑے کو عبداللہ بن ابی سرح کے ہمراہ قبرص پہنچے۔ اہل قبرص نے سالانہ خراج کی شرط پر صلح کر لی۔ چار سال بعد انہوں نے پھر بغاوت کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانچ سو جہازوں کے ذریعہ قبرص کو فتح کیا اور وہاں بارہ ہزار مسلمانوں کی نو آبادی قائم کی۔ جنہوں نے افریقہ کی اسلامی فتوحات میں اور آگے چل کر اندلس کی مہمات میں نہایت اہم کردار ادا کیا لے

• انہی کے دور میں مسلمانوں نے جہاد کے لئے پہلا اسلامی بیڑا بنایا۔ اور اس کے ذریعہ سمندروں کی راہ مجاہدین اسلام پر کھلتی چلی گئی۔ انہی کے دور میں قسطنطنیہ پر مسلمانوں نے لشکر کشی کی جو سچیت کا دنیا میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ اسی طرح اوپر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس مبارک خواب کا ذکر ام حرام بنت ملحان کی روایت میں آیا ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے علم جہاد بلند کرنے والے امیر معاویہ ہیں۔

• تاریخ کی صحیح روایات کے آئینے میں دیکھا جائے تو جنگ صفین و جمل اور اس قسم

کے بیشتر واقعات کے سرسرمزدہ دار و افض اور خوارج ہیں۔ خوارج ہی نے حضرت علی اور امیر معاویہ کی صلح کے بعد ان دونوں بزرگوں اور حضرت عمرو بن عاص کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ابن ملجم حضرت علی کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عمرو بن عاص کے دھوکے میں ایک دوسرا مسلمان مارا گیا وہ محفوظ رہے۔ اور امیر معاویہ زخمی ہو کر علاج کے بعد شفا یاب ہوئے۔ پھر حضرت امیر معاویہ نے خارجیوں کی سرکوبی کی ریاستہائے اسلامیہ میں ہنگامہ اور شورش کے باوجود بیرونی محاذ پر اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ دور امیر معاویہ میں بلخ، ہرات اور کابل کی بغاوتیں سرکے گئیں۔

● تاریخ اسلام میں اس دور کی روحی سلطنت موجودہ زمانے کی امریکی قوت کی حیثیت رکھتی تھی۔ مگر کیا یہ بات فراموش کئے جانے کے قابل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے بحری لڑائیوں میں اسلامی قوت کی قوتیت کو نمایاں کر دیا ۳۴۳ء سے ۳۶۹ء تک رومیوں سے مسلمانوں کے کئی کامیاب معرکے ہوئے۔ اور مشرقی یورپ کی سب سے عظیم قوت قسطنطنیہ کے بازو شل کر دیئے گئے۔ اسی معرکہ قسطنطنیہ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شریک تھے۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی جہاد کے دوران شہید ہوئے اور قلعہ قسطنطنیہ کی فصیل تلے دفن کئے گئے۔ یہ وہ عظیم تاریخی کارنامے ہیں جن کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیش اسلامی میں صف اول کے دلاور مانے جاتے ہیں۔

امیر معاویہ اور اہل بیت

اس ضمن میں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ خود حضرات افراد اہل بیت حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ سے و داد و محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں چار لاکھ دینار بطور تدبیر بھجوائے، جسے انہوں نے قبول فرمایا۔
 ● حضرت امیر معاویہ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے لئے سالانہ وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جو نہایت عزت و احترام سے بھجا کرتے تھے۔ ایک بار کی بات ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تنگ تھا اور امیر معاویہ کے پاس سے مقررہ وظیفہ پہنچنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ آپ نے خیال کیا کہ ان کے پاس بطور یاد دہانی مکتوب روانہ کریں، اسی دوران خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے حکم فرمایا اپنے جیسے کے پاس عرصی لکھنے کے بجائے رب کائنات کی جانب رجوع کرو اور یہ دعا پڑھو۔

اللھما قذف فی رجائک
 واقطع رجائی عن سواک حتی
 لا رجوا احدا غیرک، اللھم
 ما ضعفتم عنہ قوتی وقصر
 عنہ عملی ولم تنتہ الیہ رغبتی
 ولم تبلغہ مسألتی ولم یجر
 علی لسائی ما اعطیت من
 الاولین والآخرین من البقین
 فخصنی بہ یارب العالمین۔

اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید بھر دے، اور
 اپنے ماسوا سے امید منقطع فرما دے یہاں تک کہ
 میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ
 جس شے سے میری قوت کمزور اور عمل کوتاہ
 ہیں اور میری رغبت کی رسائی وہاں تک نہیں
 ہوئی اور سوال وہاں تک نہ پہنچا۔ اور وہ میری
 زبان پر جاری نہ ہوا جو تو نے اگلوں اور پھلوں
 کو یقین عطا فرمایا ہے۔ اے جہانوں کے پرورش
 فرمانے مجھے اس سے خواص کر دے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع فرمایا ابھی کچھ ہی روز
 ہوئے تھے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد پہنچا اور اس نے دو لاکھ وظیفہ
 کی رقم اور مزید تیرہ لاکھ بطور نذرانہ حاضر خدمت کیا تھے
 حضور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ کے ساتھ کیسا تعلق تھا۔ اس کی

ایک جھلک اس واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ایک روز ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بولا کہ اے امام میں بال بچوں والا ایک فقیر ہوں۔ آج شب کے لئے آپ سے کھانا طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو، ہمارا رزق رکتے میں ہے بس پہنچنے ہی والا ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ امیر معاویہ کے پاس سے آپ کی خدمت میں پانچ تھیلیاں پہنچیں۔ ہر ایک میں ہزار اشرفیاں تھیں اور لانے والے نے عرض کیا کہ امیر معاویہ معذرت خواہ ہیں۔ اور گزارش کرتے ہیں کہ ان معمولی اشرفیوں کو اپنی ضرورت میں صرف کریں۔ اس کے بعد اس سے بہت زیادہ حاضر خدمت کیا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے لانے والے کو فقیر کی طرف متوجہ کیا۔ اور پانچوں تھیلیاں اسے دلوا دیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عقیدت و محبت نہیں تھی تو انہیں نذرانے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان سے نفرت تھی تو انہوں نے ان کے بھیجے ہوئے پیسوں کے بارے میں فقیر سے کیوں فرمایا کہ مراد رزق در راہ است۔ میرا رزق ابھی راستے میں آ رہا ہے۔ بہر حال اس واقعہ سے اہل بیت رسول اور شہزادہ قبول کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خوشگوار تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

■ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے دربار میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھنے والے شاعروں کو ایک ایک شعر پر ایک ایک ہزار دینار کے انعامات تقسیم کئے۔ اسی بزم میں عمرو بن عاص شاعر نے جب یہ شعر پڑھا

هو النبا العظيم فقلت نوح
وباب الله وانقطع الخطاب

اے امیر معاویہ پر ایک نظر، ص ۵۵

”یعنی وہ بڑی خبر دالے، کشتی نوح دالے ہیں، اللہ کا دروازہ ہیں ان کے بغیر کوئی اللہ سے کلام نہیں کر سکتا“

اس شعر کو سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاعر کو سات ہزار دینار عطا فرمائے۔
 عین اس حالت میں جبکہ جنگ کا دور تھا۔ حضرت عقیل (برادر علی) رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے کچھ رقم طلب کی۔ اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رقم نہیں تھی انہوں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو امیر معاویہ کے پاس جا کر لے لوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ حضرت عقیل امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے نہایت ادب و احترام کا برتاؤ کیا۔ اور ایک لاکھ دینار تندر کے طور پر پیش کیا (رضی اللہ عنہ) کتب احادیث سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عزت و توقیر اور حضرت علی کے دل میں حضرت امیر معاویہ کی وقعت کا پتہ چلتا ہے۔ مسند احمد میں ہے۔

”ایک شخص نے امیر معاویہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یہ مسئلہ حضرت علی سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا مجھے آپ سے جواب سننا اور پسند ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا تو نے بہت بڑی بات کی۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے کمال علم کی بنیاد پر اس کی عزت کی تو ان سے نفرت کرتا ہے۔ جن کی علمی فضیلت کے سلسلہ میں رسول نے فرمایا کہ اے علیؑ میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون (علیہم السلام) مگر میرے بعد نبی نہیں۔ اور جن کے علم کا یہ حال کہ حضرت عمر فاروق کو کوئی مشکل پیش آتی حضرت علی سے حل کراتے تھے۔ اتنا کہنے کے بعد امیر معاویہ نے فرمایا۔ چل تو میری نظر سے

۱۔ امیر معاویہ پر ایک نظر۔ ص ۵۵

۲۔ امیر معاویہ پر ایک نظر۔ ص ۵۵

دور ہو جا۔ اور پھر اس کا نام وظیفہ پانے والوں کے رجسٹر سے خارج کر دیا۔
 • حضرت امیر معاویہ کی ایک مجلس میں حضرت علی کا ذکر ہوا تو انہوں نے منہ مایا۔
 علی شیر تھے۔ علی چودہ ہویں رات کے چاند تھے۔ علی بارش کرم الہی تھے۔
 حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا۔ علی افضل ہیں یا آپ؟ فرمایا۔ علی کے
 قدم ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں۔

اہل نظر کی نظر میں | کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا
 اے ابو عبد الرحمن حضرت معاویہ، اور عمر بن عبدالعزیز
 میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے دوران
 واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔
 کسی شخص نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ کی شان
 دریافت کی تو انہوں نے فرمایا۔ ان کی تو بڑی شان ہے کہ حضور اقدس کے سارے
 کاتب وحی اور عظیم صحابی ہیں۔ ایمان کی حالت میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک
 نظر دیکھنے والے صحابی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی محبوبیت تک اولیائے عالم میں
 کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت وحشی وہی ہیں جنہوں نے حضور کے چچا سید الشہداء
 امیر حمزہ کو شہید کیا تھا۔ جب حضرت وحشی ایمان لائے اور نگاہ ایمانی
 سے حضور کے جمال جہاں آرا کا ایک بار نظارہ کیا۔ پھر حضور نے حکم فرمایا کہ میرے
 رُوبرُو نہ آیا کرو۔ حضور کے حکم پر وہ اس طرح گوشہ نشین ہوئے کہ وصال شریف
 کے بعد ہی نکلے۔ اور یلہ کذاب کو قتل کر کے اس کے فتنہ سے دنیا کو پاک کیا۔

۱۔ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص: ۱۵۷

۲۔ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص: ۱۵۷

کسی نے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی سے حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی بابت دریافت کیا تو جواب دیا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ

فَذَلِكَ مِنْ كَلَابِ الْهَادِيَةِ

”جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔“

اسی فتوے میں آگے چل کر لکھتے ہیں

چشم بداندیش کہ برکنندہ باد

عیب نماید بہ نگاہش مہنر!

”یہ جُشّار خذلیم اللہ تعالیٰ اصحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں“

تقیہ

صفحہ	مندرجات
۲۲۱	اس باب میں اسلامی موقف
۲۲۳	حضرت ابن حذیفہ کا جانبازانہ اعلان
۲۲۵	اعلان حق کی شاندار مثال
۲۲۶	ہشیرۃ فاروق اعظم کی اسلامی عزیمت
۲۲۷	شیعہ مذہب میں تقیہ کی اہمیت
۲۲۸	شیعہ اصول فقہ میں بھی تقیہ کا لحاظ
۲۲۹	جناب خامنہ ای، خمینی اور روایات تقیہ
۲۳۰	شیعہ کتب حدیث اور تقیہ
۲۳۲	ہر سلیم الفطرت فکر خود فیصلہ کرے
۲۳۵	اور یہ ہے ہمارا بے داغ آئینہ

تقیہ

تقیہ (عربی) مصدر وقی سی مادہ وقی یقی تقی تقاء، تاء واو سے بدلی ہوئی ہے۔ معنی حذر، خوف، بچاؤ لے

فرقہ شیعہ کی اصطلاح میں غیر کے خوف ضرر سے خلاف اعتقاد قولاً یا فعلاً کچھ کہنا یا کرنا ہے

اہل تشیع تقیہ کے جواز میں کھینچ پان کر قرآن مجید کی جن آیات کو لاتے ہیں، وہ یہ ہیں۔ آل عمران، آیت ۲۸، النحل، آیت ۱۰۶، البقرہ، آیت ۱۹۵، اور المؤمن ۲۸۔ مزے کی بات یہ ہے کہ شیعوں کے قدیم ماہرین فن نے اپنی فقہی اور کلامی کتابوں میں تقیہ کو مستقل عنوان نہیں بنایا۔ البتہ متاخرین میں ان کے شیخ مرتضیٰ انصاری (م ۱۲۸۱ھ) نے اپنی کتاب "المکاسب" کے ملحقات میں تقیہ کے عنوان پر مستقل ایک رسالہ لکھا ہے۔

اس باب میں اسلامی موقف | یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ تقیہ علمائے اہل سنت اور ان کے متبعین کے نزدیک کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ اور اصطلاح علیہ پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں کہیں اس کلمہ کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ صرف اہل تشیع اور ان کے مختلف فرقوں کی اصطلاح ہے۔ دائرہ معارف اسلامیہ لاہور میں ہے۔

امام ابوحنیفہ کے اصحاب نے کہا کہ یہ (تقیہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک

۱۔ لسان العرب، مطبوعہ بیروت، ج ۱، ص ۱۱۵

۲۔ مجمع البیان، للطبرسی ج ۱، ص ۱۷۲

رخصت ہے اور اس رخصت پر عمل نہ کرنا بہتر ہے۔ اور یہی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اگر کسی پر زبردستی کی گئی کہ کلمہ کفر کہہ، اور اس نے جان دینا منظور کیا مگر کلمہ کفر کہنا منظور نہ کیا۔ یہاں تک اسے قتل کر دیا گیا تو یہ شخص اس شخص سے افضل ہے جس نے جان بچانے کے لئے زبان سے کلمہ کفر کہہ دیا۔ یہی حکم ان سب باتوں کا ہے جس میں دین کی عزت برقرار رکھنے کا سوال درپیش ہو۔ دین کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے جان دے دینا اس سے افضل ہے کہ رخصت پر عمل کرے اور جان بچائے۔ لے

اب آئے امام احمد بن حنبل کی بارگاہ میں حاضری دیں اور ان سے پوچھیں کہ اس باب میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

آئے امام باقر (ع) آپ کے سر پر اگر کوئی شخص تلوار لے کر کھڑا ہو جائے۔ (آپ سے خلاف حق بات کہلوانا چاہے) تو کیا آپ اس کی بات مان لیں گے امام احمد جواب دیتے ہیں: نہیں، اگر عالم نے تقیہ کر کے مان لیا۔ اور جاہل تو جاہل ہے ہی تو حق کے ظاہر ہونے کی کیا صورت ہوگی پچھلے لوگ اگلوں کے جو حالات بیان کرتے آئے ہیں۔ ان میں ہمارے پاس چھوٹوں کو بڑوں کی بابت مسلسل یہی بیان پہنچا ہے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے اپنی جانیں اللہ کے لئے دیدیں اور اس بارے میں ان پر ملامت کرنے والوں کی ملامت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور نہ کسی زبردست ظالم کی سختی کو وہ خاطر میں لائے امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

تقیہ انہی صورتوں میں جائز ہے جن میں اظہار حق اور دین کا سوال ہو۔ مگر جن صورتوں میں کسی اور پر برا اثر پڑتا ہو مثلاً قتل، زنا، مال کا غصب، جھوٹی گواہی، محضہ پر تہمت، اور دشمنوں کو مسلمانوں کے کمزور پہلوؤں کی بابت

اطلاع دینا (جاسوسی) ان سب صورتوں میں تقیہ قطعاً ناجائز ہے۔ لے
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی تاریخ اس بات سے
بھری پڑی ہے کہ انہوں نے اپنی جانیں پھیلی پر رکھ کر حق کا اعلان کیا۔ اور کبھی بد امنیت
فی الدین کا شکار نہ ہوئے۔ حضرات اہل بیت کا کیا کہنا وہ تو دنیا میں احقاق حق، اور
ابطال باطل کے امتیازی یتار ہیں۔ اور ان کی روش روش اور قول و فعل سے تو نظام
اسلام کی ترتیب ہوتی ہے۔ کیونکہ اہمات المومنین اور دیگر وابستگان خاندان نبوت
نے ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور حضور کی عملی زندگی کے متعدد گوشوں
کو اجاگر کیا ہے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف
ہونے والے صحابہ اور تابعین پھر تبع تابعین (الی مابعد) نے اسلام کی صداقت اور دین
کی حقانیت کو اجاگر کرنے کے لئے وہ وہ قربانیاں دی ہیں جو آج بھی حیرت انگیز ہیں

حضرت ابن حذیفہ کا جانبازانہ اعلان حق | تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت
عبد اللہ بن حذیفہ کو سچیموں نے
گرفتار کر لیا۔ اور ان سے کہا کہ عیسائی ہو جاؤ۔ اس پر انہوں نے نہایت جرأت کے
ساتھ فرمایا کہ۔

”اگر تم لوگ اپنی اور تمام اہل عرب کی دولت مجھے اس شرط پر دو کہ میں لمحہ بھر کے
لئے اپنے نبی کے دین سے منحرف ہو جاؤں۔ تو یہ میرے
لئے ناقابل قبول ہے۔“

اس پر بادشاہ نے قتل کی دھمکی دی۔ آپ اپنے قول پر قائم رہے۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے اور تیر اندازوں سے کہا کہ حذیفہ کے ہاتھ پاؤں کو
زخمی کریں۔ اس پر بھی آپ نے عیسائیت قبول نہیں کی۔ بادشاہ نے پھر انہیں سولی سے

انہوں نے حکم دیا۔ اور ان کے سامنے ایک تانبے کی دیگ کو آگ پر رکھ کر خوب گرم کر دیا۔ اور حضرت حذیفہ کے سامنے ہی اس میں ایک مسلمان قیدی کو ڈال کر جلا ڈالا۔ اور حضرت حذیفہ سے کہا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے عیسائیت قبول کرتے ہو یا نہیں؟ آپ نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے اپنے جلا دوں کو حکم دیا کہ انہیں بھی دیگ میں ڈالیں جب جلا دوں نے حذیفہ کو پکڑا اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک اٹھے۔ بادشاہ نے سمجھا اب یہ خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ شاید میری بات مان لیں۔ اور لشکری کا سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں اس بات پر رو پڑا کہ میری محض یہ ایک جان ہے جسے رضائے الہی کے لئے آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ کاش میرے جسم کے روزگٹوں، اور بالوں کی مقدار میں میری جانیں ہوتیں تو اپنے مالک و مولا کی خوشنودی کے لئے میں سب کو کھولتی دیگ کے حوالے کر دیتا۔ بادشاہ نے حضرت حذیفہ کو قید میں ڈال دیا۔ اور وہاں خنزیر کا گوشت اور شراب ان کے کھانے پینے کے لئے بھیجا رہا۔ مگر متعدد کئی شبانہ روز گزر جانے کے باوجود انہوں نے ان چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بادشاہ نے پھر اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور کچھ بھی نہ کھانے پینے کی وجہ دریافت کی تو حضرت حذیفہ نے کہا۔ حالت اضطرار میں اگرچہ ان حرام چیزوں کا کھانا بھی میرے لئے حلال تھا۔ مگر میں اس رخصت پر عمل کے ذریعہ اپنی عزیمت کو کمزور کرنا، اور مجھے خوشی دینا نہیں چاہتا۔

حضرت حذیفہ کو اپنے ایمان و ایقان میں اتنا پختہ اور ناقابل تسخیر دیکھ کر بادشاہ کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور اس نے کہا کہ اگر تم میرے سر کو بوسہ دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا یہ شرط میں اس وقت قبول کروں گا جب تو میرے ساتھ میرے تمام مسلمان بھائیوں کو جو تیری قید میں ہیں آزاد کرنے کا وعدہ کرے۔ بادشاہ نے وعدہ کیا۔ اور حضرت حذیفہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت قید سے رہا ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب واقعہ سنا تو فرمایا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ حذیفہ کی پیشانی کو بوسہ دیں۔ اور سب سے پہلے انہوں نے خود حضرت حذیفہ کی پیشانی کو چوما (رضی اللہ عنہم) لے

حضرت عبداللہ بن حذیفہ کا یہ واقعہ تاریخ ملت مسلمہ کے سمندر کا ایک قطرہ ہے قرونِ اولیٰ بالخصوص جانباز اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم کے ایشار و قربانی جانبازی و جاں سپاری پر تو خود رب تعالیٰ کا قرآن شہید ہے۔ سورۃ النحل کی آیت مبارکہ کو تفسیر کے سلسلے میں اہل تشیع اپنی سب سے بڑی دلیل قرار دیتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مِّنْ اَكْبَرَةٍ وَّقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ

جس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد بجز اس شخص کے جسے

مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔

آئیے اس آیت مبارکہ کی شان نزول ملاحظہ کیجئے۔

حق گو

اعلانِ حق کی شاندار مثال

مکہ مکرمہ میں جانبازانِ رسول کی صف میں عمار، یاسر اور سمیہ کے نام اسلام کی تاریخ کے بعل و جواہر ہیں۔ ایک بار کفار مکہ نے ان تینوں کو بہت اذیت دی تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر اسلام سے منہ موڑ لیں۔ مگر بے سود، بالآخر چشمِ فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ دلدادگانِ ظلم و ستم نے حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں دوادٹوں کے پیروں سے باندھے۔ ابو جہل لعین نے ان کی شرمگاہ پر نیزہ سے وار کیا اور دونوں دٹوں کو دو جانب ہانکے یا۔ حتیٰ کہ ایمان اور اسلام کی پاداش میں ان کا سر دو حصوں میں چر گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور سمیہ کا نام شہدائے اسلام کے دفتر میں سب سے پہلے رقم کیا گیا۔ یہی نہیں اس کے بعد ان کے شوہر حضرت یاسر کو بھی نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ اور زن و شوہر دونوں کے بعد دیگرے دولتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مکہ کا یہ دگداز واقعہ اور ماں باپ دونوں کی اس حالت میں شہادت نے عمار بن یاسر کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔

اور انہوں نے طوعاً و کرہاً زبان سے کلمات کفر کہہ کر اس وقت اپنی جان بچالی۔ عمار کے والدین نے عزیمت پر عمل کیا، مگر عمار نے رخصت کو اپنا یا۔ مگر ان کے دل میں شرم و ندامت کروٹ لینے لگی دوڑے ہوئے بارگاہِ رسول میں حاضر ہوئے لوگوں نے کہا عمار تو کافر ہو گئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔

”ہرگز نہیں، عمار تو سر سے لے کر پیروں تک ایمان سے لبریز ہیں۔“
حضور اقدس عمار سے پوچھتے ہیں۔ اس وقت جب تمہاری زبان سے کلمات کفر ادا ہوئے، تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ عمار نے عرض کیا ”مطمئن بالایمان“ وہ تو ایمان سے مطمئن تھا۔ اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔ اور آقائے نامدار نے اپنے غلام با وفا کے اشک ندامت اپنے دستِ مبارک سے پونچھ دیئے (تفسیر منطہری)

ہمیشہ فاروق اعظم کی اسلامی عزیمت | امام احمد رضا قدس سرہ نے
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عہد کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے معارج کے حوالے سے تحریر فرمایا۔
ابو جہل لعین نے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دانے کے لئے انعام کا اعلان کیا۔ اور عمر تنگی تلوار لے کر گھر سے نکلے۔ ادھر رب تعالیٰ نے قسم فرمائی کہ اب یہ تلوار اس وقت تک نیام میں نہ جائے گی جب تک عمر خود کفار کو قتل نہ کریں۔ پھر عمر کو راہ میں نعیم بن عبد اللہ صحابی ملے۔ اور کہا تم پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو بعد میں کچھ اور کرنا۔ وہیں سے پلٹ کر بہن، بہنوئی کے گھر آئے انہیں حضرت خباب سورہ طہ کی تعلیم دے رہے تھے۔
عمر کی آہٹ سن کر حضرت خباب کو ٹھہری میں جا چھپے۔ بہن سے پوچھا کیا تو آبائی دین سے پھر گئی۔ جواب میں صالحہ بہن نے بر ملا اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ اور بالآخر آیات قرآنیہ سن کر عمر کا دل بھی نور ایمان سے جگمگا اٹھا۔ اور انہوں نے دار ارقم کے اندر خدمتِ رسول میں پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ حضرت عمر کی ہمیشہ کی جراتِ ایمانی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”اسلام میں رافضیوں کا ساتھیہ کہاں؟ (بہن نے) صاف کہہ دیا۔ میں نے
سچا دین اسلام قبول کر لیا“

شیعہ مذہب میں تقیہ کی اہمیت | تقیہ اہل تشیع کے نزدیک ایک نہایت بنیادی
عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ان حضرات

کے خیال میں دنیا کے اندر کئی مقدس شخصیات نے تقیہ کیا ہے۔
ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی اور ان کے چار بچے ساتھیوں نے خلفائے ثلاثہ یعنی
سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی بیعت تقیہ کے طور پر کی تھی
احتجاج طبری میں ہے کہ

”سوائے علی کے اور ہمارے ان چاروں حضرات کے امت میں سے کسی نے
ابوبکر کی بیعت جبر واکراہ سے مجبور ہو کر نہیں کی“

اور اسی کتاب میں ایک نہایت ناشارستہ روایت بھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں ان کے گھر سے گھیسٹے ہوئے لایا گیا
وہاں کچھ صحابہ تلواریں سونتے کھڑے تھے اور عمر نے دھمکایا کہ بیعت کرو ورنہ سرتن سے اڑا دوں گا
اس وجہ سے حضرت علی نے مجبوراً بیعت کی ہے

گویا حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت خوف یا دھوکہ دہی
کے طور پر کی تھی۔ اور صرف انہوں نے ہی نہیں بلکہ تمام شیعہ اماموں نے اپنے اپنے دور کی
ظالم حکومت کے ساتھ ایسا ہی طریقہ اپنا رکھا۔ ایرانی انقلاب کے بانی جناب خمینی صاحب
کے جانشین جناب علی خامنہ ای نے ایک طویل مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔

”ہمارے ائمہ اور سیاسی جد و جہد“

اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان حضرات ائمہ کی گویا پوری زندگی
اسی ادھیڑ بن میں منہمک رہی کہ کس وقت حکومت وقت کے ہاتھ سے اقتدار کو چھین لیں

اور تخت حکومت پر قبضہ کر لیں۔ ہم طوالت مضمون کے خوف سے اس مضمون کے حوالوں کو قلم انداز کرتے ہیں۔ ایک جملہ ہی بطور نمونہ از بس ہے۔

”اگرچہ جب تک بارون بقید حیات رہا، امام ہشتم کو بھی خاموشی اور تقیہ کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ پھر بھی آپ کی جد و جہد اور سیاسی مہم جاری رہی ہے“

شیعہ اصول فقہ میں بھی تقیہ کا لحاظ | تقیہ ان کے رگ و پے میں اتنا رچا بسا ہوا ہے کہ اپنی فقہ کے سلسلہ میں

انہوں نے جو اصول فقہ ترتیب دیئے ہیں اس میں سنت تقریری کی بحث میں بھی اس بات کو شامل کرتے ہیں کہ معصومین (واضح رہے کہ ان کے نزدیک انبیاء کی طرح ائمہ بھی معصوم ہیں۔ بلکہ ائمہ کو انبیاء سے بھی زیادہ افضل کہتے ہیں، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح تمام ائمہ کے اعمال و اقوال کو بھی سنت کہتے ہیں۔ اور ائمہ کے قول فعل نیز ان کے سامنے کیا جانے والا ہر وہ کام جس کو انہوں نے دیکھا اور اپنی رضا مندی کا اظہار کیا ہو شریعت کا ماخذ ہے) کی خاموشی کہیں بطور تقیہ نہ ہو۔ چنانچہ مصادیق فقہ کے تحت جناب سید مصطفیٰ محقق داماد شیعی ایرانی مجتہد نے سنت تقریری کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے معصوم کی تقریر یا تصدیق کے لئے دو شرطیں لازم،

پہلی — یہ کہ معصوم کو کامل طور سے فعل کی انجام دہی کی اطلاع رہی ہو یعنی وہ فعل مکمل طور سے امام کی موجودگی میں اور ان کے سامنے انجام پایا ہو۔

دوسری — یہ کہ امام کے امر بمعروف اور نہی از منکر کے لئے کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو، یعنی امام فعل کے واقع ہونے کے وقت یا جگہ کے لحاظ سے خود عمل یا اس کے طریقہ صحت میں اظہار نظر کے لئے کوئی مانع نہ رکھتے ہوں۔ اس جگہ مختصر سی وضاحت ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں

ائمہ علیہم السلام اور ان کے جملہ احباب با وفا ظالم حکام و سلاطین کی طرف سے ہمیشہ جاسوسوں کے زیر نظر رہے۔ اور بنیاد اسلام کی حفاظت، نیز نجفی و علنی شیعوں کی بقا کے لئے اکثر اس میں مصلحت تھی کہ خود کو ساکت و نہساں کئے رہیں۔ جس کے مشہور مظاہر میں سے ایک تقیہ ہے۔ چونکہ غاصب اور ستمگر خلفاء زیادہ تر شیعوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے ائمہ علیہم السلام کے ارد گرد جاسوس معین کرتے تھے۔ اور یہ حضرات بھی اس بات سے واقف تھے۔ لہذا یہی اقدامات کے پوشیدہ رکھنے کے خیال سے مجبوراً مختلف راہوں اور احتیاط کے گونا گوں طریقوں سے استفادہ کرتے ہوئے اکثر شرعی معیارات کے بیان کرنے کا موقع اور امکان نہ رکھتے ہوئے سکوت اور خاموشی کو ترجیح دیتے تھے۔ لہذا تقریر معصوم کے مطالعہ اور اس کی وقعت و حیثیت جاننے کے لئے ہمیشہ یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیے۔

نائب خمینی جناب علی خامنہ
ای لکھتے ہیں۔

علی خامنہ ای خمینی اور روایت تقیہ

اصل میں تقیہ کا مورد اور عنوان سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ وہ تمام روایات جو کتمان اور پردہ داری نیز خفیہ سرگرمیوں سے متعلق ہیں۔ ان کی چھان بین کی جائے تاکہ ایک طرف تو ائمہ علیہم السلام کے اس ادعا اور ہدف کے پیش نظر جن کا گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے (یعنی کسی طور پر سیاسی غلبہ) اور دوسری طرف خلفائے زمانہ کے اس شدید رد عمل کے پیش نظر جو ائمہ علیہم السلام اور ان کے اصحاب کی سرگرمی اور سیاسی فعالیت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے تاکہ تقیہ کا صحیح اور حقیقی مفہوم سمجھا جاسکے۔

۱۔ مجلہ توحید، قم ایران، ج ۳، شمارہ ۶، ص ۱۲۸، ۱۲۹

۲۔ ہمارے ائمہ..... مجلہ توحید، ج ۲، شمارہ ۶، ص ۱۲۸

ان شیعہ حضرات کا کوئی عمل تقیہ سے خالی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ ان کی عبادات میں بھی تقیہ ہر جگہ گھسا پڑا ہے۔ اب افضل عبادات نماز ہی کو لے لیجئے۔ خدا کی اس عظیم ترین عبادت میں بھی انہوں نے تقیہ کے مسائل اور اس کے فضائل اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔

جو شیعہ کسی غیر شیعہ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور اپنی شیعیت کو پوشیدہ رکھتے ہیں ان کے اس تقیہ کی وجہ سے ان کو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے لے
شیعی ولایت تقیہ کے مسند نشیں جناب خمینی صاحب اپنی کتاب تحریر الوسیلہ میں نماز کے اندر تقیہ کے مسائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دوسری چیز جو نماز کو باطل کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا جائے۔ جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ ہاں تقیہ کی حالت میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لے
اسی طرح آگے لکھا ہے۔

نویں چیز جس سے نماز باطل ہوتی ہے وہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا ہے۔ البتہ تقیہ کے طور پر کہنے میں کوئی حرج نہیں لے

شیعہ کتب حدیث اور تقیہ | تقیہ اہل تشیع کے نزدیک جب اتنا اہم کام ہے تو اس کا سراغ کتاب و سنت میں کچھ تو لگنا چاہئے

چونکہ اس چیز کا تعلق اسلام سے بالکل نہیں اس لئے مسلمان جسے کتاب و سنت (قرآن اور حدیث) کہتے ہیں ان میں تو واقعی یہ تقیہ کہیں نہیں ملتا۔ البتہ اہل تشیع کی اپنی حدیثوں میں اس کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ قرآن کے بعد ان کے نزدیک جو صحیح ترین کتاب

لے من لایحضرہ الفقیہ ج ۱، ص ۱۲۷ لے تحریر الوسیلہ، للخمینی ج ۱، ص ۱۸۶،

لے تحریر الوسیلہ، للخمینی ج ۱، ص ۱۹۰،

سے مختلف جواب دیا۔ پھر جب لوگ چلے گئے تو میں نے امام سے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! عراق کے دو باشندے جو شیعیانِ اہل بیت میں سے تھے۔ وہ آئے اور ان دونوں نے آپ سے ایک ہی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے دونوں کو دو مختلف جواب دیا۔ (ایسا کیوں؟) تو حضرت امام نے فرمایا۔ اے زرارہ! اسی میں ہماری اور تمہاری خیر و بقاء ہے۔ اور اگر تم تمام لوگوں کا مسلک ایک ہو گیا تو لوگ تمہیں ہم سے تعلق کے معاملے میں سمجھیں گے اور اس میں ہم سب کی بقاء کو خطرہ ہے۔ اس کے بعد زرارہ نے کہا کہ میں نے ایک بار امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ آپ کے شیعوں ایسے باوفا ہیں کہ اگر انہیں نیردوں کے اوپر یا آگ میں کودنے کو کہا جائے تو ایسا کر دیں گے۔ لیکن جب وہ آپ لوگوں کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان میں باہم اختلاف ہوتا ہے۔ زرارہ نے کہا کہ امام جعفر صادق نے میری اس بات کا وہی جواب دیا جو جواب ان کے والد امام باقر نے مجھے دیا تھا۔

اس روایت سے یہ پتہ چلا کہ یہ ائمہ تقیہ کے طور پر دینی مسائل بھی غلط بتاتے

تھے۔ (ایضاً ذیل اللہ)

یہی حدیث میں بطور تقیہ حلال کو حرام، اور حرام کو حلال کرنے کی مثال ہے۔ ابان بن تغلب کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے سنا وہ فرماتے تھے میرے والد (امام باقر) —
یفتی فی زمن بنی امیہ اما قتلہ البازی والصفی فہو حلال
وکان یقیمہم وانا لا اقیہم وہو حرام ما قتل لہ
دور بنو امیہ میں تقیہ کے طور پر یہ فتویٰ دیتے تھے کہ اگر کوئی باز و شاہین کا شکار

کرے اور وہ (قبل ذبح) مرجائے تو وہ حلال ہے۔ اور میں تقیہ نہیں کرتا تو کہتا ہوں کہ وہ حرام ہے۔“

فروع کافی میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی ذات جرات، وحق گوئی، خلوص ولہیت اور صبر و عزیمت کی شاہکار ہے۔ ان کی جانب ایک نہایت بزدلانہ بلکہ منافقانہ روایت منسوب ہے۔ العیاذ باللہ

عامر بن سمط امام جعفر صادق سے راوی، انہوں نے بیان کیا کہ منافقین میں سے ایک آدمی مرگیا۔ تو حسین بن علی علیہما السلام گھر سے باہر نکلے اور جنازہ کے ہمراہ چلے تاکہ شرکت کریں۔ تو ان کا ایک غلام سامنے آگیا (جو میت کی منافقت کی وجہ سے شریک جنازہ نہیں ہونا چاہتا تھا) انہوں نے غلام سے فرمایا۔ اے فلاں تو کدھر جا رہا ہے! اس نے عرض کیا میں کس منافق کے جنازہ سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ امام حسین نے اس سے فرمایا۔ تم نماز میں میرے دائیں کھڑے ہو جاؤ، اور جو مجھے کہتے ہوئے سنو تم بھی کہو۔ (اس کے بعد امام جعفر کہتے ہیں جب دلی میت نے نماز جنازہ شروع کی اور تکبیر کی تو امام حسین نے بھی تکبیر کہی۔ اس کے بعد کہا۔ اے اللہ اپنے اس بندے پر ایک ہزار لعنتیں کر، جو متواتر مسلسل ہوں، متفرق نہ ہوں، اور اے اللہ اسے اپنے بندوں میں ذلیل کر، اور اسے نار جہنم میں پہونچا۔ اور عذاب سخت کا مزا چکھا۔ یہ شخص تیرے دشمنوں سے دوستی کرتا تھا۔ اور تیرے دوستوں سے دشمنی کرتا تھا۔ اور اہل بیت نبی سے بغض رکھتا تھا۔“

شیعوں کی معتبر کتاب تہذیب میں ہے کہ مخالفین ولایت کے جنازے کو غسل دے اور نماز پڑھے، بلکہ اسے اہل خلاف کی طرح غسل دے۔ اس کے ساتھ جریدہ نہ رکھے اور نماز پڑھے تو دعا کی جگہ اس پر لعنت کرے۔“

فروع کافی میں اس کے بعد ایسی ہی روایتیں حضرت امام زین العابدین اور سیدنا امام جعفر صادق سے بھی منسوب کی گئی ہیں۔

یہ اور اس قسم کی درجنوں روایات کے ہوتے ہوئے دھوکہ دہی، فریب کاری

ہر سلیم الفطرت فکر خود فیصلہ کرے

مکاری و عیاری، اور منافقت کا بھی کوئی مفہوم باقی رہ جاتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا الفاظ اپنے اندر کوئی حقیقی معنی و مفہوم رکھتے ہیں تو حضرات شیعہ کے نزدیک جسے تقیہ کہا جاتا ہے اور جس کی مثالیں ان کی اصح کتب بعد کتاب اللہ اور دیگر دستاویزی مآخذ میں موجود ہیں، صرف ان کا ایک تقیہ اپنے اندر مکر و فریب، دجل و دغل اور دور خاپن اور منافقت کی تمام غلیظ ترین شاخوں کو لئے ہوئے ہے یا نہیں؟ اور کیا کوئی ذرہ بھرا ایمان رکھنے والا انسان بھی ان روایات کو خانوادہ نبوت کے مقدس فرزندوں کی طرف منسوب کر سکتا ہے؟ شیعیت کی پوری تاریخ اور تحریک کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک وسیع نظر فکر جس نتیجہ پر پہنچتی ہے وہ یہ ہے کہ تقیہ بھی اس فرقہ کی داغ بیل ڈالنے والوں کی ایک لازمی ضرورت تھی۔ ایک ایسا تیرہ ہدف نسخہ جو شیر خدا مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لے کر اہل تشیع کی تمام معتمد شخصیات کو اپنے خود ساختہ سانچہ میں فٹ کر سکے۔ جسے اگر ہم جناب خمینی صاحب کے لہجے میں کہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ تقیہ بنیان فرقہ شیعہ کا ایسا طاغوتی حربہ ہے جس نے اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جلالت مآب، سرمایہ شجاعت، بے باک، نڈر، حق گو، حق شعار، نسل پاک پر صد سال تک حق پوشی، منافقت، دور خاپن، اور خلاف ضمیر زندگی گزارنے کا الزام لگایا ہے۔ (العیاذ باللہ)

سورہ آل عمران کی آیت مبارکہ

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا

مِنْهُمْ تَقَةً (القرآن الکریم، سورہ آل عمران، آیت: ۲۸)

”نہ بنائیں مومن کا فرد کو اپنا دست مومنون کو چھوڑ کر اور جس نے کیا
یہ کام پس نہ رہا اللہ سے (اس کا) کوئی تعلق، مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو
ان سے اپنا بچاؤ۔“

اور یہ ہے ہمارا بے داغ آئینہ | لفظ ”ثقة“ کی مفسرین اسلام نے جو تشریح
کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

”اگر مسلمان کفار کے زرخے میں آجائے اور اسے اپنے قتل ہو جانے، مال
چھین جانے، اور ناموس لٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو، تو اس بے بسی کے
عالم میں وہ ایسی بات کہہ لے جس سے وہ کفار کے شر سے محفوظ رہے۔“
اس عالم خوف و خطر میں اسے یہ اجازت ہرگز نہیں کہ وہ ایسا فعل کرے یا
ایسی بات کہے جس سے دوسرے مسلمان کو ایسا ضرر پہنچے جس کی تلافی نہ ہو سکے۔
مثلاً کفار اس سے اگر کسی مسلمان کو قتل کرنے، زنا کرنے، کسی پاکدامن عورت پر ہتھان
لگانے یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر مجبور کریں تو اس مسلمان کو اس امر کی ہرگز اجازت
نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔

اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے زبان پر کلمہ کفر لائے (جس طرح حضرت عمار بن
یاسر رضی اللہ عنہ نے کیا)، اور اس کا دل مطمئن ہو تو اسے ایسا کرنے کی رخصت تو ہے
لیکن اس کا ایمان پر ڈٹے رہنا اور اپنی جان دے دینا بہت افضل ہے۔

عصر حاضر کے اسلامی مفکر اور صاحب الرائے مفسر قرآن حضرت مولانا پیر کرم شاہ
ازہری اہل تشیع کی تقیہ کے حق میں دلیلوں کا جائزہ لینے کے بعد اسلامی قانون میں جس
جیلہ کو حلال کیا گیا ہے اور جو عزیمت کے مقابلہ میں محض ایک رخصت ہے اس کا ذکر کرتے
ہوئے رقم طراز ہیں۔

”اس چیز کو اس تقیہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں جو مذہب شیعہ کا اصل عظیم ہے۔
اور بڑا کار ثواب ہے۔ جس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے وہ یہاں تک کہہ
جاتے ہیں کہ اگرچہ خلفائے ثلاثہ نے قرآن کی تحریف کر دی، احکام شریعت کو

بدل ڈالا، سنت رسول کو مٹا دیا۔ لیکن حضرت علیؑ نے تقیہ پر عمل کیا اور خاموش
 رہے۔ بلکہ کاروبار حکومت میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ ان کے مال غنیمت
 سے اپنا حصہ قبول کرتے رہے۔ ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ —
 استغفر اللہ! شاہ مرداں، شیرزیداں علیہ وآلہ افضل الثناء، واکمل الرضوان
 کی ذات مقدس پر یہ کتنا ناپاک بہتان ہے۔ ایسی بہتان تراشی پر ہم اللہ
 تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

لے تفسیر ضیاء القرآن، للعلامہ محمد پیر کرم شاہ، ۱۰، الازہری، ج ۱، ص: ۲۲۱،

باغِ فِندک

صفحہ	مندرجات
۲۳۸	باغِ فِندک کیا ہے؟
۲۳۹	باغِ فِندک اور اسلامی روایات
۲۴۲	شاہ عبدالعزیز سے ایک سوال اور اس کا جواب
۲۴۷	مسئلہ فِندک اور شیعہ
۲۵۱	فیء اور انقال
۲۵۲	فِندک اور اصول کافی کی روایات

باغ فدک

مسلمان اور شیعوں کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں ایک باغ فدک کا بھی مسئلہ ہے۔ باغ فدک اور اس جیسے متعدد مسائل کی تحقیق کرنے والا صاف محسوس کرتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی ذوات مبارکہ سے بغض و عناد کے فاسد جذبات نے یہ مسائل اختراع کر لئے ہیں۔ اور اہل ہواد ہوس نے بندر کے زخم کریدنے جیسی حرکتوں کے ذریعہ یہ مسائل پیدا کئے ہیں۔ آپس کچھ آپ بھی جائزہ لیں۔

فدک یہود کا ایک چھوٹا سا قریہ تھا۔ جس کے باہر کچھ باغ اور کاشت کی زمین تھی۔ قدیم دور میں اس علاقہ

باغ فدک کیا ہے؟

پر عاد و ثمود کی بستیاں تھیں۔ بعد میں یہود نے وہاں بود و باش اختیار کی اور زراعت و آب رسانی کو ترقی دے لیا۔

۱۱ھ میں محاصرہ خیبر کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محصب بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مبلغ بنا کر وہیں سے فدک روانہ فرمایا۔ اہل فدک نے حضرت محصب رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کرنے میں پس و پیش کی۔ مگر جب یہود کا مرکز یعنی خیبر فتح ہو گیا تو اہل فدک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قاصد بھیجا۔ اور اہل خیبر کی شرائط کے مطابق صلح کر لی۔ اور طے پایا کہ وہ فدک کی نصف پیداوار حضور کی خدمت میں پیش کرتے رہیں گے۔ حضور نے ان کی پیشکش قبول کر لی۔ اس طرح فدک کی زمین خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئی۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس کیسے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔ یعنی اس کے لئے جہاد نہیں کیا تھا لہٰذا کچھ دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ فدک کی نصف زمین اور باغ دینے

کی بنیاد پر صلح ہوئی۔ الغرض فدک کی یہی آمدنی تھی جسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال، ازواج مطہرات، بنی ہاشم کے افراد، بہانوں، سفراء اور کچھ غریبوں اور یتیموں کی امداد پر خرچ فرماتے تھے۔ بعض اوقات اسی کے ذریعہ سامان جہاد بھی فرماتے اور اصحاب صفہ کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ فدک کی آمدنی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی فاطمہ اور بنی ہاشم کے لوگوں کی مکمل کفالت نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ اس میں سے کچھ رحمت فرمایا کرتے تھے۔ وہ قطعہ زمین کچھ اتنا وسیع نہیں تھا جو مذکورہ بالا تمام ضرورتوں کا کما حقہ کفیل ہوتا۔ جیسا کہ روایتوں سے ظاہر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سارا جہان اور جو کچھ اس میں ہے سب کے متجانب اللہ مالک و مختار سرور ہر دوسرا رحمت کونین، مختار ماریں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خزائن الارض کی کنجیاں پروردگار عالم نے انہیں عطا فرمائیں۔ اور جنت کی نعمتوں کا انہیں قاسم بنایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے۔ اور سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عطا سے مالک و مختار ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا ۴
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں
اور جملہ مخلوقات الہی سفرہ انعام الہی پر حضور ہی کے صدقہ و طفیل رزق پاری
ہیں۔ افراد امت حضور کی معنوی اولاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی بات
تھی جو ذکر ہوئی۔

باغ فدک اور اسلامی روایات | باغ فدک کے بارے میں ابو داؤد
کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت
بی بی فاطمہ زہرا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ فدک ان کے لئے

خاص کر دیں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار فرمایا۔
وان فاطمہ سألت ان يجعلها لها فانی لک

سیدہ فاطمہ نے حضور سے فدک کا سوال کیا تو حضور نے انکار فرمایا۔

• معلوم ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ کو عنایت نہیں فرمایا۔

• حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں فرمائی کہ بنی ہاشم یا سیدہ فاطمہ کو دیا جائے۔ اس لئے کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی مال و منال اور دولت و ثروت سے بے نیاز تھے۔ جو دو کرم اور بخشش و عطا حضور کی صفت تھی۔ اور فقر حضور کی ردا تھی۔ جو کچھ سونا چاندی حضور کے پاس ہوتا سب راہ خدا میں جلد از جلد خرچ فرما دیتے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ کسی کو دنیوی مال کا وارث نہیں بناتے۔

• ایک بار نماز عصر پڑھ کر نہایت سرعت سے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا تھا جو لاکر خیرات فرمایا کہ مبادا وہ رات بھر گھر میں پڑا رہ جائے۔
■ مرض وصال میں گھر کے اندر کچھ اشرفیاں تھیں جنہیں راہ حق میں لٹا دیا۔ اور فرمایا۔ اللہ کا نبی اللہ سے اس حال میں نہ ملے کہ اس کے قبضہ میں یہ اشرفیاں ہوں آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے لئے بھی کوئی مال اور دولت و ثروت نہیں چھوڑی۔ بس ہر ایک ام المومنین کے لئے ایک ایک حجرہ تھا جو بن کر حضور نے انہیں ہبہ فرما دیا تھا۔ ان حجروں کے سوا ان کے پاس نہ کوئی زر تھا نہ زمین، اور یہ بھی واضح رہے کہ حضور نے سیدہ فاطمہ کے لئے بھی حجرہ عنایت فرمایا تھا۔ حضور کا ارشاد ہے۔

لا نفوت ما ترکناہ ہم (انبیاء) کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو چھوڑتے ہیں صدقہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ازواج مطہرات

رضی اللہ عنہم نے جانا کہ حضور نے جو کچھ باقی چھوڑا ہے اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تقسیم کرایا۔ اس وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حدیث مذکورہ بالا پڑھ کر سنائی، جس کا علم ہر ایک کو نہیں تھا۔ تو تمام اہل المومنین نے طلب میراث کا مطالبہ واپس لے لیا۔

صحیحین میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت صحابہ کے سامنے جب یہ بات پوچھی کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ تم کسی کو وارث نہیں بناتے، تو تمام صحابہ نے اقرار کیا کہ ہاں بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ اس مجمع میں منجملہ اور صحابہ کے حضرت عباس، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن وقاص بھی موجود تھے (رضی اللہ عنہم) اور سب نے بیک زبان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عمر نے بطور خاص حضرت عباس اور حضرت علی کو قسم دے کر اس کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بھی تصدیق کی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وصال سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے جانشین رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فدک کا مطالبہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاتون جنت کو ادا پر گزری ہوئی حدیث شریف سنائی۔

بات ظاہر ہے کہ جس طرح اہل المومنین میں سے کچھ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کا علم نہیں تھا اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تقسیم وراثت چاہی تھی۔ مگر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سامنے آگیا تو سب نے آمنا صدقاً کہہ کے سر تسلیم خم کر لیا۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہتی شہزادی نے بھی محبوب رب العالمین کا فرمان مبارک سن کر طمانیت حاصل کر لی ہوگی۔

مگر بخاری شریف کی بعض روایات میں حضرت ابو بکر صدیق اور سیدہ فاطمہ زہرا کے سوال و جواب کے بعد ملتا ہے کہ سیدہ فاطمہ حضرت ابو بکر سے ناراض رہیں اور اسی حالت میں چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔ اس کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ بات حدیث کے متن سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ راوی کا اپنا تبصرہ ہے جو ممکن ہے رد افض کے پروپیگنڈے کا اثر ہو۔
شیخ محقق تحریر فرماتے ہیں۔

مطالبہ فدک کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ کے دولت کدہ پر گئے۔ اور دھوپ میں ان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے راضی ہو گئیں۔
مطالبہ فدک کے بعد سیدہ فاطمہ چھ ماہ بعد وصال فرما گئیں۔ طبقات ابن سعد میں امام شعبی اور امام نخعی کی روایات کے مطابق نماز جنازہ حضرت ابو بکر صدیق نے پڑھائی بعض دوسری روایات کی رو سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ شرم و حیا اسلامی کا شاہکار تھیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مرد و عورت کے بارے میں ان سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بابا جان میرا خیال ہے کہ عورت کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں کہ نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے اور نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے۔ یہ سن کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کیوں نہ ہو آخر بیٹی کس کی ہے؟ حضرت خاتون جنت نے اسی جذبہ شرم و حیا کی وجہ سے اپنی میت جلد از جلد حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ صدیق اکبر) کے بنائے ہوئے لکڑی کے گہوارے میں پوشیدہ کر کے تجہیز و تکفین کی وصیت فرمائی تھی۔ جس پر عمل ہوا۔

شاہ عبدالعزیز سے ایک سوال اور اس کا جواب | مسئلہ فدک کے سلسلہ میں مزید توضیح کے لئے

خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ایک فتوے کا خلاصہ زیر قلم لانا، مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سوال کا ماحصل | مسلم، ام المومنین عائشہ سے راوی کہ سیدہ فاطمہ نے حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں اپنی وراثت کا مطالبہ کیا،

بخاری میں ہے۔ فغضبت فاطمہ وخرجت عنه ولم تکلم حتی ماتت، پس فاطمہ غصہ ہوئیں۔ اور ان کے پاس سے چلی آئیں۔ اور وفات تک سیدنا صدیق اکبر سے بات نہیں کی۔ اور بخاری میں یہ بھی ہے کہ جس نے فاطمہ زہرا کو غصہ دلایا اس نے مجھے خشناک کیا۔

اور مسلم حضرت عمر سے راوی کہ انہوں نے حضرت علی اور حضرت عباس سے کہا۔ (جو ایک طویل حدیث ہے) کیا آپ دونوں حضرات سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر دروغ گو گنہگار بے وفا اور خائن ہیں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ نیک، سچے، راشد اور حق کے تابعدار ہیں۔ پھر وفات ہوئی ابوبکر کی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں۔ اور ابوبکر کا ولی ہوں۔ تو کیا آپ دونوں حضرات کا خیال ہے کہ میں دروغ گو گنہگار بے وفا اور خائن ہوں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں سچا، نیک، راہ راست پر، اور حق کا پیروکار ہوں۔

معارج النبوت میں روایت ہے کہ وقف فرمایا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے اس موضع کو جس کی حدیں معلوم ہیں۔ حضرت فاطمہ کے لئے اور ایسا وقف کیا کہ حضرت فاطمہ کے سوا دوسرے کے لئے وہ موضع حرام کر دیا گیا۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کے لئے یہ وقف ہمیشہ کے لئے کر دیا اور یہ شرط فرمادی کہ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد یہ موضع ان کی ذریات کے لئے وقف رہے گا۔ تو جو شخص سکر وقف کو تبدیل کر دے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والوں پر ہے۔ بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

جواب کا خلاصہ | مسلم کی روایت سے کوئی تفصیر سیدنا صدیق اکبر کی ثابت نہیں۔ انہوں نے وراثت کے سلسلہ میں جواباً صرف حدیث

رسول بیان کی۔ اور حدیث بیان کرنا مستانہ نہیں ہے۔ اگرچہ بعض روایتوں سے

یہ جلتا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے وفات کے وقت تک سیدنا صدیق اکبر سے بات نہیں کی۔ لیکن اور کئی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ صدیق اکبر سے خوش تھیں۔

اور یہ چیز امامیہ فرقہ کی روایات سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ مجاہد السالکین کے مصنف اور دوسرے شیعہ علماء نے حضرت صدیق اکبر کے سیدہ فاطمہ کے پاس جانے اور ان کے دروازے پر کھڑے ہو کر انہیں رضا مند کرنے اور سیدہ فاطمہ کے خوش ہونے پر دروگاہ عالم کو شاہد بنانے کی روایت کی ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ "اغضب" کا مطلب جان بوجھ کر اپنے قول و فعل کے ذریعہ غصہ دلانا ہے جس کا صدور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ سے نہیں ہوا۔ یہی بات سیدہ فاطمہ زہرا کی توان پاکان امت کو کبھی بلا تقصیر بھی غصہ آجاتا ہے۔

چنانچہ گنو سالہ پرستوں کے معاملہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام پر غضبناک ہونا نص سے ثابت ہے۔
دوسری روایت بھی مسلم میں ہے۔ مسلم اور دیگر کتب صحیحہ میں واقعہ اس طرح ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ صدیق اکبر کے پاس تھا۔ اور وہ اس سے حضرت فاطمہ اور ازواج مطہرات کو خرچ دیتے تھے۔ ان کے بعد بنی ہاشم میں جو حاجتمند تھے انہیں دیتے تھے۔ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو حضرت علی اور حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور ترکہ حوالہ کرنے کا سوال کیا۔ تاکہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ اس ترکہ کو عمل میں لاتے تھے، ہم لوگ خود عمل میں لائیں۔ حضرت عمر نے ترکہ ان دونوں حضرات کے سپرد کیا۔ اور کہا کہ آپ لوگ اسے باہم تقسیم نہ کریں۔ اور اس میں وراثت جاری نہ کریں۔

مگر پھر کچھ روز کے بعد حضرت عباس نے چاہا کہ یہ ترکہ تقسیم ہو۔ تو حضرت علی نے اس بات سے انکار کیا۔ اس طرح باہم منازعت ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت علی

نے حضرت عباس کو بے دخل کر دیا۔ حضرت عباس نے امیر المومنین حضرت عمر کے پاس حضرت علی کی شکایت پیش کی۔ اس پر حضرت عمر نے حضرت عباس کی فہمائش کے لئے مذکورہ بالا کلمات کہے تاکہ حضرت عباس حضرت علی کی نالش اور شکایت سے باز رہیں۔ اور اس میں ترکہ کا حکم جاری نہ کریں۔ یہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا عمل رہا۔ اور میں اور حضرت علی بھی یہی چاہتے ہیں۔ اور وراثت انبیاء تقسیم نہ ہونے کی حدیث آپ حضرات کی روایت کردہ، اور توشیح فرمودہ ہے۔ چنانچہ پھر حسب سابق عمل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ مروان نے اپنے دور میں اس پر قبضہ کر لیا۔

اور اسلامی فقہ میں وقف کا یہ قانون ہے کہ ولی یا عصباء میں سے واقف اگر کسی کو متولی مقرر نہ کرے اور انتقال کر جائے تو اس وقف کی تولیت والی آفاق یعنی والی ملک سے متعلق ہوتی ہے۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب ترکہ وقف تھا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہوئے۔ لہذا اس کے انتظام اور تقسیم کی ذمہ داری کے بعد دیگر نے ان حضرات پر آئی اور وہ لوگ اسے بحسن و خوبی انجام دیتے رہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے:

”فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ جس کی آمدنی حضور اپنے اہل و عیال پر خرچ فرماتے تھے۔ اور بنی ہاشم کے بچوں کو دیتے تھے۔ اور اس سے غیر شادی شدہ مرد عورتوں کا نکاح کرتے تھے۔ ایک باریبی فاطمہ نے سوال کیا کہ فدک ان کو عطا کر دیں۔ حضور نے انکار کیا۔ تو ایسے ہی حضور کی حیات تک رہا یہاں تک کہ حضور کا وصال ہو گیا۔

فلما ان ولی ابوبکر عمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی عمر بن الخطاب عمل فیہا بمثل ما عملہ حتی مضی لسبیلہ

پھر جب ابو بکر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فدک کے بارے میں ویسے ہی عمل کیا
جیسے حضور نے اپنی حیات مبارکہ میں کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بھی رحلت فرما گئے
پھر جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضور اور ابو بکر ہی کی طرح
کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔

اور اسی طرح یہ سلسلہ حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان غنی، ان کے بعد
مولائے کائنات علی مرتضیٰ اور سیدنا حسن مجتبیٰ سے گزرتا ہوا مروان تک پہنچا۔ تمام
خلفائے راشدین حتیٰ کہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حسن مجتبیٰ نے بھی فدک کے معاملہ
میں طریقہ نبوی، طریقہ صدیقی، طریقہ فاروقی و عثمانی ہی پر خود بھی عمل فرمایا۔ جو اس
بات کا بین ثبوت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی اس
باب میں بالکل مطمئن تھے۔ البتہ جب مروان بن الحکم (متوفی ۶۵ھ) کا زمانہ آیا تو اس
نے فدک کو اپنی جاگیر بنالیا تھا۔ مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۱۹۵ھ) رضی اللہ عنہ
نے فدک کو اپنے دور میں پھر دوبارہ دور نبوی و دور خلفائے راشدین کے مطابق کر دیا۔

کم نظر و افق نے مالک جنت کی شہزادی سیدہ فاطمہ زہرا (صلی اللہ تعالیٰ علیہا
وعلیہا الیوم القیامت) سے جوڑ کر مسئلہ فدک کو اتنا بڑھا یا جس سے کوئی غیر جانب
دار انسان یہ خیال کر سکتا ہے شہزادی رسول بھی زمین کے ایک معمولی ٹکڑے کی خاطر
اپنے بابا جان کے بار غار صدیق سے عمر بھر ناراض رہیں۔ کیا انہیں زمین اور باغ کا
یہ حصہ اتنا پیارا تھا۔ کیا وہ معاذ اللہ اس دنیوی متاع کی اتنی خواہشمند تھیں۔ نہیں،
اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارا تو ایمان ہے کہ دنیا کی ساری آراضی اور اس کے ظاہر و پوشیدہ
سارے خزانے سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لئے اتنے قابل التفات بھی
نہیں تھے۔ جس کے لئے وہ اخلاق نبوی کے دائرہ سے باہر سوچ بھی سکتی تھیں۔ یہ سب
فتنہ انگیز غنا صر کی من گڑھت کہانیاں ہیں۔ جو ان مقدس ہستیوں کے حوالہ سے اختراع
کی گئی ہیں۔ مگر اس سے ان کی سراسر توہین ہوتی ہے۔

مسئلہ فذک اور شیعہ | فذک کے باب میں شیعہ اپنی روایتوں کی رو سے یہ الزامات عائد کرتے ہیں۔

(۱) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے سیدہ فاطمہ کا ترکہ نہ دینے کے لئے خود حضور کی ایک حدیث کو پیش کر دیا کہ ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔
 (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فذک حضرت فاطمہ کو یہ کہہ کر دیا تھا مگر حضرت ابوبکر نے اسے نہیں مانا۔ حضرت فاطمہ نے گواہ کئے طور پر حضرت علی اور ام ایمن کو پیش کیا۔ مگر انہوں نے کہا ایک عورت اور گواہ ہونی چاہئے۔ اس پر سیدہ فاطمہ ناراض ہو گئیں اور وصیت کی کہ حضرت ابوبکر میرا جنازہ نہ پڑھائیں۔ چنانچہ انہیں راتوں رات دفن کر دیا گیا۔

(۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا کے لئے فذک کی وصیت کی تھی۔ حضرت ابوبکر نے پھر بھی فذک انہیں نہیں دیا۔
 مسئلہ فذک آگے چل کر اور ترقی کر گیا، اور اس سلسلہ میں شیعہ چابکدستوں نے مزید غور و خواص کر کے اسے توسیع دی۔ چنانچہ جناب خمینی صاحب کے جانشین علی خامنہ ای نے لکھا ہے۔

(۴) ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر علیہما السلام کے سامنے مسئلہ فذک چھیڑا۔ اور کہا کہ آپ فذک کے حدود اربعہ کا تعین کر دیں تو ہم وہ آپ کے حوالے کر دیں اس کا خیال تھا کہ اس طرح فذک کا نعرہ جو ہمیشہ تاریخ میں اہل بیت کی مطلوبیت کے عنوان سے دہرایا جاتا رہا ہے اس کو بے اثر بنادے۔ اور شاید اس طرح اپنے اور فاضلین فذک کے درمیان فرق جتاننا بھی مقصود رہا ہو۔ چنانچہ حضرت پہلے تو اس کی درخواست رد کر دیتے ہیں۔ اور جب اس کی طرف سے اصرار بڑھتا ہے تو کہتے ہیں اگر فذک واپس ہی کرنا ہے تو اس کے حقیقی حدود کے ساتھ واپس کرو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس کی ایک حد عدن، دوسری سمرقند، تیسری افریقہ، اور چوتھی ان سمندروں کا کنارہ، جن میں رمنستان وغیرہ جزیرے ہیں۔ (یہ دراصل اس وقت

کی دولت اسلامیہ کی حدود دار بعد ہیں) یہ سکر ہارون کا پارہ آخری نقطہ پر پہنچ چکا تھا۔ غصہ اور کھیا ہٹ میں کہتا ہے۔ پس ہمارے لئے اب کیا بچا۔ اٹھئے اور میری جگہ بیٹھ جائیے (اس سلسلہ میں نسبی رہنما کے آخری الفاظ یہ ہیں) اسی کے بعد ہارون امام کے قتل کا ارادہ کر لیتا ہے۔ (مختصاً) ۱۲

اس کے علاوہ کلینی کی ایک روایت ہم یہاں قنادی عزیزیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

لما ورد ابو الحسن موسى عليه السلام على المهدي يراة يرد النظام فقال يا امير المؤمنين ما بال مظلمتنا لا ترد فقال له وما ذلك يا ابا الحسن قال ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه صلى الله عليه واله وسلم فدفث وما والاها لم يوجف عليها بخيل وركاب فأنزل الله على نبيه صلى الله عليه واله وسلم واثبات ذالقر في حقه فلم يدر رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من هم فراجع في ذلك جبرئيل عليه السلام وراجع ربه فادعى الله ان ادفع فدفث الى فاطمة فدعا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال يا فاطمة ان الله امرني ان ادفع فدفث اليك فقالت قلت يا رسول الله من الله ومنك فلم يزل وكلا ثها فيها حيوة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فلما ولي ابو بكر اخرج عنها وكلا ثها فانت فساته ان يردھا عليها فقال لها ائتني يا سود واجر يشهد لك فجاوت بامير المؤمنين عليه السلام واقرا من فشهدا فكتب لها التعرض فخرجت والكتاب معها فلقياها عمر فقال ما هذا معك يا بنت محمد قالت كتابك كتب لي ابن ابي قحافة قال اريتي فابت فانتزع من يدها ونظر فيه ثم ثقل نيه ومحاة وخرقه وقال لها هذا لم يوجف عليه ابوت بخيل ولا ركاب فضعى الحبال في رقابنا فقال له المهدي حدها لي فقال حدها جيل احد واحد سيف البحر واحد منها دو متا الجندل هي حصن على خست عشر ليلة من المدينة واحد منها عريش مصر فقال له كل هذا قال نعم

یا امیر المؤمنین هذا کلمہ مہالم یوجب اہلہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بخیل ولا رکاب فقال کثیر والنظر فیہ۔

یعنی جب ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام مہدی کے پاس وارد ہوئے اور ان کو
دیکھا کہ لوگوں کا مظالم واپس کرتے ہیں۔ یعنی جس کا مال ظلم سے کسی نے لے
لیا ہے وہ اس کو واپس دلواتے ہیں۔ تو ابوالحسن نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
ہم لوگوں کی چیز جو ظلم سے لے لی گئی ہے۔ اس کا حال کیا ہے کہ وہ ہم
لوگوں کو واپس نہیں دلواتے۔ تو مہدی نے کہا کہ اے ابوالحسن وہ کیا چیز
ہے؟ تو ابوالحسن نے کہا کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم کو فدک اور اس کے متصل کی زمین پر فتح دی کہ اس پر گھوڑے اور
اونٹ پر سوار ہو کر حملہ نہ کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم پر وحی نازل فرمائی کہ صاحب قرابت کو اس کا حق دیکھئے۔ تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ ہوا کہ وہ لوگ کون ہیں۔ تو یہ امر حضرت جبریل
علیہ السلام سے پوچھا اور انہوں نے اپنے پروردگار سے پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ
نے وحی نازل فرمائی کہ فدک حضرت فاطمہ کو دیکھئے تو حضرت فاطمہ کو پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا۔ اور کہا کہ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو
حکم فرمایا ہے کہ میں تم کو فدک دوں۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ
یا رسول اللہ میں نے قبول کیا۔ جو مجھ کو اللہ کی طرف سے اور آپ کی طرف
سے ملا۔ پھر برابر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وکلاء یعنی کارپرداز اس
میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک رہے۔ پھر حجب ولی یعنی متصرف
حضرت ابوبکر ہوئے تو اس مقام سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وکلاء
یعنی کارپردازوں کو نکال دیا۔ تو حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر کے پاس
تشریف لائیں۔ اور کہا کہ آپ فدک ہم کو واپس دیدیں تو حضرت ابوبکر
نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ ہمارے پاس اسود اور احمر کو لے آؤ کہ وہ

تمہارے موافق شہادت دیویں۔ تو حضرت فاطمہ حضرت امیر المومنین اور
 اور ام ایمن کو لے آئیں۔ ان دونوں نے حضرت فاطمہ کے موافق
 شہادت دی۔ تو حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے لئے لکھ دیا کہ مذک
 کے بارے میں تعرض نہ کیا جائے گا۔ تو حضرت فاطمہ باہر تشریف لائیں
 اور وہ نوشتہ آپ کے پاس تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات
 ہوئی۔ تو حضرت عمر نے کہا کہ اے صاحبزادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی، یہ کیا چیز تمہارے پاس ہے تو کہا ایک نوشتہ ہے یہ میرے واسطے
 ابن ابی قحافہ نے لکھ دیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ یہ نوشتہ مجھ کو دکھاؤ
 حضرت فاطمہ نے انکار کیا تو حضرت عمر نے آپ کے ہاتھ سے وہ نوشتہ
 پھینچ لیا اور اس کو دیکھا اور اس پر تھوک دیا۔ اور اس کو مٹا دیا اور چاک کر دیا
 اور حضرت فاطمہ سے کہا کہ اس پر تمہارے والد نے گھوڑا اور انٹ ہمراہ
 لیکر حملہ نہیں کیا تھا کہ تم جہاں ہم لوگوں کی گردن میں رکھتی ہو۔

ابو الحسن مہدی نے کہا کہ اس کی حد مجھ سے بیان کرو تو ابو الحسن نے کہا کہ اس
 کے ایک جانب کی حد جبل احد ہے، اور دوسرے جانب کی حد کنارہ دریائے
 شوریہ ہے، اور تیسرے جانب کی حد دومتہ الجندل ہے۔ اور یہ ایک قلعہ ہے
 کہ مدینہ منورہ سے پندرہ دن کی راہ کے فاصلے پر ہے۔ اور اس کے
 چوتھے جانب کی حد عیش مصر ہے۔

مہدی نے ابو الحسن سے کہا کہ کیا یہ سب ہے تو ابو الحسن نے کہا کہ ہاں! —
 یا امیر المومنین یہ سب ہے۔ یہ سب اس چیز سے ہے کہ وہاں کے لوگوں نے
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گھوڑا اور انٹ ہمراہ لیکر حملہ نہ کیا تو مہدی
 نے کہا کہ بہت ہے۔ اور یہ قابل غور ہے“ ۳۱

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اس روایت کے بارے میں اپنے فتویٰ
 کے اندر اتنا ہی لکھ کر بات ختم کر دی کہ ”یہ روایت سراسر دروغ اور افتراء ہے۔“

فدک کے سلسلہ میں اب ہم معزز قارئین کے سامنے حضرات شیعوہ کے فاسد پروپیگنڈے کے خلاف خود ان کی حدیث سے نہایت ٹھوس ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ سیدنا صدیق اکبر اور تمام خلفائے راشدین نے اس سلسلہ میں جو عمل کیا وہ عین حق تھا۔

فی اور انفال سب سے پہلے فی اور انفال کی قرآنی تعریف ملاحظہ کریں۔ اس کے بعد شیعی کتب کی دو معتبر روایتیں لکھی جائیں گی۔

مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ
مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَالْبُنِ السَّبِيلِ - (القرآن)

جو فی دلا یا اللہ نے اپنے رسول کو اہل شہر سے
وہ اللہ اور رسول کے لئے ہے۔ اور رشتہ
داروں، یتیموں — اور مسکینوں
کے لئے

شیخ محقق فرماتے ہیں۔
”فی کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس میں خمس تقسیم نہیں
ہے۔ اور اس کی تولیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے“
(اشعۃ اللمعات ج ۳، ص ۴۲۶)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔
حکمہ ان یکون لکافۃ
المسلمین لکافۃ
فی کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے
لئے ہے۔

قرآن مجید میں آٹھویں سورۃ الانفال ہے۔ انفال نفل کی جمع ہے۔ جس کے معنی
مال غنیمت کے ہیں۔ اسی سورہ میں ہے۔

قُلْ اِلَٰهَ نَفَالٌ لِلّٰهِ وَ
لِلرَّسُولِ
آپ فرمائیے غنیمتوں کے مالک اللہ اور
رسول ہیں۔

تفسیر منطہری میں ہے۔

آلہ انفال یعنی الغنائم والنفل الغنم لانها من فضل اللہ و
عطائہ

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اموال غنیمت وہ ہیں جو جہاد کے بعد حاصل ہوتے
ہیں۔ سورہ انفال کی شان نزول یہ ہے کہ فتح بدر کے بعد مجاہدین صحابہ اموال غنیمت پر
قدیم جاہلی عرب دستور کے مطابق ٹوٹ پڑے۔ اور اس سلسلہ میں باہم الجھنے لگے۔ اس
پر انفال کا نزول ہوا۔ اور حضور نے انہیں غنیمت کے مال کے احکام سنائے اور
اپنے دست مبارک سے سب کو مال غنیمت تقسیم فرمایا۔
تفسیر قرطبی میں ہے حضرت عبادہ بن صامت نے کہا۔

”فینا معشر اصحاب بدینا نزلت حین اختلفنا فی النفل وساء
فی اختلافنا فنزعہ اللہ من ایدینا وجعلہ الی الرسول
فقسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ (قرطبی)

فدک اور اصول کافی کی دو روایات

بارغ فدک کے سلسلہ میں عوام کو غصب اور ظلم کی
داستان سنانے والے ایسا لگتا ہے کہ خود

اپنی بنیادی کتابوں کے مندرجہ سے بھی نا بلد ہیں۔ آئیے اصول کافی کی ایک روایت دیکھیں اگرچہ یہ روایت
بھی اس تناظر میں لائی گئی ہے کہ فدک از قسم فی نہیں در احادیث فدک کہ محدثین اسلام فی کے تحت لاتے ہیں۔

کانت فدک لرسول اللہ فدک بطور خاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ کا تھا۔ چونکہ اسے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لانہ فتحہا وامیر المؤمنین اور امیر المؤمنین علی ہی نے فتح کیا تھا۔ جن کے
لویکن معہما احد فزال ہمراہ کوئی اور نہیں تھا۔ تو اس کا نام فی نہیں
اسم الفی ولزمہا اسم ہو سکتا۔ بلکہ اس کا نام
الانفال ہے۔

اس روایت کے کلی مفہوم سے ہمیں یہاں بحث مقصود نہیں۔ اور نہ ہمیں اس بات

کی تحقیق کرنی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف آپ دونوں حضرات فدک تشریف لے گئے تھے یا نہیں؟ — اور اگر گئے تھے تو آپ حضرات کے ہمراہ کوئی تیسرا بھی تھا یا نہیں؟ — ہمیں اس روایت کی صرف یہ بات نوٹ کرنی ہے کہ فدک اصول کافی کی اس روایت کے بموجب فی نہیں انفال ہے۔ چلے اگر ہم فدک کو انفال ہی مان لیتے ہیں۔ تو خود انفال کی تعریف اور حکم اسی اصول کافی میں جو کچھ پایا جاتا ہے اسی کے مطابق تو سیدنا صدیق اکبر اور ان کے بعد تمام خلفائے راشدین نے فدک کے باب میں عمل کیا۔ پھر بھلا اختلاف کس بات کا؟ — غصب کیسے ثابت ہوا۔ ظلم کہاں برپا ہوا۔ اور سیدہ فاطمہ کا حق کہاں مارا گیا؟ بھئی انفال کی تعریف اور حکم پڑھئے۔

قال الانفال مالم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب او قوم صالحوا او قوم اعطوا بایذیہم وکل ارض خرمیہ او بطون او دیتہ فہو لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو لا مامر بعدہ یضع حیث یشاء ۱۶

فرمایا انفال وہ ہوتا ہے جو لشکر کشی کے ذریعہ نہ حاصل کیا جائے، یا دشمن جنگ سے صلح کرتے ہوئے پیش کرے، یا کوئی قوم حکومت اسلامیہ کو کواز خود دے، یا وہ زمین جو لا وارث غیر آباد چلی آتی ہو، یا دریاؤں یا پہاڑی نالوں کی وادیاں ہوں (یہ سب انفال ہیں) انفال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور حضور کے بعد جو امام اور خلیفہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا۔ — جیسے چاہے تصرف کرے۔

اتنے پختہ ثبوت کے بعد اس کے عین مخالف اس روایت کو بھی پڑھئے۔ اور اس سلسلہ میں خود اپنی ہنم ایمانی و درایت سے فیصلہ مان گئے۔

فروع کافی میں ہے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے پہلے خلفائے دینہ و دانستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کیا۔ عہد توڑا۔ اور سنت کو بدلا۔ اگر میں ان احکام کے

چھوڑنے پر آمادہ کروں، اور حضور کے زمانے میں جس طرح احکام تھے
اس طرح کر دوں تو میرا شکر مجھ سے الگ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ میں اکیلا
رہ جاؤں گا۔ یا تھوڑے سے شیعی میرے ہمراہ رہ جائیں گے۔

اس کے بعد اس روایت میں وہ احکام شمار کرائے گئے ہیں جو (بزرگ شیعہ)
خلفائے ثلاثہ نے بدل دیئے تھے۔ انہی میں کا ایک مسئلہ فذک بھی ہے۔
اس کے حق میں فرمایا۔

”اگر میں فذک فاطمہ کے وارثوں کو دے دیتا تو لوگ مجھ سے متفرق
ہو جاتے،“

کمال یہ ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی ان تمام مسائل
کو جو شیعوں کے خیال کی رو سے خلفائے ثلاثہ نے خلاف سنت نبوی بدل ڈالے تھے،
درست نہ فرمائے۔ اور جوں کے توں برقرار رکھے۔ حتیٰ کہ باغ فذک کا مسئلہ بھی حل نہ
کیا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں جو فیصلہ کیا تھا، مولائے کائنات
علی مرتضیٰ نے بھی اسی کو برقرار رکھا۔ اب حضرات شیعہ خود بتائیں کہ حضرت علی نے ایسا
کیوں کیا؟

باغ فذک کے سلسلہ میں شیعوں کے تمام پاؤں ہوا اعتراضات کا جواب شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی نے تحفۃ اثنا عشریہ کے باب دہم کے اندر (باب دہم در مطاعن خلفاء وغیرہ)
بارہویں، تیرہویں اور چودہویں طعن کے جوابات کی شکل میں نہایت تفصیل سے دیا ہے
۔ اہل ذوق تفصیل کے لئے اس کا مطالعہ کریں۔

مسئلہ فذک کے سلسلہ میں موافق و مخالف دستیاب مآخذ کی روشنی میں ہر باضمیر
انصاف پسند قاری باسانی اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم
کے عناد میں مخالفین نے اس بات کو بھی اپنا خاص عنوان بنالیا ہے۔ اور بلا وجہ بات
کو جنگرہ بنا کر مقدس اصحاب کی شان میں گستاخی کر کے اپنے اعمال نامے سیاہ کئے ہیں
ورنہ فذک کا مسئلہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہ تھا۔ اسلامی مآخذ و مصادر سے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فذک کے سلسلہ میں وصیت کرنا ثابت ہی نہیں ہے۔
 اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اگر سیدنا صدیق اکبر ان کی شہزادی کو سناتے
 ہیں تو ایک فرماں بردار بیٹی کو ایسے بے مثال باپ کی حدیث مبارک سنا کر اپنا دینی
 حق ادا کرتے ہیں نہ یہ کہ ایذا پہنچاتے ہیں۔ اور اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے
 اپنی صاحبزادی ام المؤمنین عائشہ کو بھی تو میراث نہیں دی۔ پھر اس کو کیا کہیں گے۔
 الغرض فذک کا معاملہ منجملہ ہزار ہا مسائل خلافت کے ایک مسئلہ تھا۔ جس میں قرآن و حدیث
 کے مطابق عمل کیا گیا۔ اہل عناد نے اسے فتنہ بنالیا تو یہ ان کا عمل ہے۔

مہ نوری فشانہ و سگ بانگ می زند

اور اچہ جرم خاصیت سگ بھی بود

مراجہ

- | | |
|---------------------------------------|--|
| ۱۔ معجم البلدان، لفظ قری ج ۷، ص ۷۳ | ۲۔ فتاویٰ عزیزی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلی |
| ۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۲۵۲ | ۴۔ علیہ الرحمہ (اردو) ص ۷۱ |
| ۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۵۶ | ۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۵۶ |
| ۷۔ " ص ۱۶۶ | ۸۔ مجلہ توحید قم ایران، ج ۴، شمارہ ۶۰ |
| ۹۔ اشعۃ اللغات، شیخ عبدالحق محدث دہلی | ۱۰۔ ص ۱۲۴ |
| ۱۱۔ رضی المولیٰ عنہ، ج ۲، ص ۸۴ | ۱۲۔ فتاویٰ عزیزی، اردو، مطبوعہ کراچی |
| ۱۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۵۰ | ۱۴۔ ص ۷۱۰ |
| ۱۵۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۹۱ | ۱۶۔ مراقبہ، ج ۴، ص ۳۱۳ |
| ۱۷۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۵۴۵، صحیح مسلم | ۱۸۔ اصول کافی، ص ۳۱۵ |
| ۱۹۔ ج ۲، ص ۹۰ | ۲۰۔ " ص ۲۵۲ |
| ۲۱۔ اشعۃ اللغات، ج ۳، ص ۲۵۴ | ۲۲۔ فروع کافی، کتاب الرضخہ، ص ۲۹ |

غذیرہ

اور اس کے وارث جناب خیمینی

غدير خم اور اس کے وارث جناب محمدی

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی قدیم و جدید شاہراہ کے قریب بحفہ اور غدير نامی بستیوں
 تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج و داع سے واپسی کے موقع پر بحفہ اور غدير خم کے
 مقام سے گزرے تھے۔ یہ بستی غدير خم بحر احمر سے دس کلومیٹر دور تھی۔ اس زمانے میں
 وہاں بنو خزاعہ اور بنو کنانہ کے لوگ رہتے تھے۔ حج و داع کے موقع پر رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قافلہ حجاج میں خطبہ دیا۔ اور لوگوں سے پوچھا۔
 اَلَسْتُ اَوْلٰی بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ کیا میں تمہارے نفوس (تمہاری جانوں) پر تم
 سے اولیٰ نہیں ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں کیوں نہیں، آپ ضرور اولیٰ ہیں۔
 فرمایا۔ فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلٰی مَوْلَاہُ۔ تو جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا
 ہیں۔ اس واقعہ سے شیعہ حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ دراصل حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کی امامت و خلافت کا اعلان تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اعلان
 ہی اعلان خلافت علی تھا تو خود حضرت علی نے اپنے اس حق کا اعلان کیوں نہیں کیا؟
 غدير خم کے اس خطبہ بنوی کے اسباب و وجوہ پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس
 واقعہ سے کچھ دنوں پہلے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو
 یمن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعین فرمایا تھا۔ وہ جماعت جب یمن
 سے لوٹ کر آئی تو اس جماعت کے بعض اکابر صحابہ مثلاً حضرت بریدہ اسلمی، اور حضرت
 خالد بن الولید وغیرہ رضی اللہ عنہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی
 مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چند شکایات بے جا رکھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 حضرات کو مصلحتاً الگ الگ جواب دے کر خاموش نہیں فرمایا۔ بلکہ موقع مناسب
 دیکھ کر مکہ معظمہ سے لوٹتے ہوئے مجمع صحابہ میں حضرت علی مرتضیٰ سے بایں الفاظ اپنے

تعیین فرمادی۔ اور آخر تک کے لئے حکومت اسلامی کا نمونہ معین و مشخص فرمادیا۔ اور اسلام کی حکومت کا نمونہ ایک ایسی ذات کو قرار دیا ہے، جو تمام پہلوؤں سے پاک و پاکیزہ اور تمام جہتوں میں معجزہ ہے۔ یقیناً پیغمبر اکرم جانتے تھے کہ تمام معنوں میں کوئی بھی حضرت امیر علیہ السلام کا مثل نہیں ہو سکتا ہے اپنی مشہور کتاب "الحکومت الاسلامیہ" میں جناب خمینی صاحب لکھتے ہیں اور حجة الوداع میں غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران نامزد کر دیا۔ اور اسی وقت سے قوم کے دل میں سلسلہ مخالفت کا آغاز ہوا ہے

حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت علی منہاج النبوة، خلافت راشدہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہونے والے نظام اسلامی کا عملی ڈھانچہ تھا جسے خود شارع علیہ السلام نے قیامت تک کے لئے دلیل شرعی قرار دیا۔ مگر جناب خمینی صاحب نے اپنی وصیت میں ان حضرات کو معاذ اللہ خواہشات نفسانیہ کا شکار، پیغمبر سے منحرف اور ان کی خلافت کو ملوکیت اور شہنشاہیت وغیرہ لکھا ہے۔

ابتداء میں ہی مسلمان اور اسلام لوگوں کی خواہشات نفسانیہ کا شکار ہو گئے یہ تمام مشکلات جن سے ہم آج دوچار ہیں ان کا سرچشمہ ہی نفسانی خواہشات ہیں۔ پیغمبر اسلام کی رحلت کے بعد یہی خواہشات حکومت حق کی تشکیل سے مانع ہوئے۔ وہ حکومت جو اسلام چاہتا ہے، وہ حاکم جس کی تعیین کا حکم خداوند تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تھا اور جس کو رسول اکرم نے معین فرمادیا تھا، اگر اس میں لوگ مانع نہ ہوتے اور وہ نظام بروئے کار آتا، حکومت

۱۔ مجلہ توحید، قم، ایران، ج ۲، شماره ۵، ص: آخر،

۲۔ الحکومت الاسلامیہ، للخمینی، ص ۱۲۱

حکومت اسلامی ہوتی۔ منتخب ہونے والا حاکم منصوص من اللہ حاکم ہوتا۔ اس وقت لوگ سمجھتے کہ اسلام کیا ہے اور اسلامی حکومت کا کیا مطلب ہے؟ لیکن افسوس! رسول صلعم کے بعد عوام کو اس چیز سے منحرف کر دیا گیا، جس کا پیغمبر نے حکم دیا تھا۔ اور یہ انحراف ان کے زمانے تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ ان لوگوں نے زمین فراہم کر دی کہ آخر تک اسلامی حکومت تشکیل نہ پاسکے۔ حضرت امیر علیہ السلام اس بنیادی دشواری میں مبتلا ہو گئے جو ان لوگوں نے کھڑی کی تھی۔ اور آپ کے بعد تو حکومت مکمل طور پر اپنی اسلامی صورت سے خارج ہو کر ملوکیت اور شاہنشاہیت میں تبدیل ہو گئی۔ خود اسلام کو، رسول خدا صلعم کے بعد چند روز کے علاوہ جبکہ امیر المومنین سلام اللہ علیہ دلی امر تھے۔ اسلامی حکومت کی شکل دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔ وہ مختصر سا دور بھی مشکلات سے بھرا ہوا۔ جنگ جمل کی مشکلات، صفین کی مشکلات، جنگ خوارج (ہندوان) کی مشکلات، مشکلات ہی مشکلات، پھر بھی یہی چند روز جن میں حضرت امیر سلام اللہ علیہ نے حکومت کی۔ اپنے حکومتی پروگرام معین و مقرر کر دیئے۔ یہی چند روز مسلمانوں کے لئے، اسلام کے لئے ایک درس عبرت بن گئے۔ اگر لوگوں نے موقع دیا ہوتا کہ اسلامی حکومت اور اسلام کی پناہ میں حکومت قائم ہو۔ لوگ اسلامی حکومت کی پناہ میں زندگی بسر کریں تو یہ تمام مشکلات پیش نہ آتیں۔ غلیظ ترین مصیبت جو اسلام پر وارد ہوئی، یہی حضرت امیر سلام اللہ علیہ سے حکومت سلب کر لئے جانے کی مصیبت ہے۔ آپ کی عزاکر بلا کی عزائے بالاتر تھی۔ امیر المومنین پر اور اسلام پر پڑنے والی مصیبت اس مصیبت سے بالاتر ہے جو سید الشہداء سلام اللہ علیہ پر وارد ہوئی۔ تمام مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کو موقع نہیں دیا گیا کہ وہ سمجھ سکیں اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام آج بھی حالت ابہام میں زندگی بسر کر رہا ہے اب بھی مبہم ہے۔ آج لوگ نہیں جانتے کہ اسلام کا مطلب

کیا ہے؟ اسلامی حکومت کیا چیز ہے؟ اسلام کیا کرنا چاہتا ہے؟ اسلام کے
حکومتی منصوبے کیا ہیں؟ لے

غذیر اور شیعی مضمون آرائی | مجلہ توحید کی ساتویں جلد کا چوتھا شمارہ ،

امام خمینی کی شخصیت اور افکار پر مشتمل ہے ،

اس شمارہ کا ادارہ (شذرہ) امام خمینی وارث غدیرہ کے عنوان سے لکھا گیا ہے مضمون
کی ابتداء سورہ قصص کی آیت نمبر ۵ سے کی گئی ہے۔ پھر بتایا گیا ہے کہ چودہ سو سال
قبل ۱۸ رذی الحجہ ۱۱۰۰ تاریخ اسلام کا عظیم دن، آخری حج سے واپسی پر میدان غدیر
میں دور ختم نبوت کا عظیم ترین اجتماع، اکمال دین، اتمام نعمت، اور رضایت خداوند
متعال کی خوش خبری، عالم کفر و الحاد کی مایوسی، اسلامی حکومت کی تاسیس کا دن۔
ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوت و رسالت کو مہراج کمال حاصل ہو گئی، کیسے کیسے ظلم و ستم کا
خاتمہ ہوا۔ اور کیسے کیسے ظالم و ستمگر نمونہ عبرت بن گئے۔ (ص: ۵ ملخصاً)

اس کے بعد سورہ نور کی آیت نمبر ۵۵۔ حضرت ختمی مرتبت کی رسالت کے ۲۳ سالہ
دور کی تکمیل، غدیر کا بے کراں بیاباں، آفتاب کی تمازت سے تپے ہوئے چہرے، حاجیوں
کے ماتھوں پر پسینہ کی بوندیں، ایک غیر معمولی کیفیت سے دوچار مسلمان، ایسے میں
جبریل امین کا پیغام خدا کے ساتھ نازل ،

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (الآیۃ ۱۰۰، ۱۰۱)

یعنی اے ہمارے رسول جو کچھ آپ پر خدا کی جانب سے نازل کیا جا چکا ہے۔

لوگوں تک پہنچا دیجئے۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا کوئی کار رسالت ہی انجام

نہیں دیا۔

واقعہ غدیر کا ماخذ یہی قرآنی آیت ہے جو مولائے متقیان علی بن ابی طالب کی

جانشینی کے اعلان کا سبب بنی اس اعلان کے ذریعہ خداوند عالم نے رسول اسلام کی جانشینی کے موضوع کو معین کر دیا ہے

شیعی تفاسیر کی رو سے آیت اَلْيَوْمَ مَّا كُنْتُمْ لَكُمْ دِينُكُمْ - الْآيَةُ الْآيَةُ غدیر ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو غدیر خم میں اپنی جگہ پر نصب کر کے ان کی ولایت کا اعلان کیا تو جبریل اَلْيَوْمَ مَّا كُنْتُمْ لَكُمْ دِينُكُمْ لیکر نازل ہوئے تھے امامت و رہبری کے عنوان سے مجلہ توحید تہران میں علمائے شیعہ کے استاذ مرتضیٰ مطہری کا مضمون کئی قسطوں میں چھپا ہے۔ اس کے اندر حدیث غدیر پر آنجناب کا بیان قابل دید ہے۔

(سورہ مائدہ کی) دوسری آیات واقعہ غدیر سے متعلق ہیں۔ اگرچہ خود واقعہ غدیر احادیث کے ذیل میں آتا ہے۔ اور ہم اس پر بعد میں بحث کریں گے، لیکن اس واقعہ سے متعلق سورہ مائدہ میں جو آیتیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں ایک آیت یہ ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ لَهٗ يَهٗا لِهٖجَہٗ بہت مند

۱۔ مجلہ توحید ایران ج ۷، شمارہ ۲ ص ۷۷، ۷۸ شمارہ ۴ ص ۱۰۲، ۱۰۳ ۲۔ کسی عجیب خیانت ہے کہ اپنی بات ثابت کرنے کے جوش میں یہ بھی خیال نہ کیا کہ اسی آیت کا بقیہ حصہ ہماری پول کھولنے کے لئے کافی ہے۔ مزید یہ تہمت کہ تمام سنیوں کے نزدیک بھی پوری سورہ مائدہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورہ ہے۔ آیت کریمہ کا بقیہ حصہ یہ ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِيْكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۝ (المائدہ ۶۷) اب پوری آیت کریمہ کا ترجمہ پڑھئے۔

اے رسول پہنچا دیجئے جو اتنا راگیا آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں کے شر سے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو۔

اور انسانیت پر خدا کی طرف سے اتمام نعمت کا سبب بن گیا ہے۔ جس کے ظہور پذیر ہونے سے اسلام درحقیقت اسلام ہے اور خدا اس دین کو ایسا ہی پاتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے۔ اور اگر وہ نہ ہوتا تو اسلام اسلام ہی نہیں ہے۔ آیت کالب دلہجہ بتاتا ہے کہ یہ واقعہ کتنا اہم ہے۔ اسی بنا پر شیعہ اس سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ موضوع جو دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کا سبب بنا، اور جو اگر واقع نہ ہوتا تو اسلام دراصل اسلام ہی نہ رہتا۔ وہ کیا تھا؟ شیعہ کہتے ہیں کہ ہم ہی بتا سکتے ہیں کہ وہ کون سا موضوع ہے، جسے اتنی اہمیت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی روایتیں اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ یہ آیت بھی اسی موضوع امامت کے تحت نازل ہوئی ہے“ لے

تعلیٰ ان کے کید سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین،
 لے مجلہ توحید، قم، ایران، ج ۶، شماره ۱، ص ۵۸/۵۹

متحدہ

متعہ

شریعت میں بعض ایسے کام بھی ہیں جن کی پہلے اجازت تھی۔ بعد میں شارع علیہ السلام نے انہیں حرام قرار دے دیا۔ انہی میں سے ایک متعہ بھی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری آبادی میں ایک ایسا منادی بھیجا جس نے اجازت متعہ کا اعلان کیا لہٰذا صحیح بخاری کا ایک عنوان ہے

فہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعہ اخیراً لہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں متعہ سے منع فرما دیا تھا۔
 حرمت متعہ کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے
 اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا لہٰذا
 حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انہ کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال یا یہا الناس
 انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان اللہ
 قد حرم ذلک الی یوم القیامت لہ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے
 لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی۔ اور اب بیشک اللہ

لہ صحیح مسلم ج ۱، ص ۵۳۵ لہ صحیح بخاری ج ۲، ص ۷۶۶

لہ صحیح مسلم ج ۲، ص ۵۳۸ لہ صحیح مسلم ج ۲، ص ۵۳۸

تعالے نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا۔

علامہ قسطلانی شرح بخاری میں رقم طراز ہیں۔

صدر اسلام میں متعہ، مضطر کے لئے اس طرح جائز تھا جیسے مرد ارکھانا، پھر

اسے حرام قرار دے دیا گیا۔

متعہ اور شیعہ شیعوں کے نزدیک ان کے اور کئی مخصوص اعمال کی طرح متعہ

بھی ہے۔ اور یہ نہ صرف وقت ضرورت جائز بلکہ عبادت ہے۔

چنانچہ شیعہ محدثین میں الکلبینی، الکافی، الصدوق (من لایحضرہ الفقیہ) الطوسی (تہذیب الاحکام)، العالی (وسائل الشیعہ) اور الکاشانی نے الوانی میں جواز متعہ فضائل متعہ پر اپنی بہت ساری روایتیں لکھی ہیں۔ صدر ہزار استفقار کہ ان کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منسوب کر کے یہ روایت لکھی ہوئی ہے۔

من تمتع مرة فدرجته كدرجة الحسين ومن تمتع مرتين

فدرجته كدرجة الحسن ومن تمتع ثلاث مرات فدرجته

كدرجة علي ومن تمتع اربع مرات فدرجته كدرجة علي

تجس نے ایک بار متعہ کیا۔ وہ امام حسین کا درجہ پائے گا۔ جس نے دو بار متعہ

کیا وہ امام حسن کا درجہ حاصل کرے گا۔ اور جو تین بار متعہ کرے وہ حضرت

علی کا درجہ پائے گا۔ اور جو چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا درجہ پائے گا۔

دور حاضر کے مسلم شیعہ امام جناب خمینی صاحب نے بھی متعہ کے بارے میں اپنی

خیالات کو مذہب شیعہ کا قانون لکھا ہے، جو ان حضرات کی قدیم کتابوں میں ہے۔

زمانہ عورت سے متعہ کے بارے میں خمینی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ ارشاد بخاری فی شرح صحیح البخاری، علامہ قسطلانی، ۸، ص: ۲۵،

۲۔ تفسیر منہج الصادقین، فتح اللہ الکاشانی، ج ۱، ص: ۲۵۶،

ایران کے شیعہ نظام حکومت کی جانب سے
 متعہ کو قانونی درجہ دینے جانے کا اعلان،

وفاق علمائے شیعہ اور متعہ

وہاں کے پارلیمنٹ اسپیکر جناب رستمجانی صاحب نے تو بہت بعد میں کیا۔ اس
 معاملہ میں ہندو پاک کے شیعہ مجتہدین نے ایک اشتہار کے ذریعہ اپنے خاص عقائد
 و اعمال کے ضمن میں متعہ کے کارِ ثواب ہونے کا اعلان ستمبر ۱۹۸۵ء ہی میں کر دیا تھا
 جس پر بارہ اثناعشری مجتہدین کی تصدیق ہے۔ اقتباس اشتہار یہ ہے۔
 • "تمتع (متعہ) کسی شیعہ مومن اور مومنہ کا کچھ رقم یا کسی شے کے معاوضہ پر،
 کچھ وقت یا زیادہ وقت پر خفیہ خاص جنسی تعلق قائم کرنا عین ثواب ہے۔"
 • "کیونکہ متعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے نہ اس میں طلاق ہوتی ہے، نہ
 نان نفقہ ہوتا ہے۔ نہ حقوق زوجیت کی طرح باہم وارث ہوتی ہے۔ یہ
 صرف مذہبی طور پر ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے۔"
 متعہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) انفرادی متعہ (کنوارہ یا غیر کنوارہ مومن کسی کنواری یا غیر شوہر والی مطلقہ یا
 تمنا زعمہ) مومنہ سے جب چاہے معاملہ کر کے، انفرادی طور پر متعہ کر کے ثواب
 کما سکتا ہے۔

(۲) اجتماعی متعہ، کنوارے مومنین یا غیر کنوارے مومنین، صرف بانچھ مومنہ
 سے جب چاہیں معاملہ کر کے، کچھ وقت یا زیادہ وقت کے لئے اجتماعی متعہ
 کر سکتے ہیں کہ یہ اجتماعی ثواب کا باعث ہوگا۔ (باب المتعہ، جامع، الکافی ج ۱)
 اس قسم کی جنسی بے اعتدالی شیعوں کے نزدیک اگر اتنی بڑی عبادت ہے تو
 پھر بھلا کون شیعہ ہوگا جو خود کو اماموں اور رسول کے درجہ پر نہیں پہنچنا چاہے گا۔
 مگر فروع کافی میں ہے کہ،

لے اشتہار وفاق علمائے شیعہ، کراچی پاکستان، مجریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء،

علی بن یقین نامی ایک شخص نے امام موسیٰ کاظم سے متعہ کے بارے میں جانتا مانگی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تمہیں متعہ کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں تو اللہ نے اس سے بے نیاز کیا ہے تو اس نے کہا میں تو مسئلہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ فرمایا۔ یہ بات حضرت علی کی کتاب میں تحریر ہے“ لے

مگر یادو! امام موسیٰ کاظم نے علی بن یقین کو انفرادی اور اجتماعی ہر قسم کے متعہ سے روک کر کیا اس کے حصول ثواب اور بلندی درجات کا راستہ نہیں بند کیا؟ اگر یہ اتنا بڑا کار ثواب ہے تو امام کا اس سے منع کرنا کیا معنی؟۔ بس یہ حیا سوز عبادت شیعوں ہی کو مبارک۔

ایضا ذب اللہ! اس نجس عنوان سے قلم کو مزید آلودہ کرنا مزاج اور طبیعت کو سخت ناگوار ہو رہا ہے۔ اس لئے نفس اور شیطان کے وساوس و مکائد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر اپنے اور مسلمان بھائیوں کے حق میں اسلامی و قرآنی عفت و پاکدامنی کی دعا کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔ اللہم، آمین

آشیاں ملت قراں کا جلانے والے
ہے ہی دین تو تحریک شیطاں کیا ہے

تقویٰ تقیہ اور تبرّ

صفحہ	مندرجات
۲۷۵	ہزار جانِ غلامانِ فدائے نامِ علی
۲۷۵	امام تقویٰ اور تقیہ
۲۷۷	جن کے عقد میں علی مرتضیٰ نے اپنی شہزادی دی
۲۷۹	زمین میں غرق کیوں نہیں ہو جاتا
۲۸۰	یہ کیسا تبرّ ہے؟
۲۸۱	تبرّ شیعیت کا جز
۲۸۲	معیار صداقت

تقویٰ - تقیہ اور تبرا

ہزار جان غلامان فدائے نام علی
 علی امام من است ومنم غلام علی،
 حضرت داتا گنج بخش، ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب
 میں صوفیہ اسلام کے امام و مقتدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر
 کرتے ہیں۔

اور انہی (اہل اللہ) میں برادر مصطفیٰ، غرق بحر بلا، حریق نار و لا، مقتدا
 اولیاء و اصفیاء، ابوالحسن علی بن ابی طالب شیر خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔
 ان کی شان جادۃ طریقت میں بڑی ارفع و اعلیٰ اور بیان حقیقت
 میں ان کی باریک بینی بہت بلند ہے۔ آپ کا اصول حقائق میں خاص
 حصہ تھا۔ حتیٰ کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں۔
 شیخنا فی الاصول والبلاد علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی اصول عشق و محبت اور
 راضی برضائے الہی کے ماہر، ہمارے شیخ و امام حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
 ہیں۔ گویا صاف فرما رہے ہیں کہ علم معاملات طریقت میں ہمارے امام حضرت علی کرم
 اللہ وجہہ ہیں۔ اور اصول اصطلاح صوفیہ میں، علم تصوف طریقت کو کہتے ہیں۔ اور
 طریقت میں عمل جو خاص ہے وہ بلاؤں کا برداشت کرنا ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض پیرا ہوا کہ یا امیر المومنین مجھے ہدایت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی مشغولیت کو بھولی

بچوں میں اہمیت کے ساتھ نہ لگانا۔ اس لئے کہ اگر وہ اولیاِ راشد سے ہوئے، تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خراب اور ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر دشمن خدا ہوئے تو دشمنانِ خدا کے لئے غم خواری و ہمدردی کیوں؟

یہ سداً لقطارِ ماسوی اللہ سے متعلق ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس طرح چاہے رکھتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر کو سخت حالت میں چھوڑ دیا، اور سپردِ خدا کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو اسمعیل علیہ السلام کے ہمراہ لے جا کر ایسے دیرانے میں چھوڑا، جہاں کوئی زراعت بھی نہیں تھی۔ بنو ادغیث ذبیذبیہ جس کی شان میں ارشاد باری ہے۔ اور خدا کے سپرد کر دیا۔ اور ان میں اپنے کو مشغول نہ کیا اور اپنا دل اپنے رب حقیقی کی جانب رجوع کر لیا۔ حتیٰ کہ ان دونوں کی مراد دو جہاں میں پوری ہوئی۔ باوجود اس کے کہ بظاہر انہیں نامرادی کی حالت میں چھوڑا گیا تھا۔ مگر وہ اپنے سب کام اپنے رب عزوجل کے سپرد کئے ہوئے تھے۔

اسی قسم کی بات وہ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک پوچھنے والے کو فرمائی۔ جب کہ آپ سے اس نے سوال کیا کہ پاکیزہ ترین عمل کیا ہے۔ فرمایا غنایا القلب باللہ، اللہ تعالیٰ کے قرب کے ساتھ دل کا ہر شے سے استغنی ہو جانا۔ حتیٰ کہ دنیا کے نہ ہونے سے فقیر نہ ہو۔ اور مال کی کثرت سے سرور نہ ہو۔ اس قول کی حقیقت اسی فقر و صفت کی طرف جاتی ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

تواہل طریقت حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی پیروی حقائق عبارات و دقائق اشارات میں کرتے ہیں۔ اور تجریدِ علوم دنیا و آخرت سے حاصل کرنے، اور نظارۂ تقدیر حق میں رہنا بھی انہی کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اور لطائفِ کلام میں آپ کے مضامین اس قدر ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہو سکتی لے

جو عرفان و حقائق کا گنج گرا نمایہ تقسیم فرمانے والا ہو، مدینہ علم نبوی کا باب عالی ہو، صداقت و حقانیت کے انوار جس کے اشارات و کنایات سے پھوٹتے ہوں اس کی ذات عالی پر یہ کتنی عظیم تہمت ہے کہ انہوں نے حق کو چھپا کر سالہا سال خلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) کا ساتھ دیا۔ یہ نہ کسی محب علی کا خیال ہو سکتا ہے، اور نہ کسی غلام مرتضیٰ کا عقیدہ، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو خود حق سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے پیروؤں کی بیعت کی اور ان کے مشر و معادن بن کر رہے۔ تا آنکہ خود ان کی خلافت کا زمانہ آگیا۔

ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

امام تقویٰ اور تفسیر | امام متقیان حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور اہل بیت کے استحقاق کی پامالی کا بہانہ تراش کر اہل تشیع، بعد انبیاء روئے زمین کی مقدس ہستیوں کو نشانہ طعن بناتے اور اپنا ایمان خراب کرتے ہیں۔ میں ان کے سامنے خود فرمان مرتضوی سے ثبوت لاتا ہوں کہ آنحضور اور ان کی باخدا ذریت کو ان باتوں کا خواب و خیال بھی نہیں تھا۔ اہل تشیع جن کے مدعی ہیں۔

زہد کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
الزهد كله بين كلمتين من القرآن قال الله سبحانه ليكن
لَا تَأْسُوا عَلَىٰ مِمَّا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَمَن لَّمْ يَأْسِ
عَلَىٰ الْمَاضِي وَلَا يَفْرَحْ بِالآتِي فَقَدْ أَخَذَ بِالزُّهْدِ بِطَرَفَيْهِ
مکمل زہد قرآن کے دو کلموں میں جمع ہے۔ ارشاد رب العلیین ہے۔ جو چیز

تمہارے ہاتھوں سے جاتی رہے اس پر افسوس نہ کرو۔ اور جو چیز اللہ
تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں۔ جو شخص جانے والی شے پر افسوس نہیں
کرتا۔ اور آنے والی پر نہیں اترتا اس نے ہر جہت سے نیک کو پایا۔

ہم تم سب اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہما متقی مردوں اور متقی عورتوں کے سردار، اور زہد و ورع کی علامت ہیں۔ اور
زہد و ورع ابتلا و مصائب سے عبارت ہے۔ جیسا کہ ابھی اوپر کشف المحجوب کے اقتباس
میں حضرت مولائے کائنات کا فرمان گزرا۔

اور کیا کوئی ذی شعور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خود تو حضرت مولائے کائنات
تعلیم تقویٰ میں یہ فرمایا۔

● جہاد تقویٰ کا لباس ہے، اور خدا کی مضبوط زرہ اور محکم ڈھال ہے۔
اور باوجود اس کے کہ وہ اسد اللہ الغالب ہیں۔ انہوں نے اپنے حق خلافت کو
جانتے بوجھتے اس کے لئے جہاد نہیں کیا۔ نیز تقویٰ کے باب میں جنہوں نے ارشاد فرمایا
■ جس نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنالیا۔ وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔ اور
اس کا عمل بار آور ہوا۔ لہذا تقویٰ کو اپنانے کے لئے فرصت کو غنیمت سمجھو اور حصول بہشت
کے لئے نیک اعمال کرو گے۔

● تقویٰ کو اپناؤ، جو مضبوط رسی، محکم دستگیر، مضبوط قلعہ اور پناہ گاہ ہے۔
● اے بندگان خدا جان لو کہ تقویٰ مضبوط قلعہ ہے۔ جیکہ برائی اور گناہ کمزور
بوسیدہ اور منزل نزل گھر ہے۔

■ تقویٰ آج (دنیا) کے لئے ڈھال اور حفاظت ہے اور کل (آخرت کے لئے)
جنت کا راستہ ہے۔

۱۔ بیج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۲۷، ۱۳۰

۲۔ " " " " ۱۹۰

۳۔ " " " " ۱۹۱

• زہد و تقویٰ سے مضبوط تر کوئی قلعہ نہیں ہے

ایسے معلم زہد و تقویٰ سے یہ امید کہ انہوں نے اپنی عمر شریف میں ایک لمحہ کے لئے بھی خلاف حق سُنکر خاموشی اختیار کی ہوگی یا دل میں کچھ اور رکھ کر زبان سے کچھ اور کہتے رہے ہوں گے۔ آیا ایسا کہتا ان کی مدح و ستائش ہے یا توہین و تذلیل۔ (جس کے مرتکب کو ان کا رب کبھی معاف نہ کرے) کیوں کہ ان کے خالق و مالک نے انہیں دارین میں عزتوں اور کرامتوں سے مالا مال کیا ہے۔

اے دعویدارانِ تولا! وہ مقدس حضرات تو تقویٰ کے بلند مینار ہیں۔ ان کو تقیہ جیسے قبیح غیر شریفانہ اور منافقانہ عمل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ تم خود غور کرو تو تقویٰ اور تقیہ میں نور و ظلمت جیسی نسبت ہے۔ جواہلِ تقویٰ ہیں ان سے تقیہ منسوب کرنا بھی بدترین جرم ہے۔ جس طرح مشرق و مغرب کے دونوں کنارے نہیں مل سکتے اسی طرح تقویٰ کی رداے مقدس پر تقیہ کا داغ نہیں لگ سکتا ہے

صفائے قلب ہے جن کے قدم کی مٹی میں
عیوب اہل ہوا ان کو چھو نہیں سکتے

سیدنا اسد اللہ الغالب
جن کے عقد میں علی مرتضیٰ نے اپنی شہزادی دی

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عقد میں اپنی اس شہزادی کو دے رہے ہیں، جو نور نگاہِ فاطمہ زہرا ہیں۔ (رضی اللہ عنہا) مگر اہل تشیع ہیں کہ ان کی بدگوئی سے زبان کو آلودہ کرنا ہی اپنی عبادت سمجھتے ہیں۔ مسلمانانِ اہل سنت کی کتابوں میں تو یہ بات موجود ہی ہے۔ شیعوں کی کتابیں بھی اس کا ثبوت دیتی ہیں۔

محسن الملک جناب مہدی علی خاں مینر جنگ جو باد ہم کے شیعہ خاندان سے مجتہد وقت تھے۔ اور بعد میں شیعیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

لے پنج البلاغہ، کلمات قصار نمبر، ۳۷۱،

”روایت نکاح ام کلثوم شیعہ کی کتب احادیث، اخبار، فقہ اور کلام میں اس کثرت سے مذکور ہے کہ کسی طرح اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی متواتر خبر کہ کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ تاحیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں رہیں۔ ان سے زید بن عمر خطاب ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم کا دوسرا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا“ لے

اس کتاب میں محسن الملک نے نکاح ام کلثوم کے سلسلہ میں شیعوں کی کتب کافی، شافی، تہذیب، نزہۃ، شرائع، مسالک، مواظع حسینیہ، مجالس المؤمنین، ازالۃ الغین اور مصائب النواصب کے حوالے قلمبند کئے ہیں۔

فروع کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ عدت کے ایام خاوند کے گھر پر گزارے یا جہاں مناسب خیال کرے وہاں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

تعد فی بیتھا و حیث شاءت ان علیاً صلوات اللہ علیہ لہما

توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بہا الی بیتہ لے

اپنے گھر میں یا جہاں چاہے عدت گزارے۔ جب حضرت عمر کی وفات ہو گئی تو حضرت علی اپنی شہزادی ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے تھے۔

دور پہلوی کی ایرانی سلطنت میں مجلس شوریٰ کے ایک وزیر تھے، ان کا نام مرزا عباس قلی خاں تھا۔ انہوں نے شاہ ایران مظفر الدین قاجار کی سرپرستی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام طراز المذہب مظفری ہے۔ اس کتاب کی جلد اول ص ۴۷ سے ص ۶۷ تک نہایت تحقیق کے ساتھ شیعوں کی ان معتبر روایات اور علمائے شیعہ کے مندرجہ

لے ”آیات بنیات“ محسن الملک ذاب مہدی علی خاں منیر جنگ ص: ۱۹۳،

لے فروع کافی، ج ۲، ص: ۲۱۱

خارجی بھی ان کے حق میں اس قسم کے کلمات لکھنے کی جرأت نہیں کرے گا۔
حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ بکو اس صرف اس لئے
کی گئی کہ آپ نے سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو رشتہ کیوں دیا
ہے۔ اور بس، لے

شیعوں کے یہ مغلط کلمات اگر کوئی شخص دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ذیل میں
مذکور کتابوں کے متعلقہ صفحات دیکھے۔ فردع کافی جلد نمبر ۱، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۴۱،
ناسخ التواتر بخ جلد ۱۲، ص ۱۳۶۲، ۱۳۶۳

یہ کیسا تبرہ ہے؟ | دین و دیانت سرگرمیاں ہیں۔ اور تو لا کی یہ کون سی قسم ہے
کہ ان کے عمل و کردار کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو
سنوارنے اور درست کرنے کے بجائے ان کے مزعومہ مخالف سے (جو درحقیقت
اللہ اور اس کے رسول و اہل بیت کا پیارا ہے) حضرت اسد اللہ الغالب نے اپنی صاحبزادی
کا رشتہ کر دیا تو خود ان کی ذات شیعوں کی بدکلامی کا نشانہ بن گئی۔ جس کا صاف مطلب
یہ ہے کہ انہوں نے خود کو اقوال نبی و علی اور ائمہ پر استوار نہیں کیا ہے۔ بلکہ اپنے خود
ساختہ سانچہ میں ان مقدس ہستیوں کو فٹ کرتے رہے ہیں۔ جسے اور چاہے جو نام دیا
جاسکے۔ مگر اسلام ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ تبرہ کے نام پر خلفائے ثلاثہ، مقدس اہبات
المومنین اور صحابہ کو سب شتم کرنا تو ان کے دین کا شعابہ ہی ٹھہرا۔ اور جو زبانیں بدگوئی
اور گالی گلوچ کی عادی ہو ہی چکیں تو کیا فرق کہ جنہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں ان پر زبان کھل
رہی ہے یا جن کے تولا کے ادعا میں دین و ایمان کا سرمایہ ٹلایٹھے انہیں مطعون کر رہے
ہیں۔ العباد باللہ

تبرہ شیعیت کا جزہ ہے | پروفیسر رضیہ جعفری تبرہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں

لے مذہب شیعہ شیخ الاسلام علامہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ

پر لاتے ہوئے کلیجہ تھر تھر کا پیتا ہے۔ مگر خدا شاہد ہے کہ غلاظت کے اس ڈھیر کو کریدنا محض اپنے مسلمان بھائیوں کی واقفیت اور شیعیت کو محض رسم و رواج کا فرق سمجھنے والوں کی ہدایت کے لئے ہے۔ تبرا کا ایک بدترین نمونہ دیکھئے۔ معتبر شیعہ مصنف باقر مجلسی کی کتاب "رسالہ رجعیہ" میں امام صاحب الزمان کی طرف منسوب ایک قول، توہین صحابہ کے لئے نقل کیا ہے۔

صحابہ کبار نے یہود کے بتلانے کے مطابق دو اسلامی کلمے زبان سے پڑھ لئے تھے۔ اس امید میں کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکومت سپرد کر دیں۔ دل طور پر یہ کافر ہی تھے۔ (معاذ اللہ، استغفر اللہ)۔
مذہب شیعہ میں اپنے مخالف کو گالی بکنا، اس پر بہتان طرازی کرنا، باعثِ ثواب، بلندی درجات کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ان کی اہم الکتب میں ہے۔
اِذَا دَأَيْتُمْ اَهْلَ الرِّيبِ وَالْبِدْعِ مِنْ بَعْدِي فَاطْهَرُوا الْبِرَاءَةَ مِنْهُمْ وَاكْثَرُوا مِنْ سَبِّهِمْ وَالْقَوْلِ فِيهِمْ وَالْوَقِيعَةِ وَبَا هَتَوْهُمْ كَيْلًا يَطْمَعُوا فِي الْفُسَادِ فِي الْاِسْلَامِ وَيَحْذَرُهُمُ النَّاسُ وَلَا يَتَعَلَّمُونَ مِنْ بَدْعِهِمْ يَكْتَبُ اللَّهُ لَكُمْ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتِ وَيَرْفَعُ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْاٰخِرَةِ لَہ
میرے بعد جب تم تنگ اور بدعت والوں کو دیکھو تو ان سے بیزاری ظاہر کرو، اور انہیں خوب گالیاں دو، برا کہو، بے عزتی کرو، ان پر بہتان باندھو تاکہ وہ اسلام میں طمع فساد نہ کریں۔ لوگ ان سے بچیں اور ان کی بدعت کو نہ سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ان کاموں کے بدلے نیکیاں لکھے گا۔ اور آخرت میں تمہارے درجے بلند کرے گا۔

لہ آیاتِ بنیات" ص: ۸۵، ۸۶ لہ اصول کافی، مطبوعہ لکھنؤ، ص: ۵۵۴،

امام جعفر صادق کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے یہ کہا ۔

ان الناس كلهم اولاد ہمارے شیعوں کے سوا جتنے لوگ ہیں ۔ سب

بنایا ما خلا شیعتنا لہ کنجریوں کی اولاد ہیں ۔

ان لوگوں کے نزدیک ان کے مخالفین پر لعنت و نفریں بھیجنا ایک قسم کی عبادت

ہے ۔ اور یہ اتنی اہم عبادت ہے کہ جناب نجفی صاحب نے اپنے وصیت نامہ میں یرانی

قوم کو اس کی بھی خاص ہدایت کی ہے ”لعن و نفریں میں کوئی کسر نہ رکھی جائے“۔ سوال

یہ ہے کہ اس قسم کی گھٹیا، رذیل حرکتیں بھی کیا کسی مذہب کا حصہ ہو سکتی ہیں ۔ اور کیا اللہ

کی جانب ایسی باتوں کو منسوب کرنے والوں کی حقیقت اہل تولانے اب نہ سمجھی ؟۔

سیدنا علی مرتضیٰ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی حق تلفی کے غم میں ٹدھال ہونے

والوں سے عقل و دیانت بار بار یہ سوال کرتی ہے ۔

● اصحاب ثلاثہ، امیر معاویہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور دیگر مقدس صحابہ

نیز مسلمانوں کو منہ بھر بھر کر گالیاں دینے سے کیا حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو

کوئی فائدہ پہونچتا ہے، یا تبرا یوں کا کچھ بھلا ہوتا ہے ؟۔

● موت کے بعد ہر ظالم و مظلوم احکم الحاکمین کے قانون مکافات کے گہوارہ میں

خود بخود پہونچ جاتا ہے ۔ بغرض محال اگر ان حضرات میں سے کسی نے کچھ زیادتی کی ہوگی

تو رب العالمین خود سب سے زیادہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ اگر اس پر یقین ہے تو پھر آپ

کے دادیلا مچانے سے کیا فائدہ ہے ۔

● حب علی کے دعویداروں کو کیا خبر نہیں کہ حضرت اسد اللہ الغالب نے جان کے دشمن

کو بھی کبھی گالی نہیں دی ۔ اور اپنی ذاتی رنجش کی بنیاد پر کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا ۔ بلکہ اپنے

ماننے والوں کو اس بات سے منع فرمایا ۔ انہی کا ارشاد ہے ۔

”میں تمہارے لئے اس بات کو برا خیال کرتا ہوں کہ تم گالی دینے والے بنو گے

پھر صدیوں سے شیعوں نے پاکانِ امت کو گالی دینے کا جو سلسلہ جاری کر رکھا ہے یہ کس دین و شریعت اور شرافت و انسانیت کا حصہ ہے۔ ہم انہیں سیدنا علی مرتضیٰ کے خطبات ہی پر غور و تأمل کی دعوت دیں گے۔

اے بندہ خدا! کسی گناہ کے سبب کسی کی عیب جوئی نہ کر، شاید وہ بخش دیا گیا ہو۔ اور تو اپنے نفس کے صغیرہ گناہ پر بھی بے خوف نہ رہ کہ کیا عیب اسی سبب سے عذاب دیا جائے۔ تم میں سے اگر کوئی کسی کے عیب پر مطلع ہو تو بہتر یہ ہے کہ اپنے عیوب پر نظر کر کے اس کی عیب جوئی سے باز رہے نیز فرمایا۔

”تقویٰ اختیار کر اس شخص کی طرح کہ جب سنا ہے تو فوراً اپنی ذمہ داری کا احساس کرتا ہے۔ اور جب کوتاہی کرتا ہے تو فوراً اپنی غلطی مان لیتا ہے۔ اور جب خدا سے ڈرتا ہے تو طاعت بجالاتا ہے۔ اور جب تعین حاصل کرتا ہے تو نیکی کرتا ہے۔ اور جب اسے درس دیا جاتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔ اور جب نافرمانی سے روکا جاتا ہے تو رک جاتا ہے۔ اللہ کی دعوت کو سنکر اس کی جانب پلٹتا ہے، تو توبہ کر کے پلٹتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کی پیروی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے قدم بڑھاتا ہے۔ جب اسے دکھایا جاتا ہے تو طلبِ حق کے لئے سرگرم عمل ہو جاتا ہے اور نافرمانی اور گناہ سے دوری اختیار کرتا ہے۔ دنیا میں رہ کر آخرت کا ذخیرہ کرتا ہے۔ اپنے نفس کو پاک اور آخرت کو آباد کرتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے زادِ راہ فراہم کرتا ہے۔ اور جانے سے پہلے اسے اپنی ابدی اقامت گاہ کی طرف بھیج دیتا ہے“

معیار صداقت | اللہ کے نیک اور صالح بندے جو یقیناً مومنین کاملین ہی ہیں۔

وہ بصارت ظاہری کے ساتھ ساتھ بصیرت باطنی سے بھی آراستہ ہوتے ہیں۔ انکھ
موند کر ہر خوش کن شے کو قبول کر لیا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ بلکہ ہر بات کو ایمان و
اسلام کے معیار پر پرکھنا، پھر قبول کرنا بندگان حق کا خاصہ ہے۔ ارشاد رب العلیین ہے
وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا
وَعُمْيَانًا

”اور جن کے وہ بندے کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی
جائیں تو ان پر ہرے اور اندے جیسا نہ ہو گئے۔“

شیعیت نہ اسلام ہے اور نہ اسلام شیعیت، بلکہ شیعیت اپنے چند مہلک عقائد و خیالات
کی بناء پر اسلام کو فنا کرنے اور اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ایک سازش ہے۔ ائمہ
کرام اور اکابرین امت کے نام کا لیل لگا کر لادینیت اور زندہ قد کی ایک لمبی سیریز ہے۔
جو قدم قدم پر قرآن اور فرامین رسول انام سے نبرد آزما ہوتی ہے۔ اس لئے اس دور
پر فتن میں مسلمانوں کو تمام گمراہ فرقوں کی طرح رفض اور شیعیت کے دام ہنگامین
سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم تمام مسلمانان اہل سنت تو انبیاء کی عصمت
صحابہ کی عدالت، اور اولیاء اللہ کی محفوظیت کے قائل ہیں، ہمارے دین میں صلحاء اور
محبوبان حق سے سو رخن کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔

نہایت ایمان افروز بات فرمائی سیدی امام احمد رضا قادری قدس سرہم
نے جو اہل محبت کے حوزہ جان بنانے کے قابل ہے۔

محبوبانِ خدا اولاً تو گناہ کرتے ہی نہیں۔ اِنَّ الْمَحَبَّ لَمَنْ يَحِبُّ يَطِيعُ
هَذَا مَا اخْتَارَهُ سَيِّدُنَا الْوَالِدُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور احیاناً کوئی
نقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الہی انہیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا
ہے۔ پھر التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اس حدیث کا ٹکڑا

۱۔ القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، آیت: ۷۳،

ہے۔ وھذا ما مشی علیہ المناوی فی التیسیر اور بالفرض ارادۃ
 اللہ دوسرے طور پر تجلی شان عفو و مغفرت و اظہار مکان قبول و محبوبیت
 پر ناقد ہو تو عفو مطلق و ارضائے اہل حق سامنے موجود، ضرر ذنب بھدا اللہ
 تعالیٰ ہر طرح مفقود، والحمد للہ الکریم الودود، وھذا ما زدتہ بفضل الحمد للہ
 اور یہ جسارت بھی ان پاکان امت کے حق میں جو رفقائے نبی اور طبیب امراض
 قلبی ہیں۔ حاشا وکلا،

روضہ الریاحین میں امام ابو محمد عبد اللہ بن اسد یمنی یا فنی نقل فرماتے ہیں۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک کوچہ سے گزر رہا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک
 مقام پر لوگوں کی بھیڑ جمع ہے۔ لوگ گردنیں بلند کر کے کسی کو دیکھنے کی
 کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے خیال کیا آخر ایسا کون شخص ہے۔ آپ
 بھی رہاں گئے۔ جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص عزت و وقار سے
 کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ اس کو نبض دکھا رہے ہیں۔ کچھ لوگ
 قارورے کی شیشیاں لئے کھڑے ہیں۔ وہ لوگوں کے امراض کی تشخیص
 کرتا جا رہا ہے۔ اور نسخے تجویز کرتا جا رہا ہے۔ حضرت مولائے کائنات نے
 قریب جا کر اس سے دریافت کیا۔ کیا آپ کے پاس جرم و عصیاں کے
 مرض کا بھی کوئی نسخہ ہے؟ طبیب نے سنکر سر جھکالیا۔ اور کچھ دیر اسی
 طرح رہا۔ آپ نے دوبارہ وہی سوال دہرایا۔ جواب نہ ملا۔ جب آپ
 نے اپنا سوال سہ بارہ دہرایا تو نوجوان نے سراٹھایا، اور گویا ہوا۔
 جناب والا! اس مرض کے علاج کئے پہلے بوستان ایمان میں جائیں
 اور وہاں سے یہ مفردات اکٹھا کریں۔ یخ نیت، حب ندامت، برگ
 تدبیر، تخم ورغ، ثمر فقہ، شاخ یقین، مغز اخلاص، قشر اجتہاد،

یہ سب توکل، اکمال اعتبار، تریاق تواضع، خضوع قلب، اور فہم کامل۔
 ان تمام کو کفِ توفیق اور انگشتانِ تصدیق سے پکڑیں۔ پھر طبقِ تحقیق
 میں رکھ کر اشکھائے ندامت سے دھوئیں۔ اس کے بعد امید ورجا کی دیگ
 میں رکھیں۔ اور اس قدر آتشِ شوق کی آغ دیں کہ کفِ حکمت ابل کر اوپر
 آجائے۔ پھر اسے رضا کے پیلے میں انڈیل کر استغفار کے پٹھے سے ٹھنڈا
 کریں۔ اس طرح ایک لاجواب شربت تیار ہو جائے گا۔ اس شربت کو ایسی
 جگہ بیٹھ کر استعمال کریں جہاں اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ انشاء اللہ مرض
 عیساں دفع ہو جائے گا۔ نوجوان طبیب نے اتنا کہا اور ایک نعرہ
 مستانہ دل کی گہرائیوں سے مار کر جان بحق ہو گیا۔ مولائے کائنات نے
 فرمایا۔ واقعی تو جسم و روح دونوں کا طبیب تھا اے

سوال یہ ہے کہ جس دورِ مبارک میں عام مسلمانوں کے خلوصِ ایمان کا یہ حال
 ہو، اس دور کے اکابر امتِ مسلمہ کے علوئے شان کا کیا حال رہا ہوگا۔ اور ان کی پاکیزہ
 زندگیوں کو حریصانِ دنیا کے پیمانے میں فٹ کرنا غدارانِ اسلام کے سوا کس کا
 کام ہو سکتا ہے؟

شیخی کا قرآنِ حدیث

شیعی قرآن و حدیث

شیعہ حضرات کے نزدیک الجامع الکافی "نامی کتاب حدیث کی سب سے معتبر کتاب مانی جاتی ہے، جسے ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی نے جمع کیا ہے۔ کلینی صاحب کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔ اور ان حضرات شیعہ کی روایات کے مطابق حضرت محمد بن حسن امام غائب نے ۲۶۱ھ میں اپنے کو ردپوش کیا ہے۔ ردپوشی کے بعد جس زمانے میں نیا والوں سے امام غائب کا رابطہ چار و کلار کے ذریعہ قائم تھا، کلینی رازی نے انہیں وکلار میں سے کسی کے ذریعہ الجامع الکافی امام غائب تک پہنچوائی۔ اس پر امام غائب نے یہ کہہ کر تصدیق کر دی۔

قال امام العصر و حجة الله المنتظر عليه سلام الله الملك الاكبر
في حق هذا كاف لشيعتنا۔

امام عصر، حجة الله المنتظر (امام مہدی ان پر سب سے بڑے بادشاہ اللہ کا سلام ہو) نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا۔ ہمارے شیعوں کے لئے یہی کافی ہے۔
اس کے بارے میں سید ہاشم معروف الحسینی کہتے ہیں۔

"متقدمین کا تمام روایات (کافی) کے معتبر ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کافی کی حدیثیں جو سولہ ہزار ایک سو تالیف کے قریب ہیں۔ ان میں سے تقریباً پانچ ہزار بہتر حدیثیں صحیح، ایک سو چوبیس حسن، ایک ہزار ایک سو اٹھائیس موثق، تین سو دو قوی، اور نو ہزار چار سو اسی حدیثیں ضعیف ہیں" لے

لے دراسات فی الحدیث، سید ہاشم معروف الحسینی، ص ۱۲۲، ۱۲۳

ہم یہاں الکافی اور اس کے علاوہ شیعی احادیث کی چار بڑی کتابوں کا مختصر تعارف لکھتے ہیں۔

۱۔ الکافی: جامع ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی (م ۳۲۸ھ) اس کے تین حصے ہیں۔

تعداد مرویات: ۱۶۱۹۹

۱، اصول، عقائد پر مشتمل، ۲، فروع، احکام پر مشتمل، ۳، خطب مکاتیب اور آداب پر مشتمل ہے۔

۲۔ مَنْ لَا يَحْضُرُ الْفَقِيه: جامع ابو جعفر صدوق، (م ۳۸۱ھ) —

تعداد مرویات: ۶۵۹۲

۳۔ تَعْدِيْبُ الْاَحْكَام: جامع ابو جعفر طوسی، (م ۳۶۶ھ) تعداد مرویات: ۱۲۵۹

۴۔ الِاسْتَبْصَار: جامع ابو جعفر طوسی، تعداد مرویات: ۶۵۳۱

۵۔ الْمَوَافِي: جامع ملا فیض کاشانی، (م ۱۰۹۱ھ) یہ کتب اربعہ سابقہ کا مجموعہ ہے۔

ان کے علاوہ بعد میں ترتیب پانے والی کتب حدیث شیعہ میں، وسائل الشیعہ،

بحار الانوار، العوالم، جامع الاحکام، اور مستدرک الوسائل وغیرہ ہیں۔

شیعوں کو اپنی روایات بیان کرنے کے لئے دو بزرگوں کے نام مل گئے ہیں۔

ایک حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ، اور دوسرے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ، اور

ان حضرات کا ان شیعوں کے متعلق یہ حال تھا کہ انہیں جب پتہ چلتا کہ یہ باتیں اور مسائل

ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں تو ان کے رخسار غصہ سے سرخ ہو جاتے تھے۔

مذہب شیعہ کے بارے میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان کی حدیثوں کی رو سے اس

مذہب کی اہم تعلیمات پردہ خفا میں رہیں۔ حالانکہ دین اور مذہب اہل عالم کی ہدایت

کے لئے ہوتا ہے۔ تو اس کی جہاں تک ممکن ہو اشاعت ہونی چاہئے۔ خود مجمع بحار الانوار

کے مصنف کی روایت کے مطابق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ایک

لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے۔ جن میں کم و بیش ساڑھے سات ہزار صحابہ راویانِ حدیث ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی روایت نہیں کی۔ البتہ امام باقرؑ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے کہا۔

قال ابو جعفر علیہ السلام ولایۃ اللہ اسرھا الی جبرئیل
واسرھا جبرئیل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسرھا
محمد الی علی علیہ السلام واسرھا علی الی من مثله وانتم
تذیعون له

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ ولایت الہی (امامت) اللہ نے جبرئیل کو بطور راز کے بتایا۔ جبرئیل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور راز کے بتایا۔ حضرت محمد نے حضرت علی کو بطور راز کے بتایا۔ حضرت علی نے اپنے جیسوں کو بطور راز کے بتایا۔ اب تم اسے مشہور کرتے ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کا فیض حاصل کرنے والے حضرات صحابہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے مذہب کی بنیاد کے لئے جن ائمہ کے اسمائے مبارکہ استعمال کئے ہیں۔ ان تک بھی اسلام و ایمان کے بارے میں روایات پہنچنے کا ذریعہ اصحاب رسول ہی ہیں۔ کس قدر بعید از قیاس بات ہے کہ امام جعفر اور امام باقر (شیعی اکثر روایات جن پر مبنی ہوتی ہیں) پر تو اعتماد کیا جائے اور ان کے اوپر بلا واسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں کو غیر معتبر کہا جائے۔ مزید برآں ایسی باتیں ان ائمہ کرام سے منسوب کی گئیں، جن کی دین اسلام تو کجا عام انسانی شرافت میں کوئی گنجائش نہیں مثلاً تقیہ،

• ابو عبد اللہ جعفر صادق نے ابن ابی عمیر عجمی سے کہا۔ دین میں نوے فی صد تقیہ (جھوٹ) ہے۔ اور تقیہ نہ کرنے والا بے دین ہے۔ (اصول کافی، ص: ۲۸۲)

لے اصول کافی، مطبوعہ، لکھنؤ، ص: ۲۸۷،

• ابوبصیر نے روایت کیا کہ امام جعفر نے فرمایا۔ تقیہ کرنا اللہ کا دین ہے۔ راوی نے پوچھا اللہ کا دین؟ امام نے اللہ کی قسم کے ساتھ فرمایا۔ ہاں تقیہ اللہ کا دین ہے۔ (اصول کافی، ص: ۳۸۳)

• معمر بن خلد نے روایت کیا۔ میں نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا۔ ان کے مسلمانوں کے (امراء اور حاکموں کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟۔ تو انہوں نے فرمایا امام باقر فرماتے تھے۔ تقیہ کرنا میرا مذہب ہے۔ اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے۔ اور جو تقیہ نہیں کرتا بے دین ہے۔ (اصول کافی، ص: ۳۸۴)

اسی طرح کی روایتیں محمد بن مردان اور ابن شہاب زہری سے اصول کافی ص: ۳۸۴ پر موجود ہیں۔ نیز ص: ۳۸۷ تک تقیہ کی روایات پھیلی ہوئی ہیں۔ اہل تشیع کی جو اپنی الگ فقہ ہے۔ اس کا ماخذ یہ کتاب و سنت ہی بتاتے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک سنت کیا ہے؟ — اس کی تعریف میں یہاں فقہ جعفری کی وضاحت کرنے والے جناب مرتضیٰ حسین صدرالافاضل کے مضمون سے نقل کرتا ہوں ذیلی عنوان۔ ماخذ، تعارف و حدود کے تحت، کتاب کی تعریف کے بعد لکھتے ہیں۔

سنت: گفتار و کردار، عمل و تائید معصوم، یعنی اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حکم دیا۔ یا کوئی کام انجام دیا۔ یا کوئی عمل معین انداز سے کیا۔ یا لوگوں نے کوئی کام انجام دیا اور حضور نے اس پر ٹوکا نہیں بلکہ بظاہر اس پر راضی رہے تو یہ بات ہر مسلمان کے لئے حجت اور حکم قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔

سنت کے تین مراحل ہیں۔

الف، قول و فعل و تقریر (تصدیق و تائید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

ب، نقل قول و فعل و تقریر رسول اللہ از معصوم و ائمہ اہل بیت علیہم السلام،

ج، قول و فعل و تقریر معصومین لہ

شیعی سنت اور تقیہ | حدیث شیعہ اور اصول فقہ میں بھی تقیہ کا کتنا عمل دخل ہے سید مصطفیٰ محقق داماد کے مقالہ نمبر ۱۷۰

کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔ مضمون کی دوسری قسط میں ائمہ کے تشریعی اختیارات ثابت کرتے ہوئے ایک جگہ مضمون نگار نے لکھا ہے۔

..... "معصوم کبھی کسی واجب کو ترک نہیں کرتا" (ص: ۱۴۷ سطر ۳)

پھر آگے بڑھ کر ذیلی عنوان "معصوم کی تقریر یا تصدیق کے لئے دو شرطیں لازم ہیں" کے تحت کیا لکھا ہے اسے پڑھئے اور اجتماع ضدین کا جلوہ دیکھئے۔

پہلی یہ کہ معصوم کو کامل طور سے فعل کی انجام دہی کی اطلاع رہی ہو۔ یعنی وہ

فعل مکمل طور سے امام کی موجودگی اور ان کے سامنے انجام پایا ہو۔

دوسری یہ کہ امام کے امر بہ معروف اور نہی از منکر کے لئے کوئی رکاوٹ موجود

نہ ہو۔ یعنی امام فعل کے واقع ہونے کے وقت یا جگہ کے لحاظ سے خود عمل

یا اس کے طریقہ صحت میں اظہار نظر کے لئے کوئی مانع نہ رکھتے ہوں۔ اس

جگہ مختصر سی وضاحت ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ائمہ علیہم السلام

اور ان کے جملہ اصحاب با وفا ظالم حکام اور سلاطین کی طرف سے ہمیشہ جاسوسی

کے زیر نظر رہے۔ اور بنیاد اسلام کی حفاظت نیز مخفی و علنی شیعوں کی بقا

کے لئے اکثر اسی میں مصلحت تھی کہ خود کو ساکت دپہاں کئے رہیں۔ جس کے

مشہور مظاہر میں سے ایک تقیہ ہے۔ چونکہ غاصب اور ستمگر خلفاء زیادہ تر

شیعوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے ائمہ علیہم السلام کے ارد گرد جاسوس

معین کرتے تھے۔ اور یہ حضرات بھی اس بات سے واقف تھے۔ لہذا شیعہ

اقدامات کو پوشیدہ رکھنے کے خیال سے مجبوراً مختلف راہوں اور احتیاط

کے گونا گوں طریقوں سے استفادہ کرتے ہوئے اکثر شرعی معیارات کے بیان

کرنے کا موقع اور امکان نہ رکھتے ہوئے سکوت اور خاموشی کو ترجیح دیتے

تھے۔ لہذا تقریر معصوم کے مطالعہ اور اس کی وقعت و حیثیت جاننے کیلئے

یہ بات ہمیشہ دھیان میں رکھنی چاہئے کہ آیا اللہ علیہم السلام امر بہ معروف یا نہی از منکر کا فریضہ ادا کرنے کی آزادی یا امکان رکھتے تھے یا کسی وجہ سے کسی رکاوٹ یا مانع سے دوچار ہو گئے۔

خدا را انصاف! اسلام اور قرآن جناب محقق داماد، اور ان کے مذہب کے محض باادب یہ سوال کرتے ہیں کہ جناب عالی! کیا احکام الہی پہنچانے اور دین کی تبلیغ سے بڑا بھی کوئی فریضہ ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ ہی کے اصولوں کے مطابق کسی معصوم نے کبھی اس واجب کو کیوں ترک کیا؟ اصول تو آپ ہی لکھ رہے ہیں کہ معصوم کبھی کسی واجب کو ترک نہیں کرتا اور بات واجب کی نہیں، سب فرضوں سے بڑے فریضہ احکام الہی پہنچانے اور تبلیغ دین کرنے کی ہے۔ پھر تو اہمیت مزید روشن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین حق کی تبلیغ و اشاعت کرنے کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے تو ابراہیم خلیل اللہ نے نار نمرود کی پرواہ نہیں کی۔ موسیٰ کلیم اللہ نے فرعونیت سے ٹکر لے لی۔ حضرت یحییٰ بن زکریا نے آسے سے اپنے جسم کو دو ٹکڑے کر دانا منظور کیا، مگر حق گوئی سے باز نہ رہے۔ (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)

اور خود سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے مقدس خانوادہ سمیت دشتِ کربلا میں قربانی قبول فرمائی مگر تقیہ نہ کیا۔ آخر ایسا کیوں؟ اس لئے کہ وہ حقیقی اسلام کے مبلغ تھے۔ اور شیعوں سے ہزار بھی اسی لئے تو ان کی زبان سے بھی شیعوں کی ہلاکت اور بربادی کے لئے بددعا نکلی، اور وہ ان کی موقع پرستی اور بے وفائی کے شاکی رہے۔ حضرات شیعہ ہی کی کتاب میں ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لے مجلہ توحید، اردو، قم ایران، ج ۳، شمارہ ۶، ص ۱۳۸، ۱۳۹

قَدْ خَذَلْنَا شِيعَتَنَا لَہِ ہمارے شیعوں نے رسوا کیا۔

جلال العیون میں ہے۔

شیعیانِ مادت ازباری میرے شیعوں نے میری مدد سے ہاتھ

کھینچ لیا۔

برداشتند۔

ناسخ التواریخ میں ہے کہ امام عالی مقام نے شیعوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے جماعت (شیعہ) شمارِ ملامت اے لوگو! تمہیں ہلاکت بربادی ہو تم کیسے

وضعت باد چہ نہشت مردم کہ شما بودہ آید^۱ برے لوگ ہو؟۔

شیعی قرآن، مصحف اور جامعہ | یہ ہے اہل تشیع کے مذہبی مصادر کا حال، جہاں تک شیعی قرآن کا تعلق ہے، وہ مسلمانوں

کے قرآن سے بہت کچھ مختلف ہے۔ وفاق علمائے شیعہ کے اشتہارِ مجریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء پاکستان، جس پر ہندو پاک کے ۱۲ بڑے شیعہ مجتہدین کی تصدیقات ہیں۔ اس میں بھی یہی بات صراحت سے لکھی ہوئی ہے۔ عبارت یہ ہے۔

• ”قرآن دپورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا۔ اور جو کہ اس

نے پورا قرآن جمع کیا وہ جھوٹا ہے“

موجودہ قرآن کے محرف و مبدل ہونے پر حضرات اہل تشیع کی انہی حدیث

کی کتابوں میں پانچ سو سے زائد روایات پائی جاتی ہیں۔ جن میں

سینکڑوں ایسی روایتیں ہیں کہ قرآن کی فلاں فلاں سورتوں میں امامت و

خلافت کا ذکر تھا جسے بدل دیا گیا۔ قدیم علمائے شیعہ نے تو مکمل سورۃ الولاية کا بھی عوی

کیا ہے جسے نوری طبرسی کی کتاب میں آپ بھی دیکھ سکتے ہیں۔

۱۔ خلاصۃ المصاب، ص: ۲۹ ۲۔ ناسخ التواریخ، ص: ۱۹۴،

۳۔ اشتہار وفاق علمائے شیعہ، پاکستان، مجریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء،

α عکس فصل الخطاب جس میں نفسی

مُسَوِّیَةِ الرَّأۡیَةِ دیکھی جاسکتی ہے۔

ظاہر مطہرین مسوۃ وجوہم فتوحہم ذات الشمال لا یسفون فطرہ ثم رد علی رابہ فرعون ہذا
الامر فاقوم فاخذ بیدہ فزحف قدما و پسو وجہہ وجوہ اصحابہ فاقول ما فعلکم بالقلین فیقولون
اما الاکبر فزفنا واما الاصغر فزفنا فاقول ردوا ظاہر مطہرین مسوۃ وجوہم فتوحہم ذات الشمال
لا یسفون فطرہ ثم رد علی رابہ ذی الشاہدہ معها اول خارجہ و آخرها فاقوم فاخذ بیدہ فزحف قدما و پسو
وجہہ وجوہ اصحابہ فاقول ما فعلکم بالقلین بعد فیقولون اما الاکبر فزفنا واما الاصغر فزفنا
ولعنا فاقول ردوا ظاہر مطہرین مسوۃ وجوہم فتوحہم ذات الشمال لا یسفون فطرہ ثم رد علی
رابہ امیر المؤمنین سید المرسلین و امام المقین فائد الغر المحجلین فاقوم فاخذ بیدہ فزحف وجہہ
اصحابہ فاقول ما فعلکم بالقلین بعد فیقولون اما الاکبر فزفنا واما الاصغر فزفنا فاقول
فلما فاقول ردوا واء مر و بین مبینہ وجوہم فتوحہم ذات الیمین و هو قول اللہ تعالیٰ یوم یبشرون
وجوہہم وجوہ واما الذین اسوؤ وجوہہم اکفرتم بعد بما انکم قد قوا العذاب بما کنتم تکفرون
واما الذین ابغضت وجوہہم ففی رحمۃ اللہ ہم فیما خال الدن واما ذکرنا انعام الخیر ثم امرنا انما ذکرنا انما
الفوم منافی الامۃ الراشدین من لسان الخالقین وانی انشاء اللہ ان الظاہر من الخریف غریب اللفظ
لا المعنی صح صاحب کتابہ بشا المذاہب بعد ذکر عقاید الشیعۃ معنی و بعضہم یقولون ان غیبا
لہا المضاحف و الفالسوالی کانت فی فضل علی و اہل بیت علیہم السلام ہا ہذا السوۃ الرحیم الرحیم
بایاتہا الذین امنوا امنوا بالانورین اثرتنا ہا بتلوان علیکم آیات و یحذر انکم عذاب یوم عظیم
تور ان بعضہما من بعض وانا التبیح العظیم ان الذین یوفون ورسولہ فی آیاتہم جنات نعیم
والذین کفروا فمیز بعد ما امنوا یفصم مبینہم واما ہذا ہم الرسول علیہ یقذفون فی الحجیم
ظلموا انفسہم و ہم صوالی الرسول و انک یسقون من حییم ان اللہ الذی نور السموات و الارض
بماشاء و اضطفی من الملائکہ و جعل من المؤمنین و انک یخلفہ یفعل اللہ ما یشاء لا الہ
الا هو الرحیم الرحیم فذکرنا الذین من قبلہم یسلمون فاخذہم بکمرہم ان اخذی سیدہا الیم
ان اللہ قنا ہلک عاد و ثمود لیماکسبوا و جعلہم لکم تذکرۃ فلا تقون و فرعون بما اطفی علی
موسیٰ و اخیرہ من اغرقہ و من تبعہ اجمعین لیكون لکتابہ و ان اکثرہ فایسقون ان
اللہ یجمعہم فی عیم الخیر فلا یستطیعون الجواب عن یسئلون ان الحجیم ما و اہم و ان اللہ علیہم حکم

اصول

بعضہما منہم

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ أِنْدَابِي فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ فَذَخِرَ الَّذِينَ كَانُوا غُرَابًا فِي وَجْهِكَ مُعْرِضُونَ مِثْلَ
 الَّذِينَ يُقَوُّونَ بِعَهْدِكَ إِلَى جَزَائِهِمُ الْجَنَّةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَاجْرُ عَظِيمٍ وَإِنَّ عَلِيًّا مِنْ
 الْمُتَّقِينَ وَإِنَّ النُّوفَةَ حَقٌّ يَوْمَ الَّذِينَ مَا نَحْنُ عَنْ ظِلْمِهِ بَيِّنِينَ وَكَرِهْنَا عَلَى أَهْلِكَ أَجْمَعِينَ فَإِنَّ
 وَذَرِيَّتَهُ لَصَابِرُونَ وَإِنَّ عَدُوَّهُمْ أَيْمَامَ الْمُجْرِمِينَ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ مَا آمَنُوا أَطْلَبْتُمْ
 زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاسْتَجَلَمُوا بِهَا وَنَسُوا مَا وَعَدَ كُرَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَتَقَضَّتْ الْعُهُودُ
 مِنْ بَعْدِ تَوْكِيدِهَا فَلَا ضَرِيَّا لَكُمْ الْأَمْثَالُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ قَا انْزِلْنَا إِلَيْكَ
 آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ مِنْهَا مَنْ يَتَّقَاهُ مُؤْمِنًا وَمَنْ يَتَوَلَّهِ مِنْ بَعْدِكَ يُظْهِرُ فَاغْرَضَ عَنْهُمْ أَهْلُكُمْ مُعْرِضُونَ
 أَنَّهُمْ مُخْضَرُونَ فِي يَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ شَيْءٌ وَلَا هُمْ يَرْجِعُونَ إِنَّ لَهُمْ فِي جَهَنَّمَ مَقَامًا غَيْرَ لَا يَعْدِلُونَ
 فَتَبَّحَ بِأَنَّهُمْ رَبِّكَ وَكَرْنُ مِنَ الشَّاجِدِينَ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى وَمَرْيَمَ وَآدَمَ أَنْ تَخْلِفَ فَبَقُوا أَهْرُونَ
 فَصَبْرٌ حَمِيلٌ فَجَعَلْنَا مِنْهُمْ الْفِرْدَوْسَ وَالتَّخَازِيرَ وَلَعَنَّا هُمُ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ فَاصْبِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ
 وَلَقَدْ آتَيْنَا بِلِكَ الْحُكْمَ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الرُّسُلِينَ وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ وَصِيًّا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
 وَمَنْ يَقُولِ عَنْ أَمْرِي فَإِنَّ مَرْجِعَهُ فَلْيَمْنَعُوا بِكُفْرِهِمْ فَلْيَلَا فَلَا تَشْتَغِلْ عَنِ التَّائِبِينَ يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ
 فَجَعَلْنَا لَكَ فِي عِثَاقِ الَّذِينَ آمَنُوا عَهْدًا فَخُذْهُ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ إِنَّ عَلِيًّا قَانِثًا بِاللَّيْلِ
 سَاجِدًا حَذَرُ الْآخِرَةِ وَبَرَّ حُجُوبًا وَبَرَّ رَيْبَهُ فَلْيَسْئَلِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَوْ هُمْ يَسْأَلُونَ بِعَهْدِكَ بِجَعَلِ
 الْأَغْلَالُ فِي عِثَاقِهِمْ وَهُمْ عَلَى الْعَالَمِ يَنْدِعُونَ إِنَّا بَشَرْنَاكَ بِرَبِّهِ الصَّالِحِينَ وَأَنَّهُمْ كَأَمْرًا لَا
 يَخْلِفُونَ فَعَلَيْهِمْ مَنِي صَلَوَاتٍ وَرَحْمَةُ آخَاءٍ وَأَمْوَانَا يَوْمَ يُبْعَثُونَ وَعَلَى الَّذِينَ يَبْعَثُونَ عَلَيْهِمْ
 مِنْ بَعْدِ لِنَغْضِبَهُمْ أَنَّهُمْ قَوْمٌ سَوَاءٌ خَائِرِينَ وَعَلَى الَّذِينَ سَلَكُوا مَسْلَكَهُمْ مَنِي رَحْمَةٍ وَهُمْ فِي الْغُرَفَاتِ
 آمِنُونَ وَالتَّحْدِيدُ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَلْنُظَاهِرْ كَلَامَهُ أَنَّهُ اخْذَهَا مِنْ كِنَا الشَّيْخِ وَلَمْ يَجِدْهَا اثَرًا
 فِيهَا غَيْرَ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ شَهْرَاشُوبِ الْمَازَنْدَرَانِيِّ ذَكَرَ فِي كِتَابِ الْمَثَالِبِ عَلَى مَا حُكِيَ عَنْهُمْ
 اسْفُطُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثَمَامَ سُورَةِ الْوَلَايَةِ وَلَعَلَّهَا هَذِهِ السُّورَةُ وَاللَّهُ الْعَالِمُ سَطَعَ عَلَى عِلْبِ الْأَرَبِيِّ
 كَشَفَ الْغَمَّ عَنْ طَرِيقِ الْعَامَةِ عَنْ ذِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَتَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِأَيِّهَا
 الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ بَيْنَكَ أَنْ عَلِمَا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَيُّ لَعْنَةٍ سَالَتْهُ وَاللَّهُ
 يَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ عِشَّةَ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بِشَازَانَ الْقَفِيَّةِ فِي الْمَنَافِ الْمَامَةِ مِنْ طَرِيقِ الْخَالِفِينَ

۱۸۱-۱۸۰: ۵ - النورى الطهرسى - فصل الخطاب في معرفة آيات رب الارباب

شیعوں کے نزدیک قرآن مجید ناقابل یقین، رد و بدل کیا ہوا، محرف ہے اس کے لئے دیکھیں
 اصول کافی، کتاب الحجۃ، اور دوسری معتبر شیعہ کتب کی روایات کے مطابق
 حضرت علی اور ائمہ کے علاوہ اگر کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ اس نے قرآن جمع کیا ہے
 تو وہ کذاب ہے۔

ایک شیعہ صحیفہ جامعہ ہے، جس کا طول ستر گز ہے۔
 مصحف فاطمہ قرآن سے تین گنا بڑا ہے۔ اور اس میں تمہارے قرآن کا ایک
 حرف بھی نہیں ہے۔

اصول کافی میں ہے۔ الجعفر، جامعہ اور مصحف فاطمہ کے بارے میں جو روایات
 ہیں، ان میں سے ایک کا کچھ حصہ اس طرح ہے۔

تمہارے پاس الجعفر ہے اور لوگوں کو کیا معلوم الجعفر کیا ہے؟۔ سائل نے
 پوچھا مجھے بتائیں وہ کیا ہے؟۔ اس پر امام جعفر نے فرمایا۔ وہ چمڑے کا
 ایک تھیلہ ہے، جس میں تمام نبیوں اور وصیوں کا علم ہے۔ اذری بنی
 اسرائیل میں جو علم گزرے ان کا بھی علم ہے۔ اس کے بعد امام نے
 فرمایا۔ اور تمہارے پاس مصحف فاطمہ ہے۔ اور لوگوں کو کیا پتہ کہ مصحف
 فاطمہ کیا ہے؟ اس میں تمہارے اس قرآن سے تین گنا ہے۔ اور بخدا
 اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔

۱۔ اصول کافی، ص: ۱۰۶۰، اصول کافی، ص: ۲۶۱ تا ۲۶۸، نسخ التواریخ،
 ج ۲، ص: ۳۹۳، ۳۹۴، تفسیر صافی، ج ۱، ص: ۱۴۱۔ فصل الخطاب فی تحریف
 کتاب رب الارباب کامل۔

۲۔ اصول کافی، کتاب الحجۃ، ص: ۱۹۳، حیات القلوب، ج ۳، ص: ۳۵،

۳۔ اصول کافی، ص: ۱۴۶، ۴۔ اصول کافی، ص: ۱۴۶،

۵۔ اصول کافی، ص: ۱۴۶،

مصحفِ فاطمہ کی ترتیب اس طرح عمل میں آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بی بی فاطمہ بہت غم زدہ ہوئیں۔ تو ان کی تسلی کے لئے اللہ نے ایک فرشتہ مقرر کیا۔ حضرت فاطمہ نے یہ بات حضرت علی کو بتائی۔ اس کے بعد حضرت علی اس فرشتہ سے جو کچھ سنتے اس کو لکھ لیتے تھے۔ اس طرح ایک مصحف تیار ہو گیا وہی مصحفِ فاطمہ ہے۔

آج کل شیعوں کی اکثریت جو علمائے ابران کے زیر اثر ہے قرآن مجید کو غیر محرف اور ہر لحاظ سے محفوظ کہتی ہے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو صمیم قلب سے قبول کر لیں، اور قرآن مجید کے منصوصات کی روشنی میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر انشراح صدر کے ساتھ عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

کُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ ۝
جو حدیث کتاب الہی (قرآن) کے موافق نہ ہو، وہ باطل ہے ۝
تو آج بھی اسلامی اتحاد کے جلوؤں سے دنیا بنور ہو سکتی ہے۔ اور مسلم مفکرین نیز مستشرقین کی یہ باتیں غلط کی جاسکتی ہیں، جو انہوں نے کہیں۔
۱۱
تشیع ہر اس شخص کی پناہ گاہ ہے جو عمارتِ اسلام کو منہدم کرنا چاہتا ہو ۝
قدیم عربی تاریخوں میں ایک زمانے میں خاص حالات کے تحت تاریخی بندی، او آپس کی نفرت نے طویل عرصہ تک مسلسل اس بات کی کوشش کی تاریخی صداقت کو جھوٹ سے بدل دیں۔ (پروفیسر ایڈورڈ سنخاؤ، رائل یونیورسٹی، برلن) ۱۲
اب بھی موقع ہے کہ ہم نفرت و عناد کی فضا سے نکل کر اسلام و قرآن کے پُر امن قوانین کو قبول کریں۔ اور تاریخِ عالم کے امن و نقوش کو تسلیم کریں۔

حیاتِ حضرت مولا علی سے ثابت ہے ۝ قبولِ حق سے بڑا، اور کوئی جہاد نہیں
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ أَعْلَى الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

۱۱ اصول کافی، ملخصاً، ص: ۱۲۷، ۱۲ مسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص: ۷۸،

۱۳ پروفیسر احمد امین، فخر الاسلام، ۱۴ تاریخ و سیاست، ج ۳، ص: ۷۳،

تفریق بین المسلمین اور شیعہ

صفحہ	مندرجات
۱	دور فتن اور ایمان کی سلامتی
۲	تفرقہ سے بچو !
۴	فرمان مرتضوی میں تفرقہ سے بچنے کی تاکید
۶	اعلانِ بغاوت
۱۱	حضرت علی کے حق میں حضور کی پیشین گوئی
۱۲	تاریخ ابن سبا
۱۵	مماثلتِ رفض و مسیحیت
۱۸	شیعوں کی یہود سے مشابہت
۱۹	بعض معاندانہ خصوصیات
۲۰	شیعہ فرقہ در فرقہ
۲۲۸	اقسام کفار

تفریق بین المسلمین اور مشرکین

دورِ فتن اور ایمان کی سلامتی | فتنہ و فساد کی تیز و تند آندھیوں میں بھی شمع اسلام و ایمان کی حفاظت کا

طریقہ، معلم کتاب و حکمت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن مقدس، سنتِ خلفائے راشدین اور حُبِ اہل بیت و اہلِ محبت کا سہارا لیا جائے۔

جس طرح انسانی پیروں کو ڈگمگا دینے والی آندھی میں مضبوط درختوں کی جڑ سے چپک جانے والے محفوظ رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح دورِ فتن میں کتاب و سنت کے مضبوط قلعہ میں پناہ لینے والوں کے ایمان سلامت رہتے ہیں۔

فرمودات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ امتِ اسلامیہ بھی افتراق و انتشار کا شکار ہوگی۔ اس ملت میں بھی لرزہ خیز اختلافات رونما ہوں گے۔ مسلمانوں میں بھی کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کی روش پر چلیں گے۔ قوم بنی اسرائیل ۱۷ فرقوں میں بٹی مگر مسلمان ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوں گے۔ یہ بہر حال ہو کر رہے گا۔ جسے کوئی فرد بشر اپنی کوشش سے روک نہیں سکتا۔ لیکن ہاں! ہم آپ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں طوفانی تھپیڑوں سے کشتیِ ایمان کی حفاظت کا سامان ضرور کر سکتے ہیں۔ اب اللہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم دین و ایمان کی سلامتی کے اس جہاد میں کامیاب و کامراں ہوں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

آئیے پہلے الغنیۃ بطالبی الحق (غنیۃ الطالبین) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب سے اپنے لی مرض کی تشخیص کرائیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے

نہایت دل نشیں انداز میں احادیث مبارکہ کے حوالوں سے گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے فرقوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ملاحظہ کریں۔

ان گمراہ فرقوں کا بیان جو راہ ہدایت سے بھٹک گئے ہیں۔ اس کی اصل وہ حدیث ہے جس کو کثیر بن عبد اللہ نے اپنے والد اور جد کی سند کے ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر قدم بہ قدم ضرور چلو گے اور ان ہی چیزوں کو اختیار کرو گے جن کو انہوں نے اختیار کیا تھا۔ ایک ایک بالشت، ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک گزان کی پیروی کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ سو سار (گوہ) کے بھٹ میں بھی گھے تھے تو تم بھی ان کی پیروی کے لئے سو سار کے بھٹ میں داخل ہو گے۔ اچھی طرح سن لو کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی ہدایت کے برعکس بنی اسرائیل ۱، فرقوں میں بٹ گئے تھے جن میں ایک فرقہ کے سوا سب گمراہ تھے اور وہ ایک فرقہ مسلمانوں کی جماعت کا تھا۔ پھر عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی ہدایت کے خلاف عیسائی بھٹ کر ۲، فرقوں میں ہو گئے۔ اور ان میں ایک فرقہ کے سوا تمام فرقے گمراہ اور بے دین تھے۔ وہ ایک فرقہ اسلام اور مسلمانوں کی جماعت کا تھا۔ اس کے بعد تم ۳، فرقے ہو جاؤ گے۔ اور ان میں سوائے ایک فرقہ کے باقی سب گمراہ ہوں گے۔ اور وہ فرقہ اسلام اور مسلمانوں کی جماعت کا ہوگا۔

حضرت عبدالرحمن بن جبیر سے مروی ہے کہ سرکارِ عالم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت پھٹ کر ۳، فرقے بن جائے گی۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے بڑا فتنہ وہ فرقہ ہوگا، جو احکام (دینی) کا فیصلہ صرف اپنی رائے سے کرے گا۔ خود ہی حلال کو حرام بنائے گا۔ اور خود ہی حرام کو حلال ٹھہرائے گا۔

عبداللہ ابن زید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل پھٹ کر ۱۷ فرقوں میں ہو گئے۔ ایک کے سوا سب دوزخی ہوئے۔ اور میری امت پھٹ کر ۲۷ فرقے ہو جائیں گے۔ جن میں سے ایک کے سوا سب دوزخی ہونگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کیسا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے سیدھے راستے پر چلے گا۔

جس فرقہ کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ آپ کے زمانہ میں ہوا، نہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوا۔ بلکہ یہ اخلاف صحابہ کرام اور تابعین حضرات کی وفات کے کئی سو سال بعد ظہور میں آیا ہے۔ آگے رقمطراز ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنوں سے بچ نکلنے کا کیا راستہ ہوگا۔ فرمایا اللہ کی کتاب کہ یہی پر حکمت و موعظت نامہ ہے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں زبانوں کا اشتباہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی کو جب جنات نے سنا تو وہ اِنَّا سَمِعْنَا قَوْلًا عَجَبًا کہے بغیر نہ رہ سکے۔ جو اس کے موافق کہے گا وہ سچا ہوگا۔ اور جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا وہ انصاف کرے گا۔

حضرت عرابض بن ساریہ نے فرمایا۔ ہم نے رسول اللہ کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی۔ حضور نے ایسا دل نشیں وعظ فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ دلوں پر خوف طاری ہو گیا۔ اور بدن گرما گئے۔ ہم نے

عرض کیا یا رسول اللہ! حضور کی یہ نصیحت تو ایسی ہے کہ ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حضور ہم کو چھوڑ رہے ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے اور حاکم کی اطاعت و فرماں پذیری کی نصیحت کرتا ہوں۔ خواہ وہ حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بڑے اختلافات دیکھے گا۔ تمہارے لئے میری سنت اور میرے ان خلفاء کی سنت پر قائم رہنا لازم ہے جو میرے بعد ہوں گے اور تم کو سیدھا راستہ دکھائیں گے۔ اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اور دانتوں سے پکڑ لینا۔ دین میں نئی باتوں سے بچنا۔ کیونکہ دین میں پیدا کی ہوئی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو دعوت دینے والا سیدھے راستے کی طرف بلائے اور اس کی دعوت کی پیروی کی جائے تو پیروی کرنے والوں کی طرح اس رہنما کو بھی ثواب ملے گا۔ مگر پیروی کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جو ضلالت کی دعوت دے اور اس کی پیروی کی جائے تو اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر اس پر وبال ہوگا۔ جبکہ پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔

تفرقہ سے بچو | رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر آنے والے امتحانی اددار کا پہلے ہی ذکر فرما دیا تھا۔ اور ان حالات میں یاہی اتحاد و اتفاق کے ساتھ ملت مسلمہ کے قلوب کا پھر منکملت کی عمارت سے وابستہ رہنے کی شدید تاکید فرمائی تھی۔ السواد الاعظم کے ساتھ رہتے ہوئے اطاعت امیر کا قلاوہ

لہ الغنیۃ لطایبی الحق (غنیۃ الطالبین) للشیخ عبدالقادر الجیلانی، قدس سرہ، ص: ۱۷۶

مگر دن میں ڈالنے رہے ہی میں دین و دنیا کی کامیابی بتاتی تھی۔ مسجد نبوی شریف کے مقدس منبر سے آنسوؤں کی جھڑی میں رؤف و رحیم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قلوب کو لرزادینے والے خطبے اس لئے ارشاد فرمائے تھے کہ مسلمان فلاح یاب ہوں اپنی امت کے غم میں رات رات بھرا شک باری فرمانے والے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب و حکمت تلاوت فرما کر اتحاد و اتفاق کا درس دیا تھا۔ مگر جیسے آسمان کی بارش سے سخت چٹانیں اپنے اندر کچھ جذب نہیں کر پاتیں۔ اور نرم زمین سبزہ زار بن جاتی ہے۔ ان مقدس فرامین سے بھی اہل ظرافت نے حصہ پایا۔ اور بد نصیب محروم رہے۔ اختلاف و افتراق سے دور رہنے کا حکم قرآن مجید میں ہے۔ اور رب کائنات نے تفرقہ اندازوں کو سخت عذاب سے ڈرایا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اور تم لوگ ان لوگوں کے مانند نہ ہو جانا جنہوں نے واضح آیات پہنچ جانے کے بعد باہم تفریق کی اور اختلاف کرنے لگے ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہے۔

قرآن و حدیث کے ذریعہ رب کائنات کی روشن آیات اور اسلام کے حق ہونے کی آفتاب سے زیادہ واضح علامات سامنے آچکی ہیں۔ اسوۂ محمدی قرآن عظیم کی عملی تفسیر بن کر دنیا میں رونما ہو چکا ہے۔ فاتمہ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہرہ و مزیں صحبت میں رہ کر حضرات خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بیت پاک، اور جماعت صحابہ و صحابیات آسمان ہدایت کے روشن نجوم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی تفریق بین المسلمین کا شوشہ بھوڑے۔ اور اللہ کی مضبوط رسی چھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو تو پروردگار عالم اس سے خود سمجھ لے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ فَتَرُوا بَيْنَ الْبَنِي إِسْرَٰءِيلَ أَنْ لَا قُوَّةَ لَكَ بِبَنِي إِسْرَٰءِيلَ أَنْ يَدْعُوا بِحَبَشَةٍ أَوْ بِأَشْجُسٍ مِّنْ دُونِهَا ۚ إِنَّكَ لَتَكُونُ فِي عَيْنِهِمْ خَسْفًا ۚ

بیشک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں،

جس معالی القاب، شیرستانِ اسلام، مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 اعلان بغاوت کے تولا کا اہل تشیع پر چار کرتے، اور دم بھرتے ہیں۔ ان کا

فرمان تو آپ نے نہج البلاغہ میں ملاحظہ فرمایا۔ اب آئیے آپ کو انقلابِ ایران کے بانی
 خمینی صاحب کے مرکزِ قم سے نکلنے والے ترجمانِ شیعیت "توحید" کے ذریعہ اطیعوا اللہ الایۃ
 کی ایک الگ تھک تفسیر سے روشناس کراتا ہوں۔ جو روحِ اسلام قرآن و حدیث اور سیدنا
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بالکل ضد ہے۔ قارئینِ کرام اس اقتباس کو اس تناظر
 میں دیکھیں کہ بنو امیہ اور بنو عباس کے زمانے میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ ہر چار جانب
 تیز تھا۔ اور ہر مفتوحہ علاقے میں اسلامی قضاۃ، حکماں، اور قرآن و سنت کی روشنی میں
 فیصلہ صادر کرنے والے علما، مقرر کئے جاتے تھے۔ بعض امرار اور حکماؤں پر ان کے تقویٰ و
 طہارت کے باب میں انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ مگر یہ بات تو مسلم ہے کہ علما و قضاۃ عام طور
 سے خدا ترس، عدل و انصاف کے دلدادہ، اور حق پرستی میں اپنی مثال آپ ہوتے تھے
 ایسی صورت میں کچھ لوگوں کا ان امرار و قضاۃ، منتظمین، اور اسلامی ریاست کے خلاف
 مزاج پیدا کرنا، اور اپنے لئے مخصوص صاحبِ امر متعین کرنا، کیا باغیوں کے علاوہ کسی
 اور کا کام ہوتا ہے۔ اور ایسی حرکات و سکنات کی نسبت ائمہ کی جانب کرنا بڑی خطرناک
 جسارت ہے۔ جبکہ بنام روایت قرآن اور اسلام کی صریح مخالفت کے فتنے ہیں۔ اور
 اسلامی امرار کی اطاعت کو طاعت کی اطاعت کہا گیا۔ (ایضاً باللہ) ملاحظہ کریں شیعہ
 مجتہد لکھتا ہے۔

"قرآن کی آیت مبارکہ اطیعوا اللہ وَاُولٰٓئِیْ اِلَّا مَرِیْکُمْ، اس
 سلسلہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ ظاہر ہے یہ حکم اطاعت ہمیشہ کے لئے
 اور اس کے لئے صاحبانِ امر کا بھی ہمیشہ اور ہر زمانہ میں وجود ضروری ہے
 اب اگر اولی الامر سے صرف معصوم ہستیاں (ائمہ معصومین) مراد ہیں، تو
 آج ان کی اطاعت کے کیا معنی ہیں؟ کیا صرف عبادات (نماز و روزہ حج
 وغیرہ) میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ اور بقیہ تمام احکام اسلامی میں صرف

زبانی اطاعت کافی ہے۔ اور عملاً ہم دشمنان اسلام کے باطل و غیر اسلامی قوانین کے پابند رہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ جس طرح غیبت صفری کے بعد سے آج تک اور حیات تک مصلحت امامت اس کی مقتضی ہو کہ امام کا ظہور ہو اس وقت تک ہم عبادات میں اطاعت تو انہیں معصومین کی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن درمیان میں واسطہ عادل فقہاء ہیں۔ جن کے ذریعہ معصومین کے احکام ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کے مطابق ہم عمل کرتے ہیں۔ اس طرح تمام امور اجتماعی اور احکام اسلامی میں بھی وہی فقہاء مرجع ہیں۔ اس لئے کہ اولی الامر ائمہ طاہرین علیہم السلام محض عبادات میں صاحبان امر نہیں تھے بلکہ نبی کی طرح تمام اجتماعی امور اور حکومتی قوانین میں بھی صاحبان امر تھے۔ لہذا جس طرح فقہاء کو عبادات میں معصوم کی نیابت حاصل ہے اسی طرح اسلامی حکومت کی تشکیل اور تمام احکام و قوانین کے نفاذ و اجراء کے بارے میں بھی نیابت کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ بہت سی قناد و روایات بھی اس کے مؤید ہیں۔ جن میں سے ہم چند روایات یہاں پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

اس کے بعد مضمون نگار نے وسائل الشیعہ کی روایت نقل کی ہے۔ طوالت کے باوجود ہم قارئین کو مطالعہ کی زحمت دیں گے۔ تاکہ ان کے مزاج سے کما حقہ واقفیت ہو سکے محمد یعقوب..... عزمین حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنے دو شیوہ ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا کہ ان دونوں کے درمیان قرض یا میراث کے بارے میں نزاع ہے۔ اور یہ لوگ داد خواہی کے لئے قاضی یا خود بادشاہ کے پاس گئے ہیں۔ آما ان کا یہ فعل درست و جائز ہے؟ امام نے فرمایا کہ جو شخص بھی کسی حق یا باطل معاملہ میں ان لوگوں (قضاۃ و سلاطین) کی طرف رجوع کرے گا، اس نے درحقیقت طاغوت کی طرف رجوع کیا ہے اور جو کچھ وہ ان کے فیصلہ کے مطابق حاصل

کرے گا، چاہے وہ اس کا حق ہی ہو، پھر بھی حرام رہے گا۔ کیونکہ اس نے
اسے ایسے طاغوت کے حکم سے حاصل کیا ہے جس سے انکار کا حکم اللہ نے
دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ یُرِیْدُ دُنَآنَ یَتَّحَاکُمَا لَی الطَّاغُوتِ
وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ یُکْفَی وَابِیہ، راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ پھر وہ
دونوں کیا کریں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنوں میں دیکھیں (یعنی ایسے
شخص کو تلاش کریں) جو ہماری حدیثوں کا راوی ہو۔ اور ہمارے حلال و
حرام کو پہچانتا ہو۔ اور ہمارے احکام و قوانین کی معرفت رکھتا ہو۔ اس کو
اپنا قاضی بنائیں۔ اور اس کے فیصلہ پر راضی رہیں۔ اس لئے کہ میں نے اس
کو تم پر حاکم بنایا ہے۔ (ایسا شخص میری طرف سے تم پر حاکم ہو گا) لے

نقل روایت کے بعد مضمون نگار نے نتیجہ نکالا ہے کہ امام کا حکم ہے کہ ہر معاملہ میں فقیہ
کی طرف رجوع کرو۔ کیوں کہ وہ تم لوگوں پر ہمارا مقرر کردہ حاکم ہے۔ فقیہ امت مسلمہ کے
لئے تمام امور عامہ میں واجب الاتباع ہے۔ یہ اتباع مجتہدین پر بھی واجب ہے۔ (واضح
رہے کہ ایسی ہی دلیلوں کے ذریعہ شیعوں نے جناب خمینی صاحب کی ولایت فقیہ کا قلاب بھی
اپنی گردن میں ڈال لیا تھا، جسے خود بہت سے شیعوں نے رد کر دیا تھا) اور یہ ہے
دوسری روایت،

ابو خدیجہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مستند اصحاب میں سے ہیں)
کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ حضرت کی طرف سے
آپ کے شیعوں کو یہ پیغام پہنچا دوں کہ اگر کبھی تم لوگوں کے درمیان آپس
میں کوئی نزاع ہو جائے، یا لین دین کے معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اس
فاست جاعت کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع مت کرنا۔ بلکہ تم میں جو شخص ہمارے

لے وسائل الشیعہ، ج ۱، باب ۱۱، ص ۱۹۸، بحوالہ اسلامی حکومت میں حاکم اعلیٰ

مجلہ توحید، ج ۲، شمارہ ۱۲، ص ۱۴۶ تا ۱۴۹

حلال و حرام کو پہچانتا ہو اس کو اپنا حاکم بنالینا۔ کیوں کہ میں نے ایسے شخص کو تم پر قاضی معین کیا ہے۔ خبردار! تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف کوئی نزاعی معاملہ بادشاہ ظالم تک نہ پہنچائے، لے
مضمون نگار خود تشریح کرتا ہے۔

اس روایت میں مدارے فی شئی، سے حقوقی اختلاف مراد ہے۔ جن میں فاسقین کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز جماعت فاسق سے مراد وہ قاضی ہیں جو حاکم وقت کی طرف سے منصب تصارت پر مامور ہیں۔

اسی مضمون میں آگے چل کر یہ روایت بھی درج ہے کہ اسحق بن یعقوب نے محمد بن عثمان عمری کے ذریعہ امام غائب صاحب کی غیبت کے زمانہ میں ایک خط لکھ کر کچھ مشکل مسئلہ کا حل پوچھا تو امام غائب نے اپنے قلم سے اس خط کا جواب لکھا۔ اس میں یہ لکھا کہ حوادث واقعہ میں تم ہماری حدیثوں کے راویوں کی جانب رجوع کرو کیوں کہ وہ لوگ میری طرف سے تمہارے اوپر محبت ہیں۔ اور میں خدا کی طرف سے ان پر محبت ہوں۔ لے

حضرات قارئین! تحقیق کی راہ میں جاوہ پمانی کرنے والے علمائے اسلام کہتے ہیں شیعہ مذہب کو باقاعدہ تصنیف کرنے والے دراصل یہی دکلا ہیں۔ انہی کی مہربانیوں نے ہزاروں ایسی روایات اختراع کیں، جن کی رو سے قرآن عظیم ناقص، اور ذخیرہ احادیث ناقابل اعتبار قرار پایا۔ اس طرح اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرا اسلام کھڑا کر دیا گیا۔ اور تعجب ہے ان عقل والوں پر جنہوں نے اجلہ صحابہ کو تو مطعون کیا، اور ان کے عناد میں قرآن و ایمان سے برگشتہ ہوئے۔ مگر وہی لوگ غارِ ستر من رائی کے ذریعہ جذبہ خوش عقیدگی کا استحصال کرنے والے راقضی ملاؤں کے اعتماد پر ایک من گھڑت مذہب کے پیروکار بن گئے۔ طرہ پریں عقل و دانش بیا بد گریست

کنز العمال میں سیدنا
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی کے حق میں حضور کی پیشین گوئی

سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”علی! تمہیں عیسیٰ بن مریم سے خاص مشابہت ہے۔ یہود نے ان کے ساتھ بغض و عناد کیا۔ حتیٰ کہ ان کی والدہ پر بہتان لگایا۔ اور نصاریٰ نے ان کے ساتھ ایسی محبت کی کہ انہیں اس مرتبہ پر پہنچایا جو ان کا مرتبہ نہیں تھا۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کرنے کے بعد سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ بیشک ایسا ہی ہونے والا ہے۔ دو قسم کے لوگ میرے بارے میں ہلاک ہوں گے ایک محبت میں غلو کرنے والے، جو میری وہ بڑائیاں بیان کریں گے جو مجھ میں نہیں۔ دوسرے بغض و عناد میں حد سے تجاوز ہونے والے، جن کی عداوت انہیں اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان طراری کریں لے

مختصر صادق حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب داں نگاہیں مستقبل کے افق پر رد و نما ہونے والے ان واقعات و حالات کو گویا دیکھ رہی تھیں۔ چنانچہ جس جس کے بارے میں آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی وہ حرف بحرف پوری ہوئی سیدنا باب مدینۃ العلم امیر المؤمنین مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسی بات کو اپنے خطبہ میں فرمایا،

سیملک فی صنفان محب	عنقریب میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے۔
مفرط یذهب بہ الحب الی غیر	ایک محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا کہ اسے
الحق و مبغض مفرط یذهب بہ	غلوئے محبت حق کے خلاف لے جائے گا۔ دوسرا
البغض الی غیر الحق، و خیر الناس	گر وہ میرے بارے میں بغض و عناد میں حد سے
فی حالاً النمط الاوسط والزموا	برصعنے والا کہ اس کا بغض اسے حق کے خلاف
والزموا السواد الاعظم فان	لے جائے گا۔ اور میرے باب میں سب سے بہتر وہ

يُؤَيِّدُ اللَّهَ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَيَاكُمُ
وَالْفِرْقَةُ قَاتِلُ الشَّاذِّ مِنَ النَّاسِ
لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ
لِلذِّئْبِ أَلَا مِنْ دَعَا إِلَى هَذَا
الشَّعَارِ فَاقتلوه ولو كان تحت
عامتي هذه له
لوگ ہوں گے جو اعتدال پر ہوں گے تو تم بھی درمیان
راہ کو لازم پکڑو، اور السواد الاعظم کے ساتھ رہو
بیشک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ خبردار جماعت
سے جدا نہ ہونا۔ پس جو جماعت سے الگ ہو جاتا
ہے وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے جسے گلے سے
جدا ہونے والی بکری بھڑیے کا لقمہ بنتی ہے۔
خبردار ہو جاؤ! جوان باتوں کی طرف بلائے اسے قتل کر دو۔ خواہ وہ میرے عمامہ کے نیچے ہو۔
یہ حقیقت عالم آشکار ہے کہ روافض (شیعہ) حب علی میں حد سے متجاوز ہیں، اور
خوارج عداوت علی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ النمط الاوسط (درمیانی راہ) پر صرف
اہل سنت و جماعت ہیں۔ جو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے باب میں افراط و تفریط
سے پاک ہیں۔

اور السواد الاعظم یعنی مسلمانوں کی بڑی جماعت بھی قرون اولیٰ سے تا امروز اہل
سنت ہی ہیں۔ جن سے وابستہ رہنے کی تلقین مولائے کائنات نے اپنے خطبہ شریف
میں فرمائی ہے۔

اب دعویداران حب علی کو چاہئے کہ گرد و پیش سے بے نیاز ہو کر خود حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کی روشنی میں خود کو شیطان کا شکار ہونے سے بچائیں۔ اور
نجات پائیں۔

تاریخ ابن کثیر | تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شیعیت اور
رفض کا بانی ایک یہود زادہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سیدنا امیر
قاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد دور عثمانی میں یہود میں سے ایک شخص

نے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا۔ اور مسلمانوں میں شامل ہو گیا۔ جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا۔ سب سے پہلے اس نے مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، حجاز، پھر بصرہ، کوفہ، شام وغیرہ علاقوں میں گھوم گھوم کر مسلمانوں کے حالات کا بغور جائزہ لیا۔ زبان دراز اور خوش کلام تھا۔ اس نے جہاں جاتا لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے خوش کر دیتا۔ گھومتا پھرتا جب وہ مصر پہنچا، تو وہاں کا ماحول اسے اپنے مقاصد کے لئے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ وہاں اس نے لوگوں سے خلط ملط شروع کیا۔ لوگ عموماً اس کی میٹھی باتیں سننے کے لئے اس کے گرد جمع ہو جاتے۔ اس نے جب دیکھا کہ اب کچھ لوگ میری باتیں تسلیم کرنے لگے ہیں تو فتنہ ساز ذہن نے اپنے تیر و تثر آزمائے شروع کئے۔ ایک دن اپنے ہمناؤں کی مجلس میں اس نے کہا۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل و بزرگ ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دوبارہ آسمان سے لوٹ کر دنیا میں آئیں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوٹ کر آسکتے ہیں تو افضل الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں آئیں گے؟ مسلمانوں میں معلوم نہیں کس طرح یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ حضور دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ ضرور آئیں گے۔ یہ پہلی بدعقیدگی تھی جس کا اس نے پرچار کیا۔ اور مصر کے کئی لوگوں کو گمراہ کیا۔

پھر اس نے اس بات کا شوشہ اٹھایا کہ ہر بادشاہ کا جس طرح وزیر ہوتا ہے، اسی طرح ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت ہارون علیہ السلام تھے تو اے مسلمانو! کیا تم پر یہ لازم نہیں کہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی کون ہے؟ اس کو جانو۔ گویا مسئلہ وصی کو اس نے مسلمانوں میں اہمیت دی۔ اس پر لچھے دار تقریریں کی۔ اور کہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے بھی افضل و برتر ہیں۔ پھر بھلا موسیٰ علیہ السلام کا تو وصی ہوا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وصی نہ ہو؟۔ یہ کیسے ممکن ہے؟۔ جو لوگ اس کی لسانی کے دام میں آچکے تھے انہوں نے کہا۔ جناب اب آپ ہی اس عقدہ کو بھی حل کریں۔ اور بتائیں

حضور کا وحی کون ہے؟

ابن سبا نے کہا۔ حضور کے وحی حضرت علی ہیں۔ حضرت عثمان نے خلافت پر جبراً

قبضہ جایا ہے۔۔۔ جس طرح ابوبکر و عمر زبردستی خلافت پر قابض تھے۔ اے لوگو!

حضور جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو تم ان کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ ان کے وحی کو

ان کا حق نہ دلا سکے۔۔۔ اس طرح درغلا کر ابن سبا نے خلافت اسلام

کے باغیوں کا ایک گروہ اکٹھا کر لیا۔ مصر ان باغیوں کا مرکزی مقام تھا۔ اور کوفہ و

بصرہ وغیرہ تمام ریاستوں میں نمائندے کام کر رہے تھے۔ ابن سبا نے طریقہ کار

یہ بنایا کہ اپنے ہم خیالوں کو اکثر ان شہروں میں بھیجا جہاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے مقرر کردہ قضاة و حکام تھے۔۔۔ اہل نفسانیت کی عام بیماری ہے کہ کسی حاکم

کے پاس سے اگر ان کے خلاف فیصلہ ہو تو ان کے دل میں حاکم سے نفرت آجاتی ہے

ابن سبا کے نمائندے ایسے لوگوں کی ٹوہ میں رہتے۔ اور جسے حاکم یا قاضی سے نالاں

دیکھتے، جلتے پرتیل چڑک کر اس کے دل کی منافرت اور بڑھا دیتے حتیٰ کہ خلیفہ وقت

سے بغاوت اور غنا و کایج اس کے دل میں بونے۔ اس طرح ہر شہر میں ابن سبا

کے ہم خیال پیدا ہو گئے۔ اور اسی گروہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر بغاوت کا علم اٹھایا

شیعی مورخ "تاریخ التواتر" میں لکھا ہے کہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے مصر، کوفہ

اور بصرہ سے دو دو ہزار باغی روانہ ہوئے تھے۔ جنہوں نے بالآخر حضرت عثمان غنی

کو شہید کر دیا۔۔۔ اور سارا الزام ابن سبا کی حکمت عملی سے حضرت

علی رضی اللہ عنہ پر تھوپ دیا گیا۔ اور مسلمان ان پر جا ٹوٹے۔ اس طرح امت میں

ایک ایسا عظیم بھونچال آیا جس نے تاریخ کے روشن نقوش پر گرد و ال دی لے

دور حاضر کے بعض روشن خیال شیعہ محققین نے ابن سبا کے وجود ہی کا انکار کیا

ہے۔ آج کل تحقیق کے نام پر سیاسی تھکنڈوں سے پیش رفت کرنے والوں نے یہ طریقہ

بیمدحیرت و استعجاب ہوتا ہے کہ اس فرقہ کی تاریخ موجودہ مسیحیت کے آغاز کی تاریخ سے
 بیدر مشابہت رکھتی ہے۔ مسیحیت کی تاریخ یہ ہے کہ رومی یہود نے حضرت
 مسیح کو پھانسی دینے کا فیصلہ کیا۔ اور یہودیت و مسیحیت کے خیال کے مطابق انہیں
 تختہ دار پر لٹکا دیا۔ اور اسلامی عقیدہ کی رو سے پروردگار عالم نے عیسیٰ روح اللہ
 کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور ایک خدا شخص کو حضرت مسیح کی شکل دیدی، جسے انہوں نے
 سولی دی۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص حواریوں نے ان کی عدم موجودگی
 میں بھی ان کی تعلیمات کو زندہ رکھا۔ اور وہ توحید، رسالت، آخرت، سزا و جزا، تیز
 عبادات میں تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کی تعلیم کو یہود نے فوراً بالکل مٹا ڈالا، بلکہ
 ان کے ماننے والوں میں روز بہ روز اضافہ ہونے لگا۔ اور لوگ ان کی روئے
 ہدایات پر اور محبت و عزیمت سے عمل کرنے لگے۔ اس بات سے یہود کا کلیجہ جل جھن
 گیا۔ اور یہود نے جس مقصد کو پانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے
 سولی کی سزا تجویز کی تھی اس کے خلاف ہوتا دیکھ کر وہ خاموش نہ رہے۔ اس وقت
 انہی یہودیوں میں سے ایک مشہور عالم ساؤل نے قبول مسیحیت کا اعلان کیا۔ اور اپنا
 نام پولس رکھا۔ ساؤل کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ عیسائیت کا کٹر
 دشمن تھا۔ اور عیسائیت قبول کرنے والوں پر طرح طرح سے ظلم و ستم کیا کرتا تھا۔ اس
 نے عیسائیوں کی نظر میں اپنی وقعت پیدا کرنے کے لئے یہ مشہور کیا کہ دمشق کے سفر میں
 میں نے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی آواز سنی۔ اور دل سے ان پر ایمان لایا ہوں۔
 عیسائی عالموں اور خوش عقیدہ لوگوں نے اس کی بات کو مان لیا۔ اور اس کی اس
 کی اس قدر آذہکت کی کہ اسے اپنا رہنما بنالیا، یا اس نے اپنی حکمت عملی سے لوگوں کی
 سرداری حاصل کر لی۔ اور پھر رفتہ رفتہ عیسوی تعلیمات کو مشرکانہ رنگ دینے
 میں لگ گیا۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ (اور ان کے بقول) ان کے مصلوب ہونے
 کو تمام عیسائیوں کے لئے کفارہ و غیرہ کے عقائد گڑھے جو مسیحیت کی بنیاد بن گئے۔

آپ در طہ حیرت میں پڑ گئے ہوں گے جب تاریخ میں عبد اللہ بن سبا یہودی نژاد کے قبول اسلام کا واقعہ اور مدینہ طیبہ، شام و عراق ہوتے ہوئے مصر میں پہنچ کر اس کی زیر زمین کارروائی کا حال پڑھا ہوگا۔

• وہاں پولس نے حضرت عیسیٰ مسیح کی شان میں غلو کیا۔ ان کے مرتبے کو خوب بڑھا چڑھا کر سیدھے سادے عیسائیوں میں اپنی جگہ بنائی۔ تو یہاں ابن سبا نے ناخواندہ اجد مسلمانوں میں حضرت علی کی امامت اور رضی رسول ہونے کا پرچار کیا۔ ان کی شان میں غلو کا اظہار کر کے لوگوں کو اپنے دام میں لیا۔

• پولس بھی یہودی تھا، ابن سبا بھی یہودی تھا۔ پولس نے بڑھتی ہوئی عیسائی امت کو برباد کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ ابن سبا نے مسلمانوں کی بربادی کا منصوبہ رچا۔

• پولس نے اپنی عیارانہ چالوں سے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو مسخ کر ڈالا۔ ابن سبا نے اپنے ہمنواؤں کے ذریعہ سیدنا عثمان غنی کو شہید کرایا۔ اور امت اسلامیہ میں انشقاق پیدا کیا۔

• پولس نے عیسائیوں کو برباد کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو استعمال کیا، ابن سبا نے مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے حضرت مولا علی کے نام کو استعمال کیا۔ پولس نے عیسائیوں کو یہ عقیدہ دیا کہ حضرت مسیح کی مصلوبیت تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ابن سبا کے ذریعہ جو فرقہ پیدا ہوا اس نے سیدنا امام حسین کے خونِ ناحق کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

عبد اللہ ابن سبا اور اس کے ہمنواؤں کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بے کرم حمل و صفین کی جنگوں تک اپنے مفسدانہ خیالات و نظریات جو اسلام اور رُوحِ اسلام کے منافی تھے خوب خوب پھیلانے کے مواقع ملے۔ ابن سبا کے تمام خیالات چونکہ صرف فساد ڈالنے کے لئے تھے۔ اس لئے ان میں یکسانیت نہیں ہے۔ خود حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کی ذات کے بارے میں غلو نے اتنے ذیبتے کر لے کہ
 • کچھ کا خیال ہے کہ ان میں خدائی روح جلوس کئے ہوئے ہے۔
 • کچھ لوگوں کے نزدیک رسالت حضرت علی کے لئے آئی تھی۔ فرشتے کی غلطی سے
 حضور کی طرف منتقل ہو گئی۔

• اور اس بات پر تو ابن سبا کے تمام پیرو متفق تھے کہ حضور کے بعد ان کے
 جانشین حقیقی حضرت علی ہیں۔ ان کے علاوہ اور کیا کیا فاسد عقائد بنائے گئے اس کی
 تفصیل شیعہ فرقہ کے ضمن میں آگے آرہی ہے۔

منہاج السنہ لابن تیمیہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اپنے لشکریوں میں
 ایسے لوگوں کی موجودگی کا علم ہوا جو خود ان کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ رکھتے تھے تو
 انہوں نے ایسے تمام لوگوں کو قتل کر کے آگ میں جلائے کا حکم صادر فرمایا۔

غنیۃ لطالبی الحق میں شیعوں کی یہود سے مشابہت
 شیعوں کی یہود سے مشابہت

منہاج السنہ میں امام شعبی کے حوالے سے یہود کی مشابہت بیان کرتے ہوئے ۲۲ چیزوں
 کا ذکر کیا ہے۔ ہم ان میں سے چند کا یہاں ذکر کرتے ہیں۔

• یہود داؤد علیہ السلام اور ان کی اولاد کے سوا کسی کو حقدار امامت نہیں سمجھتے۔ شیعہ
 اولاد علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی حقدار امامت نہیں مانتے۔

• یہود نماز مغرب کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر کرتے ہیں۔ شیعہ بھی مغرب کی نماز
 کو اتنا ہی مؤخر کرتے ہیں۔

• یہود نے توریت کو بدل ڈالا۔ شیعہ موجودہ قرآن شریف کی تحریف کے قائل ،
 اور اپنے پاس مخزن نسخہ قرآن کی موجودگی ماننے والے ہیں۔

• یہود وہ طلاق جو حیض میں دی جائے اس کے سوا کسی طلاق کو معتبر نہیں مانتے۔ اسی طرح شیعوں کا بھی خیال ہے۔

• یہود مسلمانوں کو التام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) کہا کرتے تھے۔ شیعوں بھی اہل سنت کو اسی طرح کہتے ہیں۔

• یہود اپنی شریعت کے لحاظ سے موزہ پر سج کے قائل نہیں، شیعوں بھی موزہ پر سج کو نہیں مانتے۔

• یہود سب لوگوں کا مال حلال سمجھتے ہیں، اسی طرح شیعوں بھی۔

• یہود جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض اہل سنت کے قائل ہیں کہ جبریل نے غلطی کی اور وحی جو حضرت علی پر لانی چاہے تھی حضور محمد رسول اللہ پر

لائے۔ اس لئے ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔

• یہود کی عورتوں پر مہر نہیں، منع کرتے ہیں۔ شیعوں بھی منع کرتے ہیں۔

• یہود خرگوش کے گوشت اور طحال (تلی) کو حرام جانتے ہیں۔ شیعوں بھی حرام جانتے ہیں۔

• یہود اونٹ اور بٹخ کے گوشت کو حرام جانتے ہیں اسی طرح شیعوں بھی کہتے ہیں۔

• یہود اپنی شریعت کے مطابق تین نمازیں پڑھتے ہیں، شیعوں بھی جمع بین الصلاتین کے ذریعہ اکثر تین وقت نماز پڑھتے ہیں۔

• واضح رہے کہ شیعوں کے اندر خود کئی فرقے ہیں۔ ضروری نہیں کہ مذکورہ تمام باتیں ہر ایک میں پائی جاتی ہوں۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ باتیں اگر تلاش کیجئے تو ہر ایک کسی نہ کسی گروہ میں ضرور مل جائے گی۔

بعض معاندانہ خصوصیات | اس کے علاوہ بھی ان میں بہت ایسی چیزیں ہیں جو غیر معقول ہیں۔ علماء نے ان میں سے کئی نام

ذکر کتابوں میں کیے۔

■ عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے جنت کی خوشخبری پائی۔ شیعوں میں ان سے لعن پایا جاتا ہے۔ یہ لعن و عناد اتنا بڑھا کہ یہ لوگ دس کے عدد ہی سے متنفر ہیں اور اسے منحوس خیال کرتے ہیں۔

● اسی طرح مہاجرین و انصار کا وہ مقدس گروہ جنہوں نے درخت کے نیچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ یہ لوگ ان سے بھی دشمنی رکھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں ان کی تعریف آئی ہے۔

● جس کسی کا نام ابوبکر، عمر یا عثمان ہو اس سے یہ کبھی معاملہ نہیں کرتے۔

● صدیقہ صدیق اکبر ام المومنین عائشہ حمیرا رضی اللہ عنہا سے انہیں سخت عداوت ہوتی ہے۔ ان میں کے بعض سرخ ڈبئیوں کے نام حمیرا رکھ کر ان کے بال نوچتے، اور ایذا دیتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ام المومنین کو ایذا دے رہے ہیں۔

● ان میں کے بعض غالی لوگ ابولولو مجوسی کی محض اس بنیاد پر عزت کرتے ہیں کہ اس نے سیدنا فاروق اعظم کو شہید کیا۔

● شیعہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجنے کو تسبیح و تہلیل سے زیادہ مفید کام خیال کرتے ہیں لے

شیعہ فرقہ در فرقہ | شیعہ، لغت میں ساتھی اور پیروکار کے معنی میں ہے۔ اور سلف و خلف کے فقہاء و مشکائین کے عرف میں حضرت علی اور ان کی اولاد کے پیروکار کو شیعہ کہا جاتا ہے لے

شیعوں کے عقائد اصول دین پانچ ہیں۔ توحید، عدل، نبوت، امامت اور معاد۔ شیعہ رویت باری کے امکان کو دنیا و آخرت میں نہیں مانتے لے

لے منہاج السنۃ، لابن تیمیہ ج ۱، ص ۸۱۷ لے مقدمہ ابن خلدون، ص ۲۱۵، لے جعفر حسین مجتہد، مقالہ نگار شیعہ، اردو، دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، ج ۱۱، ص ۹۰۰،

مذہب سید تغیر و تبدل کے لحاظ سے دنیا کے تمام مذاہب میں ممتاز ہے۔ اپنی پیدائش کے وقت سے قدم قدم پر اس نے رنگ بدلے۔ یہاں تک کہ خود اس کے اندر درجنوں گروہ پیدا ہو گئے۔ بالآخر سلاطین صفویہ میں سے شاہ صفی بن اسماعیل ایرانی نے اپنے زمانے میں اس کے قوانین مرتب کرائے۔ اور ایک باقاعدہ مذہب کے طور پر حقط و ضبط پر توجہ دی۔ اور عراق و خراسان وغیرہ علاقوں میں تبلیغ شیعیت کا انتظام کیا۔ اسی وقت سے شیعوں کے اصول و فروع درست ہوئے۔ اور اس مذہب کی کتابیں لکھی جانے لگیں۔ اس کے بعد اس کے اندر تغیر و تبدل کا راستہ بند ہوا۔

قدیم علماء نے شیعوں کی شاخ در شاخ قوم کا حال اپنی کتابوں میں تفصیل سے لکھا ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ کا پہلا باب اس سلسلہ میں خاص روشنی ڈالتا ہے۔ تاہم سرزمین عراق چونکہ شیعیت کا شروع ہی سے مرکز رہی، اس لئے قریب سے اس قوم کا جائزہ لینے والی عظیم اسلامی، روحانی شخصیت غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہم شیعیت اور اس کی شاخوں کی معلومات حاضر خدمت کرتے ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین کے نویں باب میں ۳۲ فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے واحد فرقہ ناجیہ اہل سنت کے بعد خوارج، معتزلہ، مرجیہ، مشبہ جہمیہ، ضاریہ، نجاریہ، اور کلابیہ کے ساتھ گمراہ فرقوں میں زوافض (شیعہ) اور ان کی تمام شاخوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

آپ نے تمام فرقوں کی وجوہ تسمیہ اور ان کے عقائد اور شاخوں کا ذکر فرمایا ہے۔ شیعوں کے بارے میں ان کے مختلف ناموں کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "شیعہ کا ایک فرقہ قطعیہ ہے۔ اس نے موسیٰ بن جعفر کی موت پر قطعی اجماع کر لیا ہے۔ ایک فرقہ عالیہ ہے۔ یہ گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۱۔ تحفہ اثنا عشریہ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ (اردو) ص ۵۱،

۲۔ غنیۃ الطالبین، ص ۱۷۷،

کے بارے میں بہت زیادہ غلو کرتا ہے، نازیبا باتیں کہتا ہے۔ حضرت علی کے اندر ربوبیت اور نبوت کی صفات کو تسلیم کرتا ہے۔ ہشام بن حکم، علی بن منصور، حسین بن سعد، فضل بن شاذان، ابو عیسیٰ وراق، ابن راذندی، ضحیٰ اس فرقے کے مذہبی مصنفین ہیں۔ (اس فرقے کے لئے مذہبی کتابیں لکھی ہیں) اس فرقے کی بیشتر آبادی قم، کاشان، بلادِ ادریس اور کوفہ میں ہے۔^۱

غنیۃ الطالبین میں بتایا گیا ہے کہ شیعوں کے اصل بڑے گروہ تین ہیں۔

غالیہ ————— زیدیہ ————— اور رافضیہ

اور تمام شیعہ فرقے انہی کی شاخیں ہیں۔ ان میں سے کتنے گروہ اور فرقے قاتل کے گھاٹ اتر گئے اور کتنے زندہ ہیں۔ ہمارے پاس اس کا کوئی حتمی ذریعہ علم نہیں تاہم یہ بات مسلم ہے کہ اس وقت امامیہ اور اثنا عشریہ زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ بہر حال ہم یہاں قدیم شیعہ فرقوں کے مختصر تعارف کے طور پر غنیۃ الطالبین کا سہارا لیتے ہیں۔

غالیہ | تو بھی کہتا ہے کہ حضرت علی تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی دوسرے صحابہ کی طرح زمین میں دفن نہیں ہوئے بلکہ وہ ابر میں ہیں، وہ وہیں سے اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ اور آخر زمانہ میں پھر آئیں گے، اور دشمنوں کو قتل کریں گے۔ حضرت علی اور دوسرے تمام ائمہ فوت نہیں ہوئے ہیں بلکہ یہ سب قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کی طرف موت کو راستہ نہیں ملے گا۔ (ان کو موت نہیں آئے گی) غالیہ فرقہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علی بنی ہیں۔ جبریل نے وحی

۱۔ غنیۃ الطالبین، ص ۱۷۷، عہ یہ بات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے

دور گرامی کے لحاظ سے تحریر فرمائی ہے۔ مے

کے پہنچانے میں غلطی کی۔ یہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ علی اللہ تھے۔ اللہ اور اس کی مخلوق کی قیامت تک ان پر لعنت ہو۔ اللہ ان کی بستیوں کو اجاڑا اور دیران کر دے۔ ان کی کھتیاں برباد کر دے۔ اور زمین پر ان کی کوئی بستی باقی نہ چھوڑے انہوں نے غلو کی حد کر دی، اور کفر بڑھ گئے۔ اسلام کو ترک کر دیا۔ ایمان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اللہ اس کے رسول اور قرآن کے منکر ہو گئے۔ ہم ایسے اقوال اختیار کرنے والوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

بنانیہ فرقہ غالبہ کی ایک شاخ بنانیہ ہے۔ یہ گروہ بنان بن سمان سے منسوب ہے۔ ان کی نہت تراشیوں اور لغو باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

انسان کی طرح ہے۔ یہ جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ اس تشبیہ سے منزہ اور پاک ہے لہٰذا یہ فرقہ تنازع کا قائل ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرنے کے بعد آدمی حقیر جانوروں پھر کڑیوں مکوڑوں پھر حقیر اشیاء کی شکل پا کر ظاہر ہوتا ہے۔

مغیریہ اس کے بانی مغیرہ بن سعد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ کہتا تھا اللہ نور ہے مگر انسانی شکل میں۔

منصور یہ اس کا بانی ابو منصور اپنی آسمانی معراج کا مدعی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کی پہلی مخلوق تھے۔ ان کے بعد حضرت علی پیدا ہوئے بلسلہ نبوت جاری ہے۔ جنت و دوزخ کی کچھ حقیقت نہیں، جبریل نے نبوت پہنچانے میں غلطی کی۔ وہ اپنے پیروؤں سے کہتا تھا کہ تم میں جو چالیس مخالفوں (مُتَنَبِّیوں) کو قتل کر دے وہ ختمی ہے لوگوں کا مال لوٹ لیں ان کے نزدیک مباح تھا۔

خطابیہ ان کا عقیدہ تھا کہ ہر دور میں دو پیغمبر ہوتے ہیں۔ امام بھی بنی اور امین ہوتے ہیں ہر دور کے دو پیغمبروں میں ایک ناطق ہوتا ہے، دوسرا خاموش، حضور پیغمبر ناطق تھے۔ حضرت علی خاموش،

معمرہ ان کے عقائد خطابہ کے عقائد تھے، البتہ یہ نماز کے تارک تھے۔
 یہ لوگ کہتے تھے کہ امام جعفر اللہ ہیں۔ اللہ اسی شکل میں نظر آتا ہے۔ یہ کہتے
 تھے کہ ہمارے پاس بھی وحی آتی ہے۔ اور ہمیں بھی ملکوت کی طرف اٹھایا
 جاتا ہے۔

اس کا بانی مفضل صیرنی ہے۔ یہ لوگ بھی جھوٹی رسالت و نبوت کے مدعی
 تھے۔ اماموں کے متعلق ان کے عقائد وہی تھے جو عیسیٰ السلام کے بارے میں
 مسیحیوں کے۔

یہ گروہ یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ شخصوں میں علوں کیا تھا وہ
 ہیں۔ بنی علیہ السلام، علی، عباس، جعفر اور عقیل (رضی اللہ عنہم)
 یہ کہتے تھے کہ حضرت علی نے وفات نہیں پائی قیامت سے پہلے واپس آئیں گے
 ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا انتظام اماموں کے سپرد کیا ہے
 یہ لوگ امیر کو دیکھتے تو کہتے علی اس میں ہیں اور ان پر سلام بھیجتے۔

یہ لوگ شیخین کربیین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے تولا کو درست مانتے ہیں۔
 یہ لوگ امامت کا سلسلہ امام حسین تک چلاتے ہیں۔ اس کے بعد خلافت
 جاری رہے کے شورائی ہونے کے قائل ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ امام حضرت علی تھے شیخین کربیین کی بیعت غلط ہوئی
 یہ حضرات حضرت علی سے بیعت کے مستحق نہ تھے۔ امت نے امرایک ترک کیا
 یہ لوگ سیدنا ابوبکر و عمر کی بیعت کو غلط نہیں مانتے۔ کیوں کہ حضرت علی نے
 خلافت کو چھوڑ دیا تھا۔ البتہ خلافت حضرت عثمان کے وقت حضرت علی کو
 امام مانتے ہیں۔

یہ اہل تبریہ کے مثل ہیں۔ مگر معاذ اللہ حضرت عثمان کو کافر کہتے ہیں۔ اور ان سے
 نفیہ ترا کرتے ہیں۔

یہ سیدنا ابوبکر و عمر کی خلافت کے قائل ہیں۔ اور رجعت کا انکار کرتے ہیں۔

ان میں کے بعض سیدنا ابوبکر و عمر سے تباہ کرتے ہیں اور رجعت کے قائل ہیں۔ (رجعت کا مطلب اول بیعت نہ کرنا، اس کے بعد بیعت کی طرف راجع ہونا ہے)

تتناسخیہ | یہ گروہ مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں پیدا ہو کر آنے کا قائل ہے۔

چونکہ قطعیہ فرقے کے پیروؤں کو حضرت موسیٰ بن جعفر کی موت کا قطعی یقین تھا

قطعیہ | اس لئے اس کو قطعیہ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ امامت کا سلسلہ محمد بن حنفیہ تک

لے جاتے ہیں۔ اور آپ ہی کو قائم منتظر مانتے ہیں۔

اس فرقہ کی نسبت کیسان کی طرف ہے یہ محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل

کیسانیہ | تھے۔ کیونکہ بصرہ میں علم آپ ہی کو دیا گیا تھا۔

کریبیہ | یہ لوگ ابن کریب ضرر کے ساتھی تھے (اس لئے ان کو کریبہ کہا گیا ہے)

اس فرقے کے لوگ عمیر کے ساتھی تھے اور جب انہوں نے مہدی پر خروج

عمیریہ | کیا تو عمیر ہی ان کا امام تھا۔

یہ گروہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسین امام قائم

محمدیہ | نے تمام بنی ہاشم کو چھوڑ کر اپنا وصی ابو منصور کو بنایا تھا۔ جس طرح حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اور حضرت ہارون علیہما السلام کی اولاد کو چھوڑ کر یوشع بن نون کو

اپنا وصی بنایا تھا۔

اس گروہ کا خیال ہے کہ ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین کو اپنا وصی بنایا تھا۔

حسینیہ | اس لئے ابو منصور کے بعد حسین ہی امام ہوئے۔

یہ فرقہ نادس بصری کی طرف منسوب ہے وہی اس گروہ کا سردار تھا۔

ناوسیہ | یہ لوگ امام جعفر کی امامت کے، اور ان کے زندہ ہونے کے قائل

ہیں۔ اور کہتے ہیں وہی قائم اور مہدی ہیں۔

اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ جعفر کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد اسماعیل امام ہوئے۔

اسماعیلیہ | یہی بادشاہ بنیں گے۔ امام منتظر وہی ہیں۔

قرامضیہ | یہ فرقہ سلسلہ امامت کو جعفر تک چلاتے ہیں۔ اور اس کے قائل ہیں کہ

امام جعفر نے محمد بن اسماعیل کی امامت کی مراحت کی تھی۔ محمد زندہ ہیں۔ پس وہی امام مہدی ہیں۔

یہ مبارک نامی شخص سے منسوب ہے جو ان لوگوں کا سردار تھا۔ ان کا عقیدہ **مبارکیہ** ہے کہ محمد بن اسماعیل زندہ نہیں۔ وفات پا چکے ہیں۔ لیکن ان کے بعد ان کی اولاد میں امامت جاری ہے۔

یہ فرقہ یحییٰ بن شعیب سے منسوب ہے جو ان کا سردار تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت جعفر امام ہیں۔ ان کے بعد امامت ان کے بیٹے پوتوں میں جاری و ساری ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ امام ہیں۔ عبداللہ کے پاؤں بہت لمبے اور موٹے تھے۔ اس گروہ کی تعداد بہت زیادہ ہوئی۔

اس فرقہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے یونس بن عبدالرحمن سے مناظرہ **مطوریہ** کیا (ان کا فرقہ قطیف سے تعلق تھا) یونس نے ان کے بارے میں کہا کہ تم لوگ کلاب مطوریہ سے بھی زیادہ گندے ہو اسی وجہ سے اس فرقہ کا نام مطوریہ پڑ گیا۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ بن جعفر زندہ ہیں۔ نہ مرنے ہیں نہ مریں گے وہی امام مہدی ہیں۔ اس فرقہ کو واقعہ بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ سلسلہ امامت موسیٰ بن جعفر پر پھیر جاتے ہیں۔

یہ لوگ موسیٰ بن جعفر تک کی امامت مانتے ہیں۔ مطوریہ کے برعکس، یہ حضرت موسیٰ کے زندہ یا مردہ ہونے پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

یہ فرقہ سلسلہ امامت کو محمد بن حسن کی طرف جلاتا ہے۔ اور انہیں (امام غائب) مہدی منتظر تسلیم کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہ ظاہر ہو کر زمین کو عدل سے بھر دیں گے

اس کا عقیدہ معریہ کی طرح ہے۔ اس کا بانی عبداللہ بن جعفر زرارہ ہے۔ کسی مسئلہ کا جواب نہ پا کر ناراض ہو گیا۔ اور اس نے موسیٰ بن جعفر کا رخ کر لیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ کا مخالف ہو گیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زرارہ (بانی فرقہ) نے حضرت عبداللہ کی مخالفت ترک کر دی تھی لہ

عہ بھیجے کئے۔ لہ غنیۃ الطالبین، ص: ۱۸۴، ۱۸۵

حضرات محترم! محض شیعوں کے اندر، تاریخ اسلام کی دوسری صدی کے بعد سے جو تھی
 صدی سے پہلے تک شاخ و درشاخ، فرع در فرع کتنے فرقے پیدا ہوئے۔ اس کا ایک
 ہلکا سا نمونہ دکھانے کے لئے راقم الحروف نے "غینہ" سے یہ حصہ نقل کیا ہے۔ یہ وہی دو
 ہے جب صحابہ کے فیض صحبت سے باریاب ہو کر تابعین، تبع تابعین دنیا بھر میں اسلامی علوم
 کی کرنیں پھیلا رہے تھے اور میدان جہاد میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ ان فرقوں کی
 ذہنی پراگندگی، بے باکی اور گستاخانہ تفریق کی روشنی میں صاف دیکھا جاسکتا ہے کہ
 جس زمانے میں قرآن کی مشعل اٹھائے اسلامیان عرب چہار دانگ عالم کو منور کرنے
 میں مصروف تھے کچھ باغی مزاج، اہل فتنہ اپنے دام میں گرفتار لوگوں کو مزید ذہنی و فکری
 خلفشار میں مبتلا کر کے گمراہ کر رہے تھے۔ یہاں اہل فکر و نظر کے سامنے ہم یہ نکتہ بھی رکھنا
 ضروری سمجھتے ہیں کہ دین اسلام اصولی لحاظ سے ایک ہی ہے۔ خواہ حضرات آدم و نوح
 نے اس کی تبلیغ کی ہو، یا ابراہیم، موسیٰ، زکریا و عیسیٰ یا خاتم النبیین محمد مصطفیٰ (صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم) نے کی ہو۔ تمام نبیوں نے دین اسلام ہی کی جاب
 لوگوں کو بلایا۔ اگر کچھ اختلاف تھا تو بعض بعض شرعی احکام میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مہتمم
 نبی کے زمانے کی رعایت سے انہیں احکام فروریہ کچھ فرق کے ساتھ عطا کئے تھے۔ مگر
 ہر نبی توحید، رسالت، حشر و نشر، مواد کے سلسلہ میں ایک ہی عقیدہ لے کر تشریف لایا۔
 شرع لکم من الدین مشروع کیا تمہارے لئے وہی دین جس کی وصیت
 ما وصی بہ نوحا لہ

نوح کو کی تھی۔ (علیہم السلام)

اس لحاظ سے بھی شیعہ قوم کو دیکھئے۔ اسلام سے انہوں نے خود کو دور کر ہی لیا۔ خود
 ان کے گرد ہوں میں بھی کوئی ایسا عقیدہ مشکل سے ملے گا جن میں کثیر اختلاف نہ پایا جاتا
 ہو۔ اور عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

کثرة الاختلاف فی شئ کسی بات میں کثرت اختلاف اس کے کذب کی

دلیل ہے

دلیل کذبہ۔

لہ القرآن الکریم سورہ شوریٰ آیت: ۱۳

اقسام کفار | امام احمد رضا قادری قدس سرہم، اقسام کفار، ان کی الگ الگ تعریف، اور ان میں کن کافروں کی صحبت زہریلے سانپ سے زیادہ مہلک ہے بیان فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے۔ کافر دو قسم ہے۔ اصلی، مرتد اصلی؛ وہ جو شروع سے کافر، اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے، مجاہر و منافق۔ مجاہر: وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔ اور منافق، وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا، اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدِّمِ بِشِكِّ مُنَافِقٍ سَبَّ سَبِّ نَجَسٍ طَبَقٌ
أَلَا سَفَلٌ مِنَ النَّارِ۔ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے:

اول، دہریہ: کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم، مشرک: کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں، مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق مانتے ہیں۔ دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم، مجوسی: آتش پرست،

چہارم، کتابی، یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

ان میں اول عینوں کا ذبیحہ مردار، اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل،

اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مجاہر و منافق مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا۔ پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا۔ کلمہ اسلام

کا منکر ہو گیا، چاہے دہریہ ہو جائے، یا مشرک، یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔
مرتد منافق: وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی
کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین
کرتا، یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے دہائی راہی
قادیانی حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ
نہیں لیا جاسکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا
مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہوگا
محض زنا ہوگا۔ مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ کہ اس کی
صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے
قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ مکتوبات
شریف میں بدعتی فرقوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی صحبت بد سے اجتناب کے متعلق
رقم طراز ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین سے عداور کھنے والوں کے بارے میں فرمایا۔

بدترین جمیع فرق مبتدعان	تمام بدعتی فرقوں میں بدتر فرقہ وہ ہے جو حضور
جماعت اندک باصحاب پیغمبر بغض اور	کے اصحاب سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس
اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشان را	فرقہ کو قرآن میں کافر کہلے بغیظ بہم الکفار
کافر می نامد بغیظ بہم الکفار قرآن	قرآن اور شریعت کی تبلیغ تو صحابہ ہی نے فرمائی
و شریعت را اصحاب تبلیغ نمودند، اگر	ہے۔ اگر صحابہ ہی مطعون ہوں
ایشان مطعون باشند طعن در قرآن	تو پھر قرآن اور ساری شریعت پر طعن لازم
شریف لازم آید	آئے گا۔

۱۔ احکام شریعت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ، ص ۱۲۳

۲۔ مکتوبات شریف، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، ج ۱، ص ۸۶

یہ انقلابِ اسلامی ہے یا شیطانی؟

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خدا کی زمین پر خدا کے منتخب بندے ہیں۔ ان کی لہیت، اخلاص، ایثار و قربانی، ہجرت، جہاد اور طاعات و حسنات سے صرف تاریخ کا دامن ہی لبریز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی آیات اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بھی اس بارے میں موجود ہیں۔ جن کا انکار کوئی دشمنِ خدا۔ دشمنِ قرآن۔ دشمنِ رسول ہی کر سکتا ہے۔ خلفائے راشدین مہدی مبین کے علوم و تربت کا تو کیا کہنا۔ اہل عرفان سے جب سیدنا امیر معاویہ کی شان پوچھی گئی تو انہوں نے یہ بصیرت افروز بیان دیا کہ:

”مصاحبتِ رسول میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی دوڑ سے جو گرد اڑی تھی اس گرد کے ذرات میں سے چند اگر ہم پر آپڑتے تو ہم اسے اپنے لئے سلمان بخشش سمجھتے۔“

اس گروہ صحابہ میں کا ہر ایک صحبتِ رسالت سے اکتسابِ نور کر کے، اپنی جگہ انجمِ تاباں بن گیا تھا۔ دنیا کے مسلمان طبقوں میں انبیاء و رسل کے بعد وہ سب سے افضل و اعلیٰ، برتر و بالا جماعت ہے۔ ان سے حسنِ عقیدت ایمان کی علامت اور ان سے بدظنی بے ایمانی کی دلیل قرار دی گئی ہے۔

مگر جناب خمینی صاحب اپنی لیڈری کے زعم میں اپنے ہوا خواہوں کو ان صحابہ سے زیادہ بتا رہے ہیں۔ قم ایران میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے انہوں نے اپنے

پاسداران کو جن الفاظ سے خوش کیا۔ خدا شاہد، اس کا مقدس رسول شاہد، خدا کا قرآن شاہد، اور اسلام گواہ ہے کہ اس سے خدا و رسول اور قرآن و اسلام سب بیزار ہیں۔

روزنامہ جنگ کراچی اس گستاخانہ تقریر کا خلاصہ لکھتا ہے :
 ”شوق شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں۔ عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی فوج نے ایسی قربانیاں پیش کی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانیاں پیش نہیں کیں۔ کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں، جب حضور اپنے رفقاء کو بلاتے تو وہ جیلے بہانے کرتے تھے۔ جب کہ میری فوج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہے۔“

جناب خمینی صاحب کے یہ جانباز نوجوان جن کو انہوں نے اصحاب رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم) پر فائق قرار دے دیا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں آج ایرانی حکومت کی باگ ڈور ہے۔ ایرانی اسلامی جمہوریہ میں نظام حکومت جاری رکھنے کے لئے ویسے تو بہت سارے محکمے اور مجالس بنائی گئی ہیں۔ مگر خود ایک شیعوں مجتہد محقق ڈاکٹر موسیٰ موسوی لکھتے ہیں کہ موجودہ ایران صرف تین شعبوں کے بیچے میں ہے۔ اور ان سب شعبوں پر حامیان خمینی کا نہایت جذباتی گروپ قابض ہے۔

① پاسداران انقلاب ② مجلس عاملان انقلاب

③ مجلس عادلان انقلاب

ان تمام گروپوں میں جو چیز مشترک ہے وہ محض خمینی صاحب کی محبت ہے

۱۔ روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ نومبر ۱۹۸۲ء

۲۔ الثورة البائسة مصنفہ شیعی مجتہد ڈاکٹر موسیٰ الموسوی ص ۳۶

علم، دیانت، صلاحیت، اور اخلاق کی، حب خمینی کی موجودگی میں کوئی ضرورت نہیں۔

مجتہد مذکور کی روایت کے بموجب یہ قانون آج ایرانی قوم کے زبان زد ہے:

”خمینی کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی جرم و

گناہ مضر نہیں پہنچے

بڑے سے بڑا مجرم بھی اگر خمینی صاحب کا وفادار ہے تو وہ ان خمینی صاحب کے انقلابیوں کی نظر میں قابل عزت ہے۔ چنانچہ خمینی صاحب کے داماد صادق الطباطبائی — جرمن میں منشیات اسمگلنگ کرنے کے جرم میں پکڑے گئے جرمن حکومت نے انہیں جیل بھیج دیا۔ بالآخر ایران حکومت نے ایٹری چوٹی کا زور لگا کر کسی طرح انہیں باعزت ایران بلالیا، تب کہ اقتدار خمینی کے ابتدائی تین سالوں کے دوران منشیات کی اسمگلنگ کا جرم لگا کر ایران میں ایک ہزار چار سو افراد قتل کئے گئے۔

خمینی صاحب کے انقلابی نوجوان اپنے جمہوریہ اسلامیہ کے صدر جمہوریہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور جسے خمینی صاحب کے خلاف دیکھتے ہیں اسے قتل کر ڈالتے ہیں، انقلاب کے ابتدائی ایام میں شاہی دور کے جنرل نصیری اور اسی طرح کے چار اور آدمیوں کے قتل میں ایسا ہی ہوا۔ کہ محکمہ ثوریہ نے پانچ اہم افراد کے قتل کا فیصلہ کر دیا۔ اور صدر باشرگان مہندس کو خبر تک نہیں دی،

انہوں نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے جب اس پر مواخذہ کیا، اور خمینی صاحب سے استصواب کیا تو، انہوں نے اس فیصلے پر عمل درآمد میں تاخیر کو اپنی اور اپنے حامیوں کی توہین سمجھی — اور غضبناک ہو کر چیخے:

”لاؤ مجھے بندوق دو اس فیصلے کی تنفیذ میں خود کروں اور ان مجرموں

کو موت کے گھاٹ اُتار دوں“

چنانچہ ان کے حامی نوجوانوں نے اسی وقت ان سب کو خمینی صاحب کی اقامت گاہ مدرسۃ الرفاہ کے صحن میں گولیوں سے اڑا دیا،^۱ سلسلہ

انقلاب کے بعد ۱۹۸۳ء تک عادلان انقلاب نے چالیس ہزار آدمیوں کو قتل کی سزا دی، جن میں ہزاروں ایسے لڑکے اور لڑکیاں تھیں جو سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے، اس محکمہ کے ذریعہ حاملہ عورتوں اور مشکوک لوگوں کو بھی قتل کرنے میں ذریعہ نہیں کیا گیا۔ جن لوگوں کے حق میں بھی انہوں نے پھانسی یا قتل کا فیصلہ کیا ان میں سے آج تک کسی ایک کو بھی معاف نہیں کیا۔ اس گروپ نے ۸۳ء تک ۵۴ ہزار افراد کے مال و اسباب اور جائدادیں ضبط کیں۔^۲ عادلان انقلاب کا یہ کام ہے کہ وقت بے وقت جب چاہیں جس کے گھر پر حملہ کر دیں، مکان کی تلاشی لیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ثبوت نہیں پاتے ہیں انہیں اپنی مرضی کے مطابق تمار پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک پاتے ہیں تو اپنے دفتر میں پکڑ لاتے ہیں اور بدترین سزا دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ روایت قابل غور ہے کہ عادلان انقلاب کے رئیس جس کی سرکردگی میں ایران کی سرزمین خون ناحق سے لالہ زار ہو رہی ہے۔ اس نے جناب خمینی صاحب کے پاس یہ تجویز پیش کی کہ نابالغ اور کمسن قیدیوں کو قتل کرنے کے بجائے ان کی تربیت وغیرہ کا کوئی بندوبست کر دیا جائے۔ اور

بوڑھوں کے بارے میں یہ کہ انہیں قتل اور پھانسی کے بجائے قید میں ڈال دیا جائے۔ خمینی صاحب نے ان دونوں باتوں کو لایعنی قرار دے کر مسترد کر دیا۔ اور بدستور قتل اور پھانسی کی سزا برقرار رکھی گئی۔^۳ ایرانی شہر بندرعباس کے خمینی نوار قاضی نے خمینی صاحب کے مخالفوں کو مفسدین فی الارض

قرار دے کر انہیں قتل کرنے اور ان کے متعلقین و اقرباء کی جائداد و اموال بحق حکومت ضبط کرنے کا فیصلہ جاری کیا۔ کردیوں کی تحریک کو دبانے کے لئے خمینی صاحب کے انقلابیوں میں سے خلخال کی معیت میں ایک گروپ کردستان گیا۔ اور پہنچتے ہی تیس^۳ قیدیوں کو جیل سے نکال کر قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس پر انہی میں کے ایک شخص نے کہا خدا سے ڈرو! جن لوگوں کے تم نام تک نہیں جانتے، اور جن کے جرم کے حال کا بھی تمہیں پتہ نہیں انہیں قتل کا حکم دے رہے ہو۔ خلخال نے کہا۔ لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔

بہر حال بہت گفت و شنید کے بعد تیس کے بجائے دس آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ جن میں محلات اور ۱۳ سال سے کم عمر کے بچے بھی تھے۔

پاسداران انقلاب کے نام سے ایران بھر میں جناب خمینی صاحب کے حامیوں کی جو ٹولی دندناتی پھر رہی ہے اس سے۔ جس اسلامی جمہوریہ کا نفاذ ہو رہا ہے۔ آپ ذرا اس کا بھی مطالعہ کریں۔ اور اندازہ لگائیں کہ آوارہ خصلت، اور جنسی اوباشی میں حد انتہا کو پہنچا ہوا یہ گروہ ایک ہفتے کھلتے ملک کو کس راہ پر لگا رہا ہے۔ یہ وہ پاسداران ہیں جن سے ایرانی بہوبیشیوں کی عزتیں اور آبروتیں تک محفوظ نہیں رہیں جیلوں کے اندر لڑکیوں اور عورتوں کی عزتیں لوٹنا عام تماشائیں کر رہا ہے۔ خود شیعوہ مذہب کے رہنما مجتہد الرضا الزنجانی نے اپنے ایک خطبے میں روتے روتے یہ کہا کہ آج ایران کی جیلوں میں جو بد قماش عام ہے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ پاسداران انقلاب۔ ان قیدی عورتوں کی جانیں ہی ضائع نہیں کرتے بلکہ ان کی عزتیں بھی لوٹتے ہیں۔

ایرانی قوم میں یہ واقعہ مشہور عام ہے۔ جب ایک دوشیزہ کو مہینوں جیل میں رکھنے کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے کپڑے اور کچھ سامان لڑکی

کے والدین کو ملے تو سامان میں سے اس کی ایک قمیص برآمد ہوئی جس کے دامن پر مقتولہ نے یہ لکھ چھوڑا تھا:

”ابا جان افسوس! ان پاسداران انقلاب نے سات بار میری عزت لوٹی

ہے اور اب میں بلا کسی جرم و خطا کے قتل گاہ کی طرف لے جانی جا رہی ہوں“

درندگی اور وحشت انگیزی کا ایسا ہی ایک واقعہ اور بہت مشہور ہے جس سے اس سرزمین کی پاکیزہ روحیں مضطرب ہواٹھیں۔ پاسداران انقلاب کے چار سپاہی کسی کو گرفتار کرنے کے واسطے اس کے گھر میں گھس پڑے۔ وہ شخص نہیں ملا۔ گھر میں اس کی بیوی اور بیٹی تھیں۔ جمہوریہ اسلامیہ ایران کے مجاہدین کی کارستانی دیکھتے کہ ان چاروں جنسی درندوں نے باری باری ماں کے روبرو بیٹی کی چادر عصمت کو تار تار کیا۔ وہ لڑکی اس حادثہ کو برداشت نہ کر سکی اور اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی۔ اس کا علاج ایران کے اندر اور باہر کئی جگہ کرایا گیا مگر وہ صحتیاب نہ ہو سکی۔ اور اسی بدحواسی میں ایک روز چھت سے گر کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی۔

شہر یزد کے قاضی کی عدالت میں پاسداران انقلاب کے ایک سپاہی کے خلاف مقدمہ دائر ہوا کہ اس نے فلاں شخص کے مکان پر حملہ کر کے مال و اسباب لوٹنے کے ساتھ ساتھ شخص مذکور کی بیوی کے ساتھ منہ بھی کالا کیا۔ قاضی نے اس سپاہی کو سزا سنائی کہ اسے پھانسی دی جائے۔ اس فیصلہ کے خلاف پاسداران انقلاب نے زبردست مظاہرہ کیا۔ تا آنکہ جناب خمینی صاحب نے اپنے ایک انقلابی نوجوان کے خلاف فیصلہ دینے کے جرم میں خود قاضی مذکور ہی کو معزول کر دیا۔ پاسداران انقلاب جیلوں اور دوسرے مقامات پر جن لڑکیوں کی آبروئیں برباد کرتے ہیں اور ان کی عزت و عصمت سے کھیلتے ہیں۔ بعد میں چند سکے پھینک

دیتے ہیں۔ یا ان کے قتل کے بعد ان کے والدین کے آگے ڈال دیتے ہیں
کہ ہم نے تو متعہ کیا تھا۔ اور یہ رہی اس کی اُجرت یہ

اب ذرا دعویدارانِ انقلابِ اسلامی۔ کلیجے پر ہاتھ رکھ کر، انصاف
کی کہیں کہ۔ اگر اسی کا نام اسلامی اور دینی انقلاب ہے تو شیطانی، طاغوتی
اور نفسانی انقلاب کسے کہتے ہیں۔ ۹

جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۱۔ شیعہ مذہب میں متعہ صرف یہ نہیں کہ ایک مباح اور جائز شے ہے بلکہ متعہ ایک بہت
بڑی عبادت ہے۔ جس کے بارے میں ان لوگوں کی بڑی بڑی کتابیں موجود ہیں۔
ایک شیعہ تفسیر کے اندر متعہ کی فضیلت کے بارے میں راوی نے حضور رسول اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے العیاذ باللہ یہ لکھا ہے کہ :
”جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ امام حسین کا درجہ پائے گا
اور جو دو دفعہ کرے وہ امام حسن کا۔ جو تین دفعہ متعہ کرے وہ
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا۔ اور جو چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) درجہ پائے گا“

(تفسیر نہج الصادقین ج ۱ ص ۳۵۶)

کامیاب رسول ﷺ کا کامیاب مشن

رسول آخر الزماں سیدنا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات نے اہل علم کی کایا پلٹ دی۔ زمین پر باطل کی تاریکیاں پارہ پارہ ہو گئیں اور دنیا نے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (حق آگیا باطل نیست و نابود ہوا) کا منظر نورانی کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ جہنم کی راہ پر گھسٹی ہوئی انسانی دنیا کو حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوز و فلاح اور کامیابی کی دہلیز تک پہنچا دیا۔ کامیاب داعی حق کی کامیاب دعوت نے پتے پھلتے اور آگ کی طرف گھسٹتے معاشرے کو گہوارۂ جنت میں داخل کر دیا۔

آخر یہ کس کا فیضانِ کرم تھا جس نے خداوندِ قدوس کا یہ پیغام دنیا کو عطا فرمایا

- | | |
|--|--------------------------------------|
| ○ وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ | اور جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس |
| فَقَدْ قَانَرَ فَوْزًا عَظِيمًا | کے رسول کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی |
| ○ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا خَالِدًا | ”متقیوں کے لئے کامیابی ہے |
| وَعَنَابًا | باغ اور انگور“ |
| ○ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ | ”جنت والے وہ کامیاب |
| الْفَائِزُونَ | لوگ ہیں“ |

○ فَمَنْ نُخْرِجْ عَنِ النَّارِ

”جو آگ سے بچا کر جنت میں

وَأَدْخِلْ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا،

یہ رسول اُمّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامیاب دعوت ہی کا اثر تھا کہ بندگانِ خدا کے لئے خدا کی بشارتیں نازل ہوئیں۔ اور ان کے حق میں قرآن مجید منطوق ہوا :

○ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

”اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اللہ سے راضی یہی بڑی کامیابی ہے یہ

○ وَسَيُجَنَّبُهَا الَّذِينَ

”اور بہت دور رکھا جائیگا (نار سے)

يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى

جو سب بڑا پرہیزگار ہے۔ اور جو اپنا مال

وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ

دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ اور کسی پر اس کا کچھ

تَجْزَى ○ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ

احسان نہیں کہ بدلہ دیا جائے گا صرف اپنے

رَبِّهِ إِلَّا عَلَى

رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے“

رسول اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت اور پیغام اندھیروں میں آفتاب بن کر چمکا۔ دنیا کی ظلمتوں کو منہ چھپانے کی جگہ ملنی دشوار ہو گئی — دعوتِ رسول — پیغامِ رسول کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت خود ربِ قدیر کا مقدس کلام ہے۔

الْيَوْمَ يَلِيسَ الَّذِينَ كَفَرُوا

”آج تمہارے دین کی طرف سے

مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے

وَإَخْشَوْنِ

نہ ڈرو مجھ سے ڈرو۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا

وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ

پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے

دِينًا

اسلام کو دین پسند کیا“

لے آل عمران / ۱۵۸ ۱۵۹ المائدہ / ۱۱۹ ۱۲۰ المائدہ / ۳

ہمارا اور ساری اُمتِ مسلمہ کا ایمان ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرنے والا رسول آخر الزماں اصلاح و انصاف کا سب سے کامیاب نمونہ ہے۔ حلت و حرمت کے قوانین کی وضاحت، اور عملی نفاذ میں بھی رسولِ خاتم کا کوئی مثیل نہیں۔

ربِّ کائنات نے آپ ہی کو انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے انسانوں سے اوہامِ باطلہ اور ظالمانہ نظام کے تمام بوجھ اُتار دیئے۔ آپ نے غیر خدائی تمام زنجیروں سے انسانیت کو آزاد کر کے۔ اپنے کامیاب کامیاب کن، اور کامیاب ساز رسول ہونے کا عملاً ثبوت دے دیا۔ کیا کوئی کور باطن اب یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصاف نافذ کرنے میں ناکام رہے، نہیں اور ہرگز نہیں۔

خمینی نظریہ | مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایرانی شیعوں رہنما خمینی صاحب اپنی سیاسی کامیابیوں کے زعم میں حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو اصلاح قوم و ملت اور نفاذ اسلام میں ناکام گردان رہے ہیں۔

۱۵ شعبان ۱۴۰۷ھ میں خمینی صاحب ایک تقریر میں کہتے ہیں:

”جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لئے آئے، ان کا مقصد

بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں، لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے

یہاں تک ختم المرسلین جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ اور انصاف

کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے۔ انسان کی تربیت کے لئے آئے تھے۔

لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ وہ آدمی جو اس معنی میں کامیاب

ہوگا۔ اور تمام دنیا میں انصاف کو نافذ کرے گا۔ وہ اس انصاف کو نہیں جھے

عام لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین میں انصاف کا معاملہ صرف لوگوں کی فلاح و بہبود

کے لئے ہو۔ بلکہ وہ انصاف انسانیت کے تمام مراتب میں ہو۔ وہ پھیز

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برپا کئے ہوئے انقلاب عظیم نے دنیا سے ظلم و بربریت کا خاتمہ کر دیا۔ روحانی و جسمانی غلاطت میں لت پت انسانیت کو طہارت و نفاقت بخش دی۔ حیاتِ انسانی کے تمام شعبوں میں گھسی ہوئی بیماریوں کو کاٹ کر پھینک دیا اور معاشرۂ انسانی صحت و توانائی سے بہرہ مند ہو گیا۔ غیر خدائی فاسد قوانین کے بوجھ تلے دبے ہوئے مظلوموں سے ان کے کاندھے کو ہلکا کر دیا۔ انسان کو حیوانوں کی صف سے نکال کر انسانیت کے بلند مرتبہ سے آگاہ کیا۔ اس طرح چھٹی صدی عیسوی کی تاریک دنیا میں ————— نئی زندگی ————— نئی روشنی ————— نئی طاقت ————— نئی حرارت ————— نیا ایمان ————— نیا عزم و ایقان ————— نیا تمدن اور نئی آب و تاب بکھر گئی۔ سورۃ اعراف کا آٹھواں رکوع تلاوت کرو۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کامل اور کامیاب انقلاب کا پتہ چل جائے گا۔

”وہ نبی انہیں حکم دیتا ہے نیکی

کا اور روکتا ہے انہیں بُرائی سے اور

حلال کرتا ہے ان کے لئے پاک چیزیں

اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں

اور اُتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ۔

اور (کاشا ہے) وہ زنجیریں جو جکڑے

ہوتے تھے انہیں۔ پس جو لوگ

ایمان لائے اس نبی پر۔ اور تعظیم کی

آپ کی۔ اور امداد کی آپ کی اور

پیروی کی اس نور کی جو اُمتِ ازا گیا

آپ کے ساتھ وہی کامیاب و

کامران ہیں ۱۱

يَا مُرْهُمْ بِالْمَعْرُوفِ —

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ

الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ

وَعَزَّزُوا لَهُ

وَاتَّبَعُوا النَّوْصَرَ الَّذِي

أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُونَ ۝ (الاعراف/۱۵۷)

اصحاب کرام کی گواہی

حجۃ الوداع کا وہ تاریخی دن تھا۔ جب داعی اسلام رسول اکرم سرکار محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن رسالت کی تکمیل کا خطبہ دیا۔ وادی عرفات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار مقدس اصحاب رسول موجود تھے۔ پیغام رسول کی موسلا دھار بارش رحمت نے جن کے ظاہر و باطن کو دھوکہ کرمجلی مصطفیٰ بنادیا تھا رسول خدا کی اونٹنی لائی گئی۔ آپ بطن وادی عرفہ میں اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ وہ عظیم الشان خطبہ جو دستور حیات کا ماخذ اور بنیاد ہے۔ اس خطبہ مبارکہ کا آخری حصہ، خود داعی اسلام خدا کے منادی، رسول برحق، محسن عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منصب رسالت کی تکمیل سے متعلق ہے۔ آپ نے جماعت صحابہ سے سوال فرمایا:

وَأَنْتُمْ لَتَسْأَلُونَنِي فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ ۙ۔
”لوگو! تم سے میرے بارے میں خدا کے ہاں سوال کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟“

صحابہ کرام نے جواب دیا:

لَنَشْهَدُ إِنَّكَ قَدْ آدَيْتَ الْإِمَانَةَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَهَ
وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ

”ہم شہادت دیں گے کہ آپ نے امانت (دین) پہنچادی۔ حق رسالت

ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔“

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی۔ اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ - خدایا گواہ رہنا۔ خدایا گواہ رہنا۔ خدایا گواہ رہنا

کلام الہی سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام (کامل نظام امن و سلامتی) اتنی کامیابی سے نافذ ہو گیا کہ حق و صداقت پر کفار کے غالب آنے

کی اُمیدیں ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئیں۔

○ دینِ کامل رسولِ کامل کے ذریعہ امن گستر ہو گیا۔

○ ماجاء به النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضور جو لے کر آئے) اسے

حرزِ جاں بنا کر انسانوں نے خدا کی نعمتیں اور اس کی رضا کے اصول پالنے۔

عرفہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پاکبازانِ اُمت نے شہادت گزاری دی کہ۔

ہاں یا رسول اللہ! آپ نے دین و دانش کی خدائی امانتیں بطورِ کامل ہم تک پہنچا دیں۔ ہم

اس کی آج بھی شہادت دیتے ہیں اور روزِ حشر ربِّ العالمین کے حضور بھی گواہی دیں گے۔

رسول کی کامیاب تبلیغ ہی کا اثر تھا کہ ————— بدامنی کا گہوارہ عرب، پیغامبر

امن و انصاف بن گیا۔ ————— فرد سے جماعت تک میں اصلاح و تربیت نبوی کا ایسا

رچاؤ ہوا کہ شرق سے غرب تک صلاح و فلاح کی کرنیں جگمگانے لگیں۔ — اور

خیر القرون کی برکتوں اور سعادتوں نے چہار دانگ عالم میں امن و انصاف، عدل و

مساوات کا بول بالا کر دیا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و رسالت ہر لحاظ سے کامیاب رہی

یہ ہر مومن کا ایمان ہے۔ — یہیں تک نہیں بلکہ انہی کی پاکیزہ تعلیمات کے باعث انسان

ہر دور میں کامیاب و کامران رہے گا۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ

الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

”تم سبک سرنہ ہو، اور غم نہ کرو تم تو

بلند ہو اگر تم ایمان والے ہو۔“

کامیاب رسول کے کامیاب انقلابِ امن کے سپاہی حزبِ اللہ کے

لقب سے نوازے گئے اور ان کے لئے فوز و فلاح کا وعدہ کیا گیا:

الْأَنْ حِزْبُ اللَّهِ هُمْ

الْمُفْلِحُونَ ۝

”خبردار ہو کہ بے شبہ اللہ کا گروہ

ہی فلاح یاب ہو گا۔“

جس میں انبیاء کامیاب نہیں ہوئے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس خدمت کے لئے آئے تھے.....

نعوذ باللہ من ذالک۔ شیعی امام خمینی کی یہ تقریر ۱۵ شعبان کو ہوتی جسے پاکستان میں واقع ایرانی سفارت خانہ نے شائع کیا۔ اور یہی کفریہ تقریر نیشنل ٹیلی ویژن ایران کے افتتاح کے موقع پر بھی ہوئی جسے تہران ٹائمز کے حوالے سے دوسرے اخبارات نے شائع کیا۔

دیکھا آپ نے ”اسلامی نظام حکومت“ کا نام نہاد پروپیگنڈہ کرنے والے خمینی صاحب کے افکار و عقائد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں ان کے خیالات و معتقدات ان کے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہیں۔ انبیاء و رسل کی مقدس — نورانی تاریخ پر کچھ اُچھال کر اور ان کی رسالت و نبوت کو معاذ اللہ! ناکام قرار دے کر آخر کس دین و مذہب کی کامیابی کے لئے جہاد ہو رہا ہے، ظاہرات ہے وہ خمینی صاحب کا کوئی اپنا دین ہو گا۔ جس کا رسول خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین سے کوئی علاقہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بہت سے مدعیان انقلاب و اصلاح ہر زمانے میں اُٹھتے رہے ہیں مگر جناب خمینی صاحب جس رُخ پر چل رہے ہیں وہ تو دنیا والوں کو ان کے ماننے والوں کے نعروں ہی سے پہچان لینا چاہیے۔

”اللہ اکبر، خمینی رہبر“

مقصد تو خمینی صاحب کی رہبری کو دنیا سے منوانا ہے۔ اس کے لئے اہل توحید کو بھی ہموار کرنا ہے۔ رسالت کے اقرار کنندگان اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے صورت حال کو چھپانا بھی ہے۔ اور شیعی دنیا کی ہمنوائی بھی مطلوب ہے۔ اس لئے — دور خمینی میں ایرانیوں کا نیا کلمہ

۱۔ اتحاد و یک جہتی امام خمینی کی نظر میں مطبوعہ خانہ فرهنگ ملتان پاکستان ص ۱۵

یہ بن گیا ہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، عَلِيُّ وَلِيُّ اللَّهِ، خَمِينِي حُجَّةُ اللَّهِ

(ماہنامہ وحدت اسلامی - تہران - ۶۸۴)

العیاذ باللہ! ناکام رسول کی رسالت کے محتاج اب خمینی صاحب کیوں ہونے لگے۔ مگر دنیا سے اسلام میں کلمہ کے جزو ثانی
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

کو اس کے جملہ آداب و مقتضیات کے ساتھ ماننے والے بفضلہ تعالیٰ السواد الاعظم ابھی زندہ ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت تو ان کے اقرار رسالت کو پہلے ہی سے جانتے ہیں۔
عَلِيُّ وَلِيُّ اللَّهِ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ خَلِيفَةُ بِلَا فَصْل (علی،
اللہ کے ولی، رسول اللہ کے وصی اور بلا فصل خلیفہ رسول ہیں) کے عقیدہ
نے اس گروہ کو قرون اولیٰ ہی میں اہل حق سے کاٹ کر الگ کر دیا تھا۔
خمینی اقتدار نے تمام شیعہ عقائد کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی طرف سے اس میں اضافہ
بھی کئے ہیں۔ جس کا ثبوت اسی کتاب کے مندرجات میں ملے گا۔
جناب خمینی کی رہبری اور ان کی امامت و سیادت کو بایں صفات دنیا بھر کے شیعہ تو
درکنار۔ ایران کے علماء قبول نہیں کرتے۔ کسی اور کی کیا بات؟

ما تم و نوحہ اور روایات شیعہ

مُندرجات

- ماتم کا موجد _____ ۳۲۶
- اسلامی موقف _____ ۳۲۷
- جناب خمینی کے نزدیک عزاداری شعار الہی ہے _____ ۳۵۱
- کتب شیعہ میں ماتم اور نوحہ کی ممانعت _____ ۳۵۲
- نوحہ و ماتم اور وصیت رسول _____ ۳۵۶
- ایسا کیوں؟ _____ ۳۵۸

ماتم و نوحہ اور روایات شیعہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے دنیا میں رسولوں اور پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔ وہ حضرات سارے انسانوں سے افضل و اعلیٰ برتر و بالاتھے۔ کئی پیغمبروں کو ظالموں نے شہید بھی کر دیا طہم السلام، مگر آج دنیا میں کہیں کسی کے نام پر نوحہ خوانی اور ماتم نہیں ہوتا۔ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے ان کا بھی ماتم نہیں ہوتا۔ سیدنا امام حسن شہید ہوئے ان کی تاریخ شہادت پر بھی ماتم نہیں ہوتا۔ انہی اکابرین امت کی طرح اور بھی جلیل القدر ہستیوں شہید ہوئیں۔ اور ان سب سے بڑھ کر سردارانِ کبار و رسل حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مسلمانوں نے ماتم نہیں کیا۔ فتنہ ارتداد، منع زکوٰۃ اور نہ جانے کتنے مصائب امت اسلامیہ پر آئے جنہیں دیکھ کر صحابہ کرام خون کے گھونٹ پیتے تھے۔ اور تمام فتنوں کا بے صبری سے مقابلہ کرتے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف امام حسین اور شہدائے کربلا کے لئے مردِ جہ نوحہ، ماتم، اور سینہ کوئی کا قانون کہاں سے نکل آیا؟ اس بنیادی سوال کا جواب ہمیں شیعہ مورخ جسٹس امیر علی کی تحریر میں ملتا ہے۔ انہوں نے لکھا۔

ماتم کا موجد معزالدولہ شیعہ تھا۔ اور اسی نے کربلا کے حادثہ قتل کی یادگار میں، احرار کو ماتم کا دن مقرر کیا۔ اور اس کا ضابطہ بنایا۔ (۲)، عید غدیر کے جشن کی بنیاد بھی اسی نے ڈالی۔ (۳)، فضائل صحابہ مساجد میں باواز بلند بیان کرنے کی مانعت کوادی۔ اور دوسرے فرقہ کے نزدیک جو صحابہ مبغوض ہیں نام بنام ان پر لعن کرنے کی روک ٹوک نہ تھی لہ

۳۳۲ھ سے ۳۴۶ھ تک بغداد میں تشدد پسند شیعوں کی حکومت تھی۔ اسی زمانے میں یہ تمام بدعات ایجاد ہوئیں۔ معزالبدولہ کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ جب اس کو معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا تو وہ سن کر مبہوت رہ گیا۔ اور چلا کر بولا یہ بات تو مجھے قطعاً معلوم نہیں تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی تھی۔ اخیر میں اسے آکلہ کا مرض لاحق ہوا۔ اور اسی میں موت واقع ہوئی۔

اسلامی موقف تعزیر داری، تعزیر سازی، اس میں اعانت، نوحہ خوانی، سینہ کوئی، جیب و داماں تارتا کرنا، عاشورہ کا سوگ منانا، ان تمام کاموں کے بارے میں اسلامی موقف، جس پر اہل سنت و جماعت عمل کرتے ہیں ظاہر ہے۔ تاہم اکابر علماء کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا۔ تعزیر داری کی مجلس میں بہ نیت زیارت، و گریہ و زاری حاضر ہونا، اور وہاں جا کر مرثیہ اور کتاب سننا، اور فاتحہ درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا۔

اس مجلس میں بہ نیت زیارت و گریہ و زاری کے بھی حاضر ہونا جائز ہے۔ اس واسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ زیارت کے واسطے جائے۔ اور وہاں چند لکڑی جو تعزیر کی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ قابل زیارت نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

من راي منكر فليغيره بیده فان لم يستطع فليسانہ فان

لم يستطع فليقلبه وذلك اضعف الايمان رواه مسلم۔

یعنی جو شخص کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو چاہئے کہ اسے مٹا دے اپنے ہاتھ

سے، اگر ہاتھ سے مٹانے کی اس کو قدرت نہ ہو تو زبان سے مٹا دے یعنی

زبان سے منع کر دے، اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کا بھی اس کو اختیار

نہ ہو تو اس کو مٹا دے اپنے دل سے یعنی دل میں اس کو برا جانے۔ اور یہ یعنی
دل سے منع کرنا نہایت ضعیف ایمان ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
اور مجلس تعزیه میں جا کر مرثیہ اور کتاب سننے کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اگر مرثیہ
اور کتاب میں احوال واقعی نہ ہو بلکہ کذب و افتراء ہو۔ اور اس میں ایسا ذکر ہو جس
سے بزرگوں کی تحقیر ہوتی ہو تو ایسا مرثیہ اور کتاب سننا درست نہیں۔ بلکہ ایسی مجلس
میں جانا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ اسی طرح کا مرثیہ سننے کے بارہ میں حدیث شریف میں
منع وارد ہے۔

عن ابی اوفی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن المراثی۔ روا کا ابن ماجہ۔

یعنی روایت ہے ابی اوفی سے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرثیہ سے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

اور اگر مرثیہ اور کتاب میں احوال واقعی ہو تو ایسے مرثیہ اور کتاب کے فی نفسہ سننے
میں مضائقہ نہیں۔ لیکن ہیئت اس مجلس کی جس طرح بدعتی کرتے ہیں نہ کرنا چاہیے۔ اس واسطے
کہ اس میں مشابہت بدعتی گروہ سے ہو جاتی ہے۔ اور پرہیز کرنا بدعتیوں کی مشابہت
سے ضرور ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ یعنی جس نے مشابہت

کی کسی قوم کی تو وہ بھی ان ہی لوگوں سے ہوا۔

اور جو شخص تعزیه داروں کی مجلس کی طرح مجلس منعقد کرے تو وہ اس حدیث
کے مصداق میں بھی داخل ہو جائے گا۔

من کثر سواد قوم قہو منهم ومن رضی عمل قوم کان

شریکاً لمن عمل رواہ الدیلمی عن ابن مسعود کذا ذکرہ

السیوطی فی جمع الجوامع۔

یعنی جس شخص نے زیادہ کیا۔ خلعت کو کسی قوم کی تو وہ شخص بھی اسی قوم
سے شمار ہوگا۔ اور جو شخص خوش ہوا عمل سے کسی قوم کے تو وہ بھی اس کا

شریک قرار پائے گا، جو وہ عمل کرے۔ روایت کی اس حدیث کو دہلی نے ابن مسعود سے، اور ایسا ہی ذکر کیا اس کے سیوطی نے جمع الجوامع میں:

اور فاتحہ درود پڑھنا فی نفسہ درست ہے۔ لیکن ایسی جگہ یعنی مجلس تعزیر داری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹادی جائے۔ اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے۔ اور فاتحہ و درود اس جگہ پڑھنا چاہئے جو نجاست ظاہری و باطنی سے پاک ہو۔ پس جو شخص یا مکان میں تلاوت قرآن شریف کی کرے اور درود شریف پڑھے وہ مستوجب ملامت و طعن ہوگا۔ ایسا ہی جس جگہ نجاست باطنی ہو، اور درود کرنے کے قابل ہو تو وہاں بھی پڑھنا باعث ملامت و طعن ہوگا۔ اس واسطے کہ بے محل وہ پڑھنا ہوگا۔

انہی سے تعزیر داری میں مدد، مرثیہ و نوحہ خوانی، کے متعلق سوال کیا گیا — تو جواب میں فرمایا۔

یہ بھی جائز نہیں اس واسطے کہ اس سے معصیت میں اعانت کرنا لازم آتا ہے۔ اور معصیت میں اعانت ناجائز ہے۔

مرثیہ و کتاب پڑھنا جس میں احوال واقعی نہ ہو ناجائز ہے اور ایسا ہی نوحہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور احادیث میں اس بارے میں وعید وارد ہے۔

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناحۃ والمستمتعۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی عورت پر

لعنت فرمائی ہے

امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ تعزیر بنانے کے سلسلہ میں سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لے فتاویٰ عزیزی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (اردو) مطبوعہ: کراچی، ص ۱۶۳، ۱۶۵،

لے سنن ابوداؤد لے فتاویٰ عزیزی، ص ۱۶۶،

• تعزیر کے علم اور نشان پھل ہیں۔ اور ان سے توسل باطل ہے لہ
 جناب خمینی کے نزدیک عزاداری شعار الہی ہے | یہ تو تعزیراداری
 اور ماتم کے بارے

میں مسلمان اہل سنت کا اسلامی موقف، اب آئیے شیعہ دنیا کے معمولات دیکھیں۔ پھر
 ان کی بنیادی کتابوں میں نوحہ اور ماتم کے متعلق احکام کا جائزہ لیں۔ جناب خمینی
 صاحب کی شہرت آجکل شیعوں کے حلقے سے نکل کر کچھ بے خبر مسلمانوں تک پھیل رہی ہے
 بعض ناخواندہ پیروں اور مجاوروں پر بھی خمینی پر دیکھنے کے طلسم ہوش ربا کا اثر پورہ
 ہے۔ اور وہ خمینی صاحب کو ملت اسلامیہ کا نجات دہندہ خیال کرنے لگے ہیں۔ انہیں
 معلوم نہیں کہ خمینی صاحب شیعیت اور شیعوں کے امام ہیں۔ اور ان کے نزدیک مروجہ
 عزاداری صرف کوئی رسم و رواج نہیں بلکہ معزالدولہ کی شروع کی ہوئی یہ بدعت شعار
 الہی بن چکی ہے۔ (معاذ اللہ)

انہوں نے اپنے ایک خطبہ میں کہا۔

آج ہمیں ان مجالس کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہمیں ان باتوں پر
 کان نہیں دھرنا چاہئے جو ان مجالس سے مستبردار ہونے پر کرے یا کہا جائے
 کہ ہم ان مجالس پر جو خرچ کرتے ہیں، اسے جنگ سے متاثر افراد پر خرچ
 کریں۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ ہمیں ان کے اخراجات تو بہر حال پورے
 کرنے ہی ہیں۔ یہ ایک الہی فریضہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
 ہم اپنے دیگر امور ترک کر کے صرف اسی کے ہو کر رہ جائیں۔ آج مجالس
 اور عزاداری کی پہلے کے مقابلے میں زیادہ ضرورت ہے۔ لوگ تعزیر
 داری کریں، گریہ و بکا کریں، سید الشہداء کے سلسلے میں یہ امور شعار
 کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ شعار الہی ہیں لہ

۱۔ العطا یا النبویہ فی فتاوی الرضویہ، مطبوعہ، رام پور، ج ۱۰، جز ۱، ص ۱۶۱،

۲۔ خطبہ امام خمینی، مطبوعہ، مجلہ توحید قم ایران، ج ۲، شمارہ ۵، ص: آخر

اور آخری وقت میں جناب خینی صاحب نے جو وصیت نامہ چھوڑا ہے اس میں تو اپنی قوم کو عزاداری کی تاکید اور اس کے اسلوب و طرق کے ساتھ ساتھ لعنت و ملامت کرنے کی بھی وصیت کی ہے۔ نیز اپنے سیاسی رجحانات کو بھی مذہبی کیپسول میں لپیٹ دیا ہے۔

من جملہ ان کے ائمہ اطہار اور خاص طور سے مظلوموں کے سید و سردار شہیدوں کے سرور و سالار، حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی عزاداری ہے۔ خدا، اس کے انبیاء اور اس کے ملائکہ و صلحا کی بے پایاں مسلوٰۃ ہو، آپ کی عظیم اور حماسہ آفریں روح پر اس عزاداری کی طرف سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔ اور یاد رکھیں کہ اسلام کے اس عظیم تاریخی حماسہ کو زندہ رکھنے اور اس کی یاد منانے کے سلسلہ میں ائمہ علیہم السلام کے جتنے بھی احکام و فرامین ہیں۔ اور اہل بیت پر ظلم و ستم کرنے والوں کے سلسلہ میں جتنی بھی لعن و نفرس ہے یہ سب کچھ ابتدائے تاریخ سے قیامت تک ظالم و ستمگر سرغنوں کے خلاف قوموں کی شجاعانہ آواز و فریاد ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ بنی امیہ (لعنة الله علیہم) کے ظلم و ستم کے خلاف فریاد اور ان پر لعن و نفرس، اگرچہ وہ خود واصل جہنم ہو چکے ہیں اور ان کی نسل منقطع ہو چکی ہے۔ درحقیقت دنیا کے تمام مظلوموں کے خلاف آواز ہے۔ اور اس ستم شکن فریاد کو زندہ رکھنے کا وسیلہ ہے۔ ضروری ہے کہ ائمہ حق علیہم السلام اللہ کے نوحوں، مرثیوں، اور مدحیہ اشعادت (قصیدوں) میں ہر جگہ اور ہر دور کے ظالموں کے مظالم اور ان کے دلخراش جرائم کا موثر طور پر ذکر کیا جائے۔ اور ہمارا یہ دور جو امریکہ، روس اور ان کے تمام گماشتوں، من جملہ ان کے حرم بزرگ الہی سے خیانت کرنے والے آل سعود (لعنة الله و ملائکته و رسلہ علیہم) کے ہاتھوں عالم اسلام کی مظلومیت کا دور ہے۔ (ان کے مظالم) موثر طور پر یاد دلانے جائیں اور

ان پر لعن و نفرس کی جائے۔ اور ہم سب کو یہ جان لینا چاہئے کہ وہ چہینہ جو مسلمانوں کے درمیان اتحاد و وحدت کا ذریعہ ہے یہی سیاسی مراسم ہیں جو تمام مسلمانوں اور خاص طور سے ائمہ اثنا عشر علیہم صلوات اللہ وسلم کے شیعوں کی ملت کی حاکمیت ہے۔^۱

اس وقت ہم ماتم اور عزاداری کے عنوان پر متوجہ ہیں۔ اس لئے جناب خمینی صاحب کے وصیت نامہ کے اس آخری حصہ پر مزید کوئی تبصرہ کئے بغیر، ان کے ایک اور خطبہ کا اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے ان کے نزدیک عزاداری کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا۔

یہ جو روایت میں ہے کہ جو شخص روئے یا رلائے یا رونے کی صورت بنائے اس کی جزا جنت ہے تو یہ اس لئے ہے کہ حتی اگر کوئی رونے والے کی صورت ہی بناتا ہے۔ حزن و ملال کی صورت اپنے اوپر طاری کرتا ہے اور رونے والے کی کیفیت پیدا کرتا ہے تو گویا وہ حسینی مقصد اور حسینی تحریک کی حفاظت کرتا ہے۔^۲

اس باب میں محض خمینی صاحب کی تخصیص کیا۔ پوری کی پوری شیعہ قوم صدیوں سے مصروف ماتم ہے۔ مگر ہم نے اس معاملہ میں جب ان کی اہمات الکتاب کے مندرجہ دیکھے تو ان میں ماتم، عزاداری، سینہ کو بی اور سوگ کی صریح ممانعت کی روایات ایک دو نہیں، متعدد موجود ہیں۔

کتب شیعہ میں نو حے اور ماتم کی ممانعت | شیعوں کی تفسیر قمی میں ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن عبدالمطلب نے حضور سے پوچھا یا رسول اللہ! معروف کے بارے میں ہمیں کیا حکم

۱۔ امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلہ توحید ج ۶، شمارہ ۵۵، ص: ۲۹، ۳۰، ۳۱۔

۲۔ خطبہ امام خمینی، مجلہ توحید، تم ایران، ج ۷، شمارہ ۵۵، ص: آخر،

فرمایا ہے کہ ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب
ارشاد فرمایا۔

”رب تعالیٰ کے فرمان معروف“ کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے منہ نہ لوجو، رخساروں پر
 طہائیچے نہ مارو، بال نہ بکھرو، کرتے چاک نہ کرو، کپڑوں کو سیاہ نہ بناؤ، ہائے
 ہائے اور بریادی بریادی نہ چیخو، قبر کے پاس نہ کھڑی ہو، تو ان شرطوں
 کے ساتھ حضور نے عورتوں کی بیعت لی“۔

● انہی کی تفسیر مجمع البیان میں ہے۔

کریں گے۔

● فردع کافی میں بھی ام حکیم بنت عارث کی روایت کچھ زیادتی کے ساتھ تحریر ہے جسے صاحب مرآة العقول نے موثق اور حسن لکھا ہے کہ

■ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواہبہ شریفہ میں حاضری کا ادب شیعہ کتاب میں اس طرح لکھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ فوج در فوج امن گھر میں آنا،
مجدد پر مسلولہ بھیجنا اور سلام کرنا، رو کر فریاد، اور داد لاکر کبھی اذیت نہ دینا
● علیہ المتقین میں ہے۔

إلى تفسير القمى، ص: ۲۲۵، في تفسير مجمع البيان، أبو علي الطبرسى، ج ۹، ص: ۲۷۶،

۳۵ فرود ع الكافي ، للمكيني ج ۲ ، ص ۲۲۸

۴۷ مرآة العقول ، تاج العلماء الشیخ ولیدار علی بن محمد معین نصیر آبادی ج ۱ ،

ص: ٥١٥ ، ٥١٦ - جلال العمون ، ص ٦٩ .

نوحہ و ماتم اور وصیت رسول | فردع کافی میں ہے۔ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہراء
سے فرمایا۔

اذا انامت فلا تحتشی علی وجهاً ولا ترخی علی شعراً ولا تنادی
بالویل ولا تعیمی علی نائحة لہ

جب میں فوت ہو جاؤں تو منہ نہ پھیلنا، بال نہ توچنا، واویلا نہ مچانا، اور
نوحہ مگر سورتوں کو نہ بلانا۔
حیات القلوب میں ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ

حضور سرور عالم کے وصال فرمانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے مبارک سے کپڑا اٹھایا۔ اور عرض گزار ہوئے۔
میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی بھر اور بعد وفات بھی طیب
ہیں۔ آپ کی وفات سے وہ شئی بند ہو گئی جو کسی پیغمبر کے انتقال سے بند نہ
ہوتی تھی۔ یعنی نبوت اور وحی، آپ کی مصیبت اتنی عظیم ہے جس نے ہمیں
دوسروں کی مصیبت سے مطمئن کر دیا۔ آپ کی وفات کی مصیبت ایک عام
مصیبت ہے کہ سب لوگ یکساں دلگیر ہیں۔

واگر نہ آں بود کہ امر کہ دی بصیر اور اگر آپ صبر کا حکم اور جزع فرط سے منع نہ
کردن و نہی نمودی از جزع نمودن ہر فرمانے تو اس مصیبت پر ہم تمام سر کا پانی بہا دیتے
آئینہ آہلے سر خود را در مصیبت تو فرد اور آپ کی اس مصیبت کے درد کی کوئی دوا
می ریختم و ہر آئینہ درد مصیبت ترا ہرگز دو نمی گزرم نہ کرتے۔
امام جعفر صادق نے فرمایا۔

لیس لاحد کما ان یحد اکثر من ثلثة ایام الا المواتۃ علی

لے فردع کافی ج ۲، ص ۲۲۸ لے حیات القلوب ج ۲، ص ۲۶۳

زوجہا حتی تقضی عدتہا لہ
 مکسی کو جائز نہیں کہ تین روز سے زائد سوگ کرے، مگر بیوی کو اپنے خاوند
 کی موت پر عدت تک اجازت ہے۔“

اسی مفہوم کی روایات تہذیب اور وسائل الشیعہ میں بھی پائی جاتی ہیں لے
حیات القلوب میں ہے۔

حضرت رسول فرمود اے
فاطمہ توکل کن بر خدا و صبر کن چنانچہ
صبر کر دند پدران تو کہ پیغمبر اں بودند
و مادران تو کہ زہائے پیغمبر اں بودند
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ !
خدا پر توکل کر اور صبر کر، تیرے آبا و جو کہ پیغمبر تھے صبر
کرتے رہے اور تیری مائیں، جو پیغمبروں کی بیویاں
تھیں صبر کرتی رہیں۔

اسی کتاب میں آگے منقول ہے۔

بداں اے فاطمہ! کہ برائے پیغمبر
گریباں نمی باید درید و رونمی باید
خراشید و وادیلانی باید گفت کہ
نیز اسی کتاب میں ہے۔

اے فاطمہ! جان لے کہ پیغمبر کے لئے گریبان نہیں
چاک کرنا چاہئے۔ اور چہرہ پر خراش نہیں لگانا چاہئے
اور وادیلانی نہیں کرنا چاہئے۔

ابن بابویہ اپنی معتبر سند سے امام باقر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وفات سیدہ فاطمہ سے فرمایا — اے
فاطمہ! جب میں وفات کر جاؤں تو میرے لئے چہرہ پر خراش نہ ڈالنا، بال
نہ بکھرنا، دادیلا نہ کرنا، اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا، اور نوحہ گروں کو نہ بلانا،

[illegible]

ایسا کیوں؟ | ہم نے تو یہاں محض نقل روایات پر اکتفا کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان تمام احکام کے ہوتے ہوئے شیعوں میں سینہ کوئی سیہ پوشی، اور ماتم گساری کہاں سے داخل ہو کر جزو دین بن گئی۔ اس کی وضاحت ذمہ داران شیعہ پر ہے۔ حال یہ ہے کہ رسول خدا سیدہ فاطمہ کو اپنی وفات پر ماتم و نوحہ سے باز رہنے کی وصیت خود فرماتے ہیں۔ ادھر حضرت علی فرماتے ہیں حضور نے اگر منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم اپنے سر کا سارا پانی بہا ڈالتے۔ ان حضرات کو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور ان کے فرمان کا اتنا خیال، اور دعویداران تولد اہل بیت بالکل اس کی مخالفت پر کمر بستہ، آخر ایسا کیوں؟۔

ایرانی فساد کے

عقائد

چند کے سوا تمام صحابہ کرام کے ارتداد کا شیعہ موقف۔ غلط سمجھ کر اس سے رُجوع کر لیا گیا۔؟

متوہ جیسے غیر شریفانہ عمل سے توبہ کر لی گئی۔؟

کتمان و تقیہ کی آرٹے کر حقیقی اسلام کو مسخ کرنا بند کر دیا گیا۔؟

کفار و مشرکین سے زیادہ ”اہل سنت“ کو مبغوض و معتبوب سمجھنے سمجھانے کی پالیسی بدل دی گئی۔؟

نہیں اور ہرگز نہیں۔۔۔۔۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایران میں محض شیعہ کے بجائے خمینی شیعیت کی حکومت ہے۔۔۔ آپ کہیں گے۔ یہ خمینی شیعیت کیا عام رض و شیعیت سے کوئی الگ قسم ہے۔؟ جی ہاں۔

جناب خمینی صاحب جس شیعیت کے علمبردار ہیں۔ یہ عام شیعیت سے بدترین اور تباہ کن ہے۔۔۔ جس کے ثبوت میں ہم امام زماں جناب امام خمینی صاحب کی تصنیفات

① کشف الاسرار

② الحكومة الإسلامية

اور ان کے تقریری مجموعے

③ المجہاد الاکبر

④ الامام الخمينی ومؤتمر الحج العالمی

اور ان کی مجلسی تقاریر کی کتاب

⑤ نہج خمینی

کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرائیں گے۔۔۔ یقیناً کفار و اقوال تحریر و تقریر انسان کی شخصیت کا عکس اور ترجمان ہیں۔۔۔ اور کسی بھی تحریک کو اس کے

۱۔ ولایت فقہیہ کی بحث جو خمینی صاحب کی ایجاد ہے آگے آرہی ہے۔

قائد و رہنما کے آئینہ میں ہی دیکھا جاتا ہے۔ — اسلامی حکومت ایران کی رہنمائی کا سہرا جن خمینی صاحب کے سر ہے۔ — صد افسوس کہ وہ اپنی تصنیف کشف الاسرار کے آئینے میں نہایت کٹر اور غالی شیعہ نظر آتے ہیں۔ ساڑھے تین سو صفحات کی اس کتاب میں آنجناب نے اپنے عقائد موروثی کو زور و شور سے بیان کیا ہے۔ — اور خلفائے راشدین میں سے تینوں اولین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر لعن طعن کی ہے۔ — حتیٰ کہ انہیں باغی، خائن، اور نہ جانے کیا کیا لکھ مارا ہے۔ —

خمینی صاحب عقائد کے لحاظ سے شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ سے تعلق رکھتے ہیں امامت و خلافت کے سلسلہ میں ان کے کل کے کل عقائد اپنے فرقہ سے مختلف نہیں اپنی کتاب ”الحکومت الاسلامیہ“ میں بھی انہوں نے اپنا مسلک چھپایا نہیں ہے بلکہ واضح کر دیا ہے۔ اسی لئے انہوں نے لکھ دیا ہے کہ ”ہم ولایت (امامت) پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ کا تقرر کریں۔ اور آپ نے ایسا کیا (ص ۱۸) خمینی صاحب کے عقیدے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے بعد خلیفہ کی تعیین حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فریضہ رسالت کی تکمیل کا درجہ رکھتی ہے (ص ۱۹) اگر وہ خلیفہ نامزد نہ فرماتے تو (معاذ اللہ) فریضہ رسالت ناقص رہ جاتا (ص ۲۳) خمینی صاحب اور تمام شیعوں کی طرح اس عقیدے کے سختی سے پابند اور مبلغ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع غدیر خم کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا تھا (ص ۱۳) خمینی صاحب امام غائب کے بارے میں بھی بڑا سخت عقیدہ رکھتے ہیں (ص ۹) اور خود کو امام غائب کا قائم مقام سمجھتے ہیں جس کی توضیح و تشریح کے لئے انہوں نے اپنی کتاب مذکور ”الحکومت الاسلامیہ“ کا ایک مستقل باب بڑی عرق ریزی سے تصنیف کیا ہے جس کا عنوان ہے ”ولاية الفقہیۃ“، ایرانی حکومت کے لئے نئے دستور کی دفعہ ۵ میں جو تصریحات کی گئی ہیں وہ

بھی قارئین کے لئے دلچسپی کی چیز ہے :

تكون ولاية الامر
والامة في غيبة الامام
المهدي عجل الله فرجه
في جمهورية ايران الاسلامية
للفقيه العادل التقى العارف بالعصر
”امام مہدی کی غیبت کے دور
میں جمہوریہ اسلامیہ ایران کا امیر و
امام اپنے زمانہ کا فقیہ، عادل
پاکباز اور عارف شخص
ہوگا“

تاریخ فتن کے واقف کاروں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ افراط و تفریط اور
صول مرتبت و اقتدار کے جذبے نے کیسے کیسے جبہ و دستار والوں سے نت نئے
فتنوں کا آغاز کرایا۔۔۔۔۔۔ ان میں جناب خمینی صاحب کا فتنہ دورِ حاضر کا مہلک
ترین فتنہ ہے۔ خمینی صاحب نے ایران میں جو نام نہاد اسلامی حکومت قائم کی ہے
اس کے سیاہ و سپید کا اختیار کلی انہوں نے اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے ایسی حرکت
کر ڈالی ہے۔ جس کے سامنے پاپائی طبقہ بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ دستور کی رو سے
خمینی صاحب نے اپنے لئے اور اپنے پس ماندگان کے لئے ایرانی اقتدار کی شاہ کلید
مذہبی ہتھکنڈوں سے حاصل کر لی ہے۔ اور نبیوں رسولوں کو جو اختیارات
اپنی اُمت کے حق میں تھے وہ سب اپنے اور اپنے جانشینوں کے نام کر لئے
ہیں۔۔۔۔۔۔ ”الحکومة الاسلامية“ کی عبارت پڑھئے اور سر دھنیئے :

”واذا نهض بامر تشكيل الحكومة فقيه عالم عادل
فانه يلي من امور المجتمع ما كان يليه النبي منهم
ووجب على الناس ان يسمعوا له ويطيعوا ويملك
هذا من امر الادارة والرعاية والسياسة للناس ما كان
يملك الرسول وامير المؤمنين“

۱۔ الحکومة الاسلامیة دفعہ ۵ ۲۔ الضأ ص ۴۹

”جب کوئی فقیہ عالم و عادل حکومت کی تشکیل پر کمر بستہ ہو تو وہ معاشرے اور اجتماعی معاملات میں ان بھی امور و اختیارات کا مالک ہوگا جو نبی کے زیر اختیار تھے۔ اور تمام لوگوں پر اس کی بات ماننا اور اطاعت کرنا واجب ہوگا۔ اور یہ (عالم و عادل فقیہ) حکومتی نظام سماجی مسائل اور سیاست اُمت کے جملہ معاملات کا اسی طرح مالک و مختار ہوگا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین مالک و مختار تھے۔“

اسی کتاب میں خمینی صاحب نے واضح الفاظ میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ مذکورہ بالا صفات کے حامل فقہاء (مجتہدین) رسول اللہ کے نیز ائمہ کے وحی ہیں۔ اس لئے ائمہ کی عدم موجودگی اور ان کی غیبت کے زمانہ میں ان تمام امور کی انجام دہی کے وہی مکلف ہیں۔

اور ائمہ کے بارے میں شیعوں کے عقائد کا غلو پہلے ہی کیا کم تھا۔ کہ وہ انہیں رسول کا نائب مطلق ہی نہیں بلکہ اور نہ جانے کیا کیا مانتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ

حضرات شیعہ کے نزدیک عقیدہ امامت

- امامت اور ائمہ کو جاننا اور ماننا ایمان کی شرط ہے اور اس کا منکر توحید و رسالت کا منکر ہے۔
- امامت اور ائمہ پر ایمان لانے کی تبلیغ تمام پیغمبروں نے کی اور اس کے احکام تمام صحف میں نازل ہوئے۔

۱۔ الحکومت الاسلامیہ ص ۷۵

۲۔ اصول کافی (حضرات شیعہ کی سب سے مستند کتاب) ص ۱۰۵، ۱۰۶ ۳۔ کتاب مذکور ص ۲۷۶

- قرآن مجید میں رسول کے ہمراہ جس خدائی نور کی تنزیل کا ذکر ہے اس سے مراد ائمہ ہیں۔
- مخلوق پر حجت الہیہ کا قیام اور معرفت دین کا حصول ائمہ کے بغیر نہیں ہوتا۔
- اماموں کی اطاعت فرض ہے۔ جس طرح رسولوں کی اطاعت فرض ہے۔
- ائمہ کو حلت و حرمت کا اختیار حاصل ہے۔
- ائمہ بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں۔
- امامت کا مرتبہ نبوت سے بلند تر ہے۔
- ائمہ کی حکومت تکوینی کائنات کے ذرے ذرے کو محیط ہے۔
- ائمہ کی تعلیمات قرآن کی طرح ہیں۔
- ائمہ کا درجہ انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین سے بلند ہے۔
- ائمہ کو معصوم اور ”امام“ (باصطلاح شیعہ) ماننے والے اگر ظالم اور فاسق و فاجر بھی ہوں تو جنتی ہیں اور انہیں نہ ماننے والے خواہ متقی و پرہیزگار کیوں نہ ہوں جہنمی ہیں۔
- وہ مسئلہ امامت تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بطور امانت آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا اور انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا۔
- آیت کریمہ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ الْخَزِیْنِ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

۱۔	اصول کافی ص ۱۱۷	۲۔	ایضاً ص ۱۰۳
۳۔	ایضاً ص ۱۱۷	۳۔	ایضاً ص ۲۷۸
۴۔	ایضاً ص ۱۲۱-۱۲۲	۴۔	حیات القلوب۔ ملا باقر مجلسی ج ۳ ص ۱
۵۔	الحکومت الاسلامیہ۔ خمینی ص ۵۲	۵۔	ایضاً ص ۱۱۳
۶۔	ایضاً ص ۶۲	۶۔	اصول کافی ص ۲۳۸
۷۔	اصول کافی ص ۲۶۱		

کے قلب مبارک پر حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ جو چیز اتاری گئی۔ وہ ولایت و امامت کا مسئلہ تھا۔

○ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور امامت اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں۔ امامت ان میں اہم ترین رکن ہے۔

○ اسلام کے تین پائے ہیں نماز، زکوٰۃ اور امامت ان میں سے کوئی صحیح نہیں ایک دوسرے کے بغیر۔

شیعہ حضرات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو محض خلیفۃ النبی ہی نہیں مانتے بلکہ ایسا خلیفہ اور امام تسلیم کرتے ہیں جس کی یہ تمام مذکورہ بالا صفاتیں ہیں۔ اور حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کے بعد ان کے نزدیک بارہ امام مسلم ہیں۔ اوپر بیان کی ہوئی صفات و درجات حقوق و اختیارات ان سب کے لئے مانتے ہیں۔

ان لوگوں کے نزدیک ان ائمہ سے محبت و عقیدت کے اس معیار کا دوسرا رخ بھی فراموش نہ کیا جائے کہ حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حد درجہ عناد اور بغض رکھنا۔ نیز ان کی ہجو کرنا ان کے عقائد میں داخل ہے۔ ایرانی رہنما جناب خمینی صاحب بھی اس وصف سے عاری نہیں۔ ہم عدل و انصاف سے راہ حق کے متلاشیوں کے لئے ان کی کتاب کشف الاسرار کے چند اقتباسات کا فوٹو حاضر خدمت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ محض ترجمہ ہو گا۔ اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ فیصلہ قارئین خود کر لیں۔

۱۔ اصول کافی ص ۲۶۲

۲۔ ایضاً ص ۳۶۸

۳۔ ایضاً ص ۳۶۸

امام خمینی
قدس سره

کشف الاسرار

انتشارات مصطفوی

لهم

۱۱۴۰

آنهایی که سالها صدم و رنج خود را بدین پیشتر جاساد بودند و دست بندها میکردند ممکن نبود بگفتن قرآن از کار خود دست بردارند و مرحله بود کار خود را انجام میدادند بلکه شاید در اینصورت خلاف بین مسلمانان طوری میشد که بانهام اصل اساس اسلام متزلزل میشد زیرا ممکن بود آنها که در عهد ریاست بودند چون دیدند با اسم اسلام میشود بنمود خود رسید بکسر عزیزی بر خند اسلام تشکیل میدادند و در اینصورت مسلمانان قیام میکردند و ناچار علی بن ابیطالب و دیگر دینداران سکوت را در انداختند و با آن نوری روشن نمود اسلام يك چنین خلاف بزرگي بين مسلمانان است اسلام را برای حبشه ازین بکشد و آن نیمه اسلام را هم بیاد قیامداد بنام برهن از علی بن ابیطالب برخلاف صلاح اصل امامت که هیچ برخلاف صلاح دین هم تمام میشد

۴. آنکه ممکن بود در صورتیکه امام را در قرآن ثبت میکردند آنها بیکه جز برای دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیله اجراء نیات فاسده خود کرده بودند آن آیات را از قرآن بردارند و کتاب آسمانی را تحریف کنند و برای همیشه قرآن را از نظر جهانیان پندازند و تبار و قیامت این تنگ برای مسلمانها و قرآن آنها مانند همان عیبی را که مسلمانان بکتاب یهود و نصاری می گرفتند عیناً برای خود اینها ثابت شود

۵. فرضاً که هیچک از این امور نمیشد باز خلاف از بین مسلمانها بر نمیدخواست زیرا ممکن بود آن حزب بد ریاست خواه که از کار خود ممکن نبود دست بردارند فوراً يك حديث پیغمبر اسلام نسبت دهند که نزدیک رحلت گفت امر شما پشوری باشد علی بی ایطالبر خدا از این منصب خلع کرد

مخالفت های ابو بکر شاید بگوید اگر در قرآن امامت تصریح میشد شیخین مخالفت با نص قرآن نمیکردند و فرضاً آنها مخالفت میخواستند بکنند مسلمانها ز آنها نمیپذیرفتند ناچار ما در این مختصر چند ماده از مخالفت های آنها با صریح قرآن

«۱۱۹»

مخالفت های اینها با گفته های پیغمبر اسلام محتاج بیک کتابست هر کس بخواهد مجملی از آنها ببیند بکتاب فصول المهمه تألیف علامه بزرگوار السید شرف الدین العاملی رجوع کند

۴. در آن موقع که پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله در حال احتضار و مرض موت بود جمع کثیری در محضر مبارکش حاضر بودند پیغمبر فرمود بیا بید برای شما يك چیزی بنویسم که هرگز بضالت نیفتید عمر بن الخطاب گفت (هجر رسول الله) و این روایت را مورخین و اصحاب حدیث از قبیل بخاری و مسلم و احمد با اختلافی در آمدند نقل کردند و جمله کلام آنکه این کلام باوه از این خطاب یاوه را صادر شده است و تأقیامت برای مسلم غیور کفایت میکند الحق خوب قدر دانی کردند از پیغمبر خدا که برای ارشاد و هدایت آنها آنها خون دل خورد و زحمت کشید انسان با شرف دیندار غرور میداند روح مقدس این نور پاک باجه حالی پس از شنیدن این کلام از این خطاب از این دنیا رفت و این کلام باوه که از اصل کفر و زندقه ظاهر شده مخالف است با آیاتی از قرآن کریم. سوره نجم (آیه ۳) وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا

وَحَىٰ يُوْحَىٰ عِلْمَهُ شَدِيدًا ثَوِيًّا - پیغمبر نطق نمیکند از روی هوای نفس کلام او
 بیست مگر وحی خدائی که جبرئیل با خدا باو تعلیم میکند و مخالف است با آیه اطیعوا الله
 و اطیعوا الرسول و ما آیه و ما آتیکم الرسول فخذوه و ما صاحبکم بمعذون و
 غیر آن از آیات دیگر
 نتیجه سخن ما از مجموع این ماده ها معلوم شد مخالفت کردن شیعیان از قرآن
 در این باره در حضور مسلمانان يك امر خیالی مهمی نبوده و مسلمانان نیز یاد اخل

در حزب خود آنها بوده و در مقصود با آنها همراه بودند و یا اگر همراه نبودند جرئت حرف زدن
 در مقابل آنها که با پیغمبر خدا و دختر او اینطور سلوک میکردند نداشتند و یا اگر گاهی یکی
 از آنها يك حرفی میزد سخن او ارجحی نمیکذاشتند و جمله کلام آنکه اگر در قرآن
 هم این امر با صراحت لهجه ذکر میشد باز آنها دست از مقصود خود برنمیداشتند و

«۱۴۰»

ترك ریاست برای گفته خدا نمیکردند متها چون ابو بکر ظاهر سازیش یمن بود با
 يك حدیث ساختگی کار را تمام میکرد چنانچه راجع بآیات اوت دیدید و از عمر هم
 استنباطی نداشت که آخر امر بگوید خدا یا جبرئیل یا پیغمبر در فرستادن با آوردن
 این آیه اشتباه کردند و میجو ر شدند آنگاه سنان نیز از جای بر میخواستند و متابعت او
 را میکردند چنانچه در این همه تغییرات که در دین اسلام داد متابعت از او کردند و
 قول او را بآیات قرآنی و گفته های پیغمبر اسلام مقدم داشتند

■ ۱۴۷ ■

برای چنین پیغمبر چه ارج میتوان فائل شد ما خدا را بر ستش میکنیم و میشناسیم
 که کارهایش بر اساس خرد بایدار و بخلاف گفته های عقل هیچ کاری نکند نه آحادانی
 که بنائی مرتفع از خدا بر سنی و عدالت و دینداری بنا کند و خود بخوابی آن بگوشد
 و بزیبد و معاویه و عثمان و از این قبیل خیال و لجاجی های دیگر را مردم احبار دهد و
 تکلیف ملت را پس از پیغمبر خود برای همیشه معین نکند مادر تاسیس سالی چورو
 شمشکری کمک کار نباشد

يك رئیس خانه که به دعاهای کارمند دارد يك سرپرست خانه که ده نفر افراد

جناب نبی کی تحریروں کے

خط کشیدہ حصوں کا ترجمہ

”وہ لوگ (سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) سالہا سال تک خود کو حکومت و ریاست ہی کی طمع میں، دین پیغمبر یعنی اسلام سے چپکائے ہوئے تھے۔ اور اسی مقصد کے لئے گروہ بندی کیا کرتے تھے۔ ان سے یہ ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتے، جس ترکیب اور جیلہ سے ان کا مقصد حاصل ہوتا وہ استعمال کرتے۔ بلکہ شاید اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف پیدا ہوتا کہ اسلام کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی۔ کیونکہ ممکن تھا کہ اسلام قبول کرنے سے جن کا مقصد محض حصول اقتدار و ریاست تھا۔ جب وہ یہ دیکھتے کہ اسلام سے لگے رہ کر ہم یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ تو اسی مقصد کے حصول کے واسطے اسلام ہی کے خلاف ایک پارٹی بنا لیتے۔ اور کھلے دشمن اسلام بن کر میدان میں آجاتے۔ اور ایسی صورت میں مسلمان بھی اُٹھ کھڑے ہوتے اور لامحالہ علی بن ابی طالب اور دوسرے دین دار مسلمان خاموش تماشائی بنے بیٹھے نہ رہتے۔

۴۔ اس بات کا بھی امکان تھا، ایسی صورت میں جبکہ امام (حضرت علی) کا نام قرآن میں ثبت ہوتا۔ تو جن لوگوں نے اسلام اور قرآن سے دنیا و

حکومت کی خاطر تعلق استوار کیا تھا۔ اور قرآن کو اپنی اغراض فاسدہ کا ذریعہ بنالیا تھا۔ وہ ان آیات کو قرآن سے نکال ڈالتے۔ اور آسمانی کتاب کو بدل دیتے اور ہمیشہ کے لئے قرآن کو دنیا والوں کی نظر سے چھپا دیتے۔ اور قیامت تک کے لئے مسلمانوں اور ان کے قرآن کے لئے یہ بات باعثِ تنگ ہوتی۔ اور مسلمانوں کی طرف سے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے بارے میں تحریف کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہی ان پر اور ان کے قرآن پر آتا۔

۵۔ فرض کر لیا جائے کہ ان میں سے کوئی امر واقع نہ ہوتا (یعنی قرآن میں تحریف بھی نہ کی جاتی وغیرہ) جب بھی یہ نہ ہوتا کہ مسلمانوں کے درمیان امامت و خلافت کے بارے میں اختلاف نہ ہو۔ کیونکہ جو گروہ صرف حکومت و اقتدار کا طالب تھا۔

ممکن نہیں تھا کہ اس آیت کی وجہ سے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتا۔ وہ لوگ فوراً ایک حدیث گھڑ کر رسول کی طرف منسوب کر دیتے کہ وقت وفات حضور نے فرمایا کہ تمہاری امامت کا معاملہ شوریٰ سے طے ہوگا۔ علی ابن ابی طالب کو خدا نے منصب امامت سے معزول کر دیا۔

نص قرآن کے ساتھ ابو بکر کی مخالفتیں۔ شاید تم کہو کہ اگر قرآن میں امامت کا صاف صاف بیان ہوتا تو شیخین مخالفت نہ کرتے۔ اور بالفرض اگر وہ مخالفت کرنا بھی چاہتے تو مسلمان ان کی مخالفت کو قبول نہ کرتے۔ ہم اس مختصر میں قرآن سے ان کی صریح مخالفتوں کی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوگا کہ انہوں نے مخالفت کی اور لوگوں نے اسے قبول بھی کیا.....

حدیث رسول سے ان کی مخالفتوں کے ذکر کے لئے تو ایک کتاب درکار ہے جو شخص انہیں مجمل دیکھنا چاہے علامہ بزرگوار السید شرف الدین عالمی کی کتاب فصول المہمہ کی طرف رجوع کرے۔

۴۔ اس وقت جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مرض الموت میں تھے بہت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا: لاؤ تمہارے لئے ایک چیز لکھوں تاکہ تم ہرگز گمراہی میں نہ پڑو۔ عمر بن خطاب نے کہا ہجرہ رسول اللہ اور اس روایت کو مورخین اور اصحاب حدیث بخاری مسلم اور احمد نے بھی لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ یہودہ کلام یہودہ گواہ بن خطاب سے صادر ہوا ہے۔

اس بارے میں ہماری گفت کو کا نتیجہ (یعنی نہایت طولانی بیان بازی کے ذریعہ خیمینی صاحب نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر جو یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مسئلہ امامت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق امامت کو لینے کے لئے معاذ اللہ قرآنی احکامات کی جو کھلم کھلا مخالفت کی اس کا خلاصہ اور نتیجہ کشف الاسرار ص ۱۱۹-۱۲۰ پر ملاحظہ کیجئے۔ وہ) یہ ہے:

”ان مجموعہ امثال سے معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کی موجودگی میں اور کھلم کھلا ان کے روبرو صریح قرآنی احکام کے خلاف رویہ اختیار کرنا ان دونوں کے لئے کوئی اہم بات نہیں تھی۔ اس وقت کے مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے اور اقتدار حاصل کرنے اور حکومت کے مقصد میں ان کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور رفیق و ہمبوا ہو گئے تھے۔ یا ان کے گروپ میں شامل وہمبوا نہیں تھے تو بھی ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر لانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ جو خود رسول خدا اور آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا کے ساتھ

ظالمانہ سلوک کر چکے تھے۔

اور اگر ان میں کا کوئی کبھی کچھ بولتا بھی، تو وہ اس کی پرواہ نہ کرتے۔ حاصل گفت گویہ کہ اگر قرآن میں بھی یہ (حضرت علی کی امامت و خلافت کا) معاملہ صراحت کے ساتھ ذکر ہوتا پھر وہ (شیخین) اپنے مقصد سے دست کش نہ ہوتے۔ اور فرمان خدا کی وجہ سے ترک ریاست نہ کرتے۔ ابوبکر جنہوں نے پہلے سے پورا منصوبہ مکمل کر رکھا تھا، قرآن کی اس آیت کے خلاف ایک حدیث گھڑ کر پیش کر دیتے اور کام ختم کر ڈالتے جیسا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے محروم کرنے کے لئے کیا۔ اور عمر (رضی اللہ عنہ) سے بالکل بعید نہیں تھا کہ وہ اس آیت کے بارے میں (جو امامت علی کے بارے میں ہوتی) کہہ دیتے کہ یا تو خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں یا جبریل یا رسول سے اس کے لانے یا پہنچانے میں غلطی ہو گئی ہے۔ اس وقت سنی حضرات بھی ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور فرمان خدا کے بالمقابل ان ہی کی بات مانتے۔ جس طرح ان تمام تغیرات کے بارے میں ان کا رویہ ہے جو عمر نے دین اسلام اور اس کے احکام میں کئے ہیں۔ ان تمام میں سنیوں نے آیات قرآنیہ اور ارشادات رسول کے بالمقابل عمر کی بات ہی کو مقدم رکھا ہے۔ ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو تسلیم کرتے ہیں جس کے سبھی کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی و عدالت اور دینداری کی ایک شاندار عمارت تیار کرائے اور خود اس کی بربادی کی کوشش کرے اور یزید و معاویہ و عثمان جیسے ظالموں اور بد قماشوں کو حکومت سپرد کر دے اور اپنے رسول کے بعد قوم کا ذمہ ہمیشہ کے لئے کسی پر مقرر نہ کرے جو ظلم و جفا کی روک تھام کے لئے مددگار ہو۔

(العیاذ باللہ - نقل کفر کفر نباشد)

صاحب علیه السلام استعاده فرمود و گفت بسم الله الرحمن الرحيم ■ فرید ان فمن علی الذین استضعفوا فی الارض و جعلهم الة و جعلهم الوارثین و تمكن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنودهما منهم ما كانوا یحذرون و این آیه کریمه موافق احادیث معتبره در شأن آنحضرت و آباء یزدگوار او نازل شده است و ترجمه ظاهر لغزش اینست که میخواهیم منت گذاریم بر جماعتی که ایشان را مستکبران در زمین ضعیف گردانیده اند و بگردانیم ایشانرا پیشوایان دین و بگردانیم ایشانرا وادانان زمین و تسکین و انبلاء بنحیم ایشانرا در زمین و بنمائیم بنزعون و هامان یعنی ابو بکر و عمر و لشکرهای ایشانرا از آن مامان نچه را حذف میگردند

- ۲۲۷ -

■ اثبات رحمت

یعنی ابگروه مؤمنان درسی مکتب با اوستی که غنیمت کرده است خدا بر ایشان بنحقیق که ناید گردیده اند از آخرت چنانچه ناامید گردیده اند کافران از اصحاب قبرها و این بابویدر عال الشرایع روایت کرده است از حضرت امام محمد باقر علیه السلام که چون قائم ما ظاهر شود عایشه را زنده کند تا بر او حد یزند و انتقام قاضی از او بگیرد و شیخ مفید در اشاد از حضرت

فلق چاهی است در جهنم که اهل جهنم از شدت حرارت آن استعاده مینمایند از خدا طلب نمود که تنی بکند چون تنی کشد جهنم را سوزانند و در آن چاه صندوقی است از آتش که اهل آن چاه از گرمی و حرارت آن صندوق استعاده مینمایند آن تابوتی است که در آن شش کس از پیشیان جادارند و شش کس از این امت لعنتی نفر (اول) پسر آدم است که برادر خود را کشت (نمرود) که ابراهیم را در آتش انداخت و (فرعون) و (سامری) که گوساله پرستی را دین خود کرد و (آنکیکه) یهود را بعد از پیغمبرشان گمراه کرد و اما شش کس آخر (ابو بکر) و (عمر) و (عثمان) و (معاویه) و (سمر) کرده خوارج نهر و ان) و (ابن ملجم)

ص ۳۰۳

کرده است و حقیقتی فرمود است فاقدر تکم فار آتلفی لایصلیها الا لا شقر الذی کذب و قولی یعنی پس ترانیدم شما را از آتشی که پیوسته مافروخته است و در آن میگذد ملازم آن آتش نیست مگشتی ترین مردم آنکس که تکذیب کرد پیغمبر را و پشت گردانید بر حق و از علی بن ابراهیم از حضرت صادق علیه السلام مروی است در تفسیر این آیات که در جهنم وادنی هست و در آن وادی است که هست که نسوزد بآن آتش و ملازم آن نباشد مگر شقی ترین مردم که عمر است که تکذیب کرد رسول خدا را در ولایت علی علیه السلام و پشت گردانید از ولایت و قبول نکرد بعد از آن فرمود که آتشها یعنی از بعضی پست تر است و آتش این وادی مخصوص ص ۵۹

خلاصہ عبارت

جناب خمینی اور تمام شیعی دنیا کے معتبر باقر مجلسی صاحب کی تحقیق انیق میں قرآن مجید کی اس (قصص ۶/۵) آیت میں فرعون و ہامان سے مراد معاذ اللہ ابوبکر و عمر اور ان کے لشکر سے مراد شیخین کے مؤیدین صحابہ ہیں۔ مجلسی صاحب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ آل حضرت اور ان کے آبائے بزرگوار کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے ظاہری الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اس جماعت پر احسان کرنا چاہتا ہوں کہ اسے ظالموں نے کمزور کر دیا ہے (احسان بایں طور کہ) انہیں پھر پیشوایان دین بناؤں اور زمین کا وارث بناؤں اور انہیں عظمت و فتح دوں، اور فرعون و ہامان یعنی ابوبکر و عمر اور ان کے لشکریوں (یعنی اہل سنت) کو جوان اماموں سے الگ رہے انہیں دکھاؤں۔

دیکھتے کس بے باکی سے قرآنی مفہوم کو تسمیٰ رنگ دیا ہے اور شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو فرعون و ہامان کی جگہ لاکھڑا کیا ہے۔

صفحہ ۳۲۷ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے :

”یعنی اے جماعت مومنین ایسی قوم سے دوستی نہ کرو جس پر خدا کا غضب ہو اسے۔ تحقیق کہ وہ لوگ آخرت سے اسی طرح ناامید ہو چکے ہیں جس طرح کفار قبر والوں سے ناامید ہو چکے ہیں۔ اور ابن بابویہ نے علل الشرائع میں روایت کیا ہے امام باقر علیہ السلام سے کہ جب ہمارا قائم (امام غائب) ظاہر ہو گا۔ تو عائشہ کو زندہ کرے گا تا کہ ان پر حد جاری کر کے فاطمہ کا بدلہ لے“

العیاذ باللہ! ایک تو دجل و فریب دوسرے خالوادہ رسالت کے معزز و موقر

بزرگوں اور خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے۔ کتنا بڑا ستم ہے یہ اسلام اور اکابرین اسلام کے ساتھ۔ رسول کا کلمہ خواں ہونے کا دعویٰ کرنے والے کیا اتنے ذلیل ہو سکتے ہیں کہ ازواج رسول کی حرمت کو پامال کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ یہ ہیں اُم المومنین صدیقہ طیبہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں شیعوں کے عقائد و خیالات۔ جن کی نجابت و طہارت اور علو و عظمت کی شہادت خود قرآن میں موجود ہے۔ شیعہ دنیا کا ان پر یہ اتہام کون سا اسلام پیش کرتا ہے؟

کتاب حق الیقین صفحہ ۵۰۳ کی عبارت میں شیعہ مذہب کی ساری غلطیتیں یکجا کر دی گئی ہیں نہایت کراہت و نفرت کے باوجود اپنے بھائی مسلمانوں پر حقیقت حال ظاہر کرنے کی نیت سے اس نجاست کو کُریدنا پڑ رہا ہے (معاذ اللہ) ترجمہ یہ ہے:

”قلق جہنم میں ایک کنواں ہے کہ جہنمی اس کی شدید حرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس نے خدا سے اجازت مانگی کہ سانس لے، سانس لیا تو جہنم کو جلا ڈالا۔ اور اس کنویں میں ایک آگ کا صندوق ہے کہ اس کنویں والے اس صندوق کی گرمی اور حرارت سے پناہ مانگتے ہیں اور وہ ایسا صندوق ہے کہ اس کے اندر چھ اشخاص اگلی اُمتوں میں کے اور چھ اس اُمت کے بند ہیں۔ ماسبق اُمتوں میں آدم کا بیٹا (قابیل) جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور عمرو جس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور فرعون اور سامری کہ جس نے گوسالہ پرستی کو اپنا دین بنایا اور جس نے کہ اپنے پیغمبر کے بعد یہود کو گمراہ کیا۔ اور اس اُمت کے چھ ابوبکر عمر عثمان معاویہ اور نہروان کے خارجیوں کا سردار، اور ابن ملجم ہیں۔“

صفحہ ۵۰۹ پر آیت قرآنیہ کی تفسیر کرتے ہوئے رفض و شیعیت کا کھلا ہوا مظاہرہ سیدنا فاروق اعظم اشدّاء علی الکفار۔ رضی اللہ عنہ سے عناد ظاہر کرنے کے لئے کیا روایت گڑھی ہے کہ

دیکھ کر ایمانی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آیت اور ترجمہ کے بعد لکھا ہے :
 ”اس آگ کا مستحق ظالم ترین انسان ہوگا، جس نے کہ پیغمبر کی تکذیب
 کی، اور حق سے منہ موڑا“ ان آیتوں کی تفسیر میں مروی ہے
 کہ جہنم میں ایک وادی ہے، اور اس وادی میں ایک آگ ہے کہ اس آگ
 میں جلایا جانے والا۔ اور اس کا مستحق انسانوں میں کا ظالم ترین انسان
 عمر ہے۔ کہ جس نے ولایت علی کے سلسلہ میں رسول خدا کی تکذیب کی۔ اور اسے
 قبول نہیں کیا۔ اور اس کے بعد کہا کہ جہنم کی بعض آگ بعض سے پست ہے مگر
 اس وادی کی آگ مخصوص ہے۔“

یہ ہیں جناب خمینی صاحب کے آئیڈیل مجلسی صاحب کے خیالات و معتقدات
 کیا اب بھی شک باقی ہے کہ شیعیت اسلام سے الگ کسی ڈگر کا نام ہے۔ جس کا قرآن،
 اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان، اور اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے
 ان اسلام دشمن، قرآن دشمن عقائد و خیالات کی وضاحت کے بعد
 الثورة الاسلامیة الاشعیة والاسنیة کی حقیقت مسلمانان عالم پر واضح ہو جانی
 چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے نام پر اُٹھنے والی یہ
 آندھیاں بھولے بھالے مسلمانوں کو دین و ایمان سے منحرف کر دیں۔ اور سیاسی
 بازیگروں کے جال میں آکر روح اسلام ہم سے رخصت ہو جائے۔ مولائے کریم
 دُنیا بھر کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس روز بد سے بچائے۔ آمین۔

اگر ایرانی انقلاب اسلامی ہوتا۔۔۔۔۔ | ایرانی انقلاب اگر اسلامی ہوتا
 تو اس میں صدیقی و فاروقی

شان ہوتی۔۔۔ دُنیا بھر میں اسلام اسلام کا شور مچانے والے ایرانی
 اور خمینی نواز اگر اسلام کے حق میں مخلص ہوتے تو زر خرید لوگوں کے ذریعہ محض
 اپنے من پسند عقائد و نظریات کی ترویج نہ کرتے۔ آج دُنیا بھر میں ایرانی سفارتخانے

ابتدعها الخیینی فی الدین دین اسلام میں ایجاد کی
 الاصلاحی واتخذ منه اساسًا ہیں — اور اس کو دین کے
 للاستبدال المطلق باسم الدین نام پر استبدال مطلق کا ذریعہ
 (الثورة البائسة ص ۴۹) بنایا ہے۔“

خود شیعی دنیا میں اس نظریہ اور جناب خمینی صاحب کی ان حرکتوں سے کس قدر
 بے چینی اور اضطراب ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لئے مصنف مذکور کی تحریر کا ایک
 مختصر اقتباس اور حاضر خدمت ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ساری دنیا کے اہل اسلام
 اور غیر مسلموں کو خمینی صاحب کے منفی نظریات جھول اقتدار کے منصوبوں اور ایرانی
 قوم کی پستی کی داستان کے اسباب بتانا اپنا ذمہ سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر موسوی کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے :

”دنیا کے تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کو یہ جان لینا ضروری ہے
 کہ ایران کے مقتدر علماء اور دینی شخصیتوں کا خمینی صاحب کے نظریہ ولایت
 فقہیہ سے شدید اختلاف ہے۔ اور ان تمام لوگوں نے اعلان کر دیا ہے
 کہ اس نظریہ کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ صریح ضلالت اور گمراہی
 ہے۔“ (حوالہ مذکور ص ۵۵)

ایسا ہر دور فتن میں ہوتا آیا ہے کہ عوام کے اعتقاد اور خوش فہمی کا ناجائز فائدہ
 اٹھا کر چالاک اور زمانہ ساز لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور حصول اقتدار و
 منفعت کے لئے کبھی ہوس دولت و ثروت کی تسکین کے لئے اور کبھی حکومت اور
 مرتبت پر قبضہ جانے کے لئے دین و مذہب کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔
 اپنے حق میں لایعنی نظریات اختراع کرتے ہیں۔ اور اصل دین۔ اور
 حقیقی شریعت سے ان کا نام کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ براہو اس جذبہ کا جسے
 ”ترفع“ یعنی بڑا بننے کی ہوس انسانیت کے معیار سے گرا کر حیوانیت و درندگی اور
 وحشت و بربریت تک پہنچا دے۔ اس صدی کی سب سے بھیانک

بدترین گمراہی ہے۔۔۔۔۔ وہ بھی اس معاملہ میں متفق نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ان کا فرقہ امامیہ جو امامت و خلافت کے بارے میں تمام شیعہ فرقوں سے آگے بڑھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ فقیہ اور مجتہد کو ائمہ کا درجہ دینے پر کبھی رضا مند نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اور اس کے علاوہ دوسرے فرقے بھی اس کو قبول نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ کیونکہ شیعوں کے تمام فرقے ائمہ کی معصومیت کے بھی قائل ہیں۔۔۔۔۔ اب کسی فقیہ و مجتہد کو امامت مطلقہ کا حقدار تسلیم کرنے سے پہلے وہ اسے بھی معصوم اور دیگر ایسی ہی خصوصیات کا حامل مانیں۔۔۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

چنانچہ جناب خمینی صاحب کے ہم عصر علماء ایران مثلاً جناب کاظم شریعت مداری جناب طباطبائی القمی وغیرہ نے اس بارے میں اپنی طرف سے شدید احتجاج کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔۔۔ اور ان کے نزدیک خمینی صاحب کا نظریہ ولایت فقیہ "اس دور میں ضلالت دینی کی بدترین مثال ہے۔ موجودہ ایران میں کسی بڑے سے بڑے ذی علم کا علمی چراغ خمینی صاحب کے اقتدار کی آندھیوں میں گل ہو کر رہ گیا ہے۔۔۔۔۔ اس لئے ان شیعہ علماء کا خمینی صاحب کے نظریات سے انحراف ان کے حق میں نہایت تکلیف دہ ثابت ہوا۔۔۔۔۔ اسی کی پاداش میں انہیں خمینی صاحب کے حامیوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا۔۔۔۔۔ پھر بھی ان علماء نے اس نظریہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ وہ اسے گمراہی و ضلالت کی گھناؤنی مثال سمجھتے ہیں۔ (الثورة البائسة ص ۵۷)

اس موضوع پر ایران کے اندر شیعہ علماء میں خود غم و غصہ اور نفرت کی کیا کیفیت پائی جاتی ہے اور ان لوگوں نے آج کے ہنگامی دور میں بھی اس بدعت و ضلالت کی کس قدر ہمت اور جرأت سے مخالفت کی ہے اس کا اندازہ ایک شیعہ مجتہد ڈاکٹر موسیٰ موسوی کی اس تحریر سے ہوتا ہے:

وموضوع ولایۃ
الفقیہ من البدع الکی
"ولایت فقیہ کا عنوان خمینی کی
ان بدعتوں میں سے ہے جو اس نے

جانی ومالی تباہی کا عنوان جناب خمینی صاحب کے سوا کسے قرار دیا جاسکتا ہے۔؟
 الثورة البائسة کے اسی مصنف نے ہمارے سامنے ایک ایسا انکشاف بھی کیا
 ہے جسے سن کر مسلمانوں کے اندر پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں۔ اور بتدعین کی
 تاریخ یسوع نظر آتی ہے۔۔۔۔۔ ویسے تو حضرات شیعہ قرون اولیٰ ہی سے عام
 اسلامی دنیا سے الگ تھلگ ایک علیحدہ فرقہ کی حیثیت میں رہے۔ ان کی نماز اور
 اذان تک کے طور جدا گانہ ہیں۔۔۔۔۔ مگر خود شیعی دنیا میں یہ انقلاب پہلی بار
 نمودار ہوا کہ کسی نئے شخص کا نام اذان میں شامل کیا جائے۔
 خمینی دور اقتدار میں مساجد کے اندر اللہ اکبر کے بعد خمینی رہبر، کا لفظ بھی
 پکارا جاتا ہے۔

ڈاکٹر موسیٰ موسوی کے بقول ایرانی مساجد میں امام خمینی صاحب کا نام شامل
 اذان کر لیا گیا ہے۔۔۔ اس پر بھی شیعہ علماء سخت برہم ہیں۔۔۔ اور اسے
 ناگوار سمجھتے ہیں۔۔۔ البتہ ”جامع گوہر“ جو مشہد رضوی کی مسجد ہے اور جس کے
 خطیب و امام طباطبائی ہیں۔ انہوں نے اپنی مسجد میں اس بدعت سیئہ کو
 داخل نہیں ہونے دیا۔۔۔ جس کی وجہ سے انہیں سخت مراحل کا سامنا کرنا پڑا
 اور وہ ظلم و ستم کا شکار بنائے گئے۔ (الثورة البائسة ص ۱۶۲)
 ایران میں اب انبیاء و رسل اور ائمہ کی طرح خمینی صاحب پر بھی درود
 بھیجا جاتا ہے۔۔۔ اور ”اللہ اکبر خمینی رہبر“ تو اس ملک کا نعرہ
 ہی بن گیا ہے۔

(نہج خمینی ص ۷۲)

روافض اور یہود

سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں مسلمانوں میں سے پیدا ہونے والے باطل گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں شیعہ گروہ کے پندرہ فرقے شمار کرائے گئے ہیں۔ اور ان کے باطل عقائد کو یہود سے مشابہ بتایا گیا ہے۔ ان میں سے چند مشابہتیں یہاں لکھی جاتی ہیں:-

”یہودی اس بات کے قائل ہیں کہ امامت حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کے سوا کسی دوسرے کے لئے درست نہیں۔ اسی طرح رافضی کہتے ہیں کہ امامت حضرت علی کی اولاد کے علاوہ کسی اور کی صحیح نہیں ہے۔ یہود جہاد کو اس وقت تک درست نہیں سمجھتے جب تک مسیح و دجال کا خروج نہ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر رستی کے ذریعے نہ اتریں۔ رافضی بھی کہتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام کے برآمد ہونے کے وقت ایک منادی آسمان کی طرف سے ندا کرے گا اس وقت جہاد ہوگا۔ اس سے پہلے نہیں (مگر آج جس طرح یہودی نام نہاد جہاد شروع کر چکے ہیں شیعوں نے بھی ان کی متابعت کر لی ہے) یہود بھی نماز مغرب میں بہت تاخیر کرتے ہیں۔ روافض بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں قبلہ رخ سے کچھ پھرے ہوتے ہیں روافض بھی قبلہ سے تھوڑا منحرف رہتے ہیں۔

یہودی ہر مسلمان کے خون کو حلال سمجھتے ہیں۔
روافض بھی مسلمانوں کا خون بہانا جائز سمجھتے ہیں۔

یہودی عورتوں کی عدت کے قاتل نہیں۔
روافض بھی قاتل نہیں۔
یہودی تین طلاقیں کو بے معنی سمجھتے ہیں۔
روافض بھی ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔

یہودیوں نے تورات میں تحریف کی۔
رافضیوں نے قرآن میں تحریف کا الزام تراشا۔

یہودی جبریل علیہ السلام سے بغض رکھتے ہیں۔
رافضیوں کا ایک گروہ بھی اس کا قاتل ہے کہ جبریل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی حضرت علی کے بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہنچا دی۔
(غنیۃ الطالبین)

یہ تو تھیں شیعوں کی یہود سے جلی مناسبتیں اب ذرا دورِ حاضر کا جائزہ لیجئے۔

بیروت میں خمینی نواز شیعوں نے مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر، یہودیوں کے آلہ کار بن کر قتل و غارتگری کا جو بازار گرم کیا ہے۔ اور شیعہ اہل بلیشانے جس بیدردی سے مجاہدین فلسطین کی پشت میں خنجر مارا ہے وہ ماضی قریب کی خمینی تحریک کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس گروہ کی تباہ کاریوں نے مسلمان فلسطینیوں کو کمزور کر کے رکھ دیا ہے حالانکہ یہود سے مقابلہ کے میدان میں فلسطینی مجاہدین کبھی کمزور ثابت نہیں ہوئے تھے۔ مگر یہود کے ایجنٹ بن کر شیعہ گروہ نے مسلمانان بیروت کی کمزوری توڑ کر رکھ دی ہے۔

آخر یہ کس اسلام کی خدمت ہو رہی ہے؟ عراق کے خلاف متواتر جنگ کا سلسلہ قائم رکھنا۔ مسلمانان عراق کو کفار گردان کر ان کے خلاف جہاد کو فرض قرار دینا کس اسلام کا قانون ہے؟

امریکہ اور اسرائیل سے خمینی صاحب کی ایرانی حکومت کے ہتھیار خریدنے کی خفیہ کارروائیاں دنیا میں کس باخبر انسان سے پوشیدہ ہیں؟ — مرگ برا امریکہ مرگ برا اسرائیل کے لغزوں سے قوم ایران اور مسلمانان عالم کو بہلانے والے کب تک اپنی یہود نوازی، اور اسرائیل دوستی کو چھپا سکیں گے؟
خمینی صاحب کے خطرناک منصوبوں کو سمجھنے کے لئے ان کی رفتار و گفتار تحریر و تقریر پر غور کرنا عالم اسلام کی اہم ذمہ داری ہے۔ ان کی ایک تقریر کے اس حصہ کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے جس میں انہوں نے حرمین طیبین کے سلسلہ میں بالکل یہود جیسا ہولناک ارادہ ظاہر کیا ہے:

”دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا.....“

میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا۔ تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے میں پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو نکال کر باہر کروں گا۔

(بحوالہ خمینی ازم ص ۷۷ تقریر فرانس با یام جلاوطنی)

یہ اقتباس خمینی صاحب کے باطن کو ظاہر کرنے کے لئے از بس ہیں۔

خمینی نمودودی و تدریشک

جناب خمینی صاحب کے برسر اقتدار آنے کے بعد سے، ایران ایک اسلامی ملک کے نام سے متعارف کرایا جا رہا ہے اور دورِ حاضر میں احیائے دین کے نام پر اسلام کا ایک جدید ڈھانچہ تراشنے والی تنظیم جسے جماعت اسلامی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے خمینی حمایت میں نہایت سرگرم دکھائی دیتی ہے۔ جس کا ثبوت اخبارات و رسائل سے وافر مقدار میں فراہم ہوتا ہے۔

دنیا کے کسی ملک میں قوانین اسلام کے نفاذ کا اعلان، دراصل اتنا پرکشش اعلان ہے جس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو متوجہ کر لیا، اور لوگوں نے پہلوی اقتدار کے کھنڈر سے اسلامی انقلاب کا سورج طلوع ہونے کی امید باندھ لی اور دُور کے ڈھول سہاؤں، کے بموجب ایران ایک اسلامی ملک اور اس سے اہم ترین بات یہ کہ جناب امام خمینی صاحب کو حجۃ اللہ، روح اللہ، آیت اللہ اور نہ جانے کن کن اوصاف کی خلعتوں کے ساتھ عالم اسلام کی اولین شخصیت منوانے کی مہم چل پڑی ہے ایرانی حکومتی وسائل کے دروازے اس مقصد کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور لٹریچر، فنکشن، اور ذرائع ابلاغ نے اس محاذ پر بھی کمر باندھ لی ہے۔

اسلام ایک دین کی حیثیت سے اپنے دو ٹوک حقائق رکھتا ہے جنہیں تسلیم کرنے والوں کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

اسلام کے سارے عقائد کی بنیاد ہی ذاتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جن کو رسول مان لینے کے بعد ہی قرآن اور تمام اسلامی احکام جنہیں لے کر رسول خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، تسلیم کئے جاتے ہیں۔

اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی آدمی کو دائرۃ اسلام سے باہر کر دیتا ہے۔ دین اسلام کا تمام تر مقصود ”رضائے خدا“ کا

حصول ہے۔

① قرآن و سنت اس کی بنیادیں ہیں۔

② اصحاب النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین) قرآنی سانچے میں ڈھلی ہوئی یا کیزہ ترین جماعت ہے اور اسی جماعت صحابہ کے افضل ترین افراد یعنی خلفائے راشدین نے۔ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش، اور منشار کے عین مطابق دنیا میں اسلامی نظام حیات کو برپا کیا۔ آج دنیا بھر کے مسلمان ان کے مہر ہون بخت میں۔ سطور ماضی میں اس مقدس جماعت کے متعلق غیروں کے اعترافات پیش کئے گئے۔

یہاں ہم خمینی صاحب کے عقائد و نظریات کی چند جھلکیاں نذر ناظرین کریں گے۔ جن سے ان کے دین و ایمان کا سراغ لگانا آسان ہوگا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ ان قدروں کا ذکر کریں گے۔ جو خمینی صاحب اور مودودی صاحب کے درمیان مشترک دکھائی دیتی ہیں۔

خمینی صاحب نے اپنے امام غائب مہدی موعود کے حشر و ولادت کے موقع پر

توہین رسالت

خطاب کرتے ہوئے ۱۵ شعبان ۱۴۱۱ھ میں انبیاء و رسل کی شان میں کیا کیا گستاخانہ باتیں کیں۔ سنئے:

لقد جاء الانبياء جميعًا	خاتم انبیاء دنیا میں عدالت
من اجل امر ساء قواعدا	کے اصول کو ثابت و قائم کرنے کے
العدالة في العالم لکنهم	لئے آئے۔ لیکن وہ حضرات اپنے
لم ينجحوا حتى النبي محمد	مقصد بخت میں کامیاب نہ ہو سکے
خاتم الانبياء الذي جاء	یہاں تک کہ خاتم الانبیاء بھی اس مقصد
لاصلاح البشرية وتنفيذ	میں کامیاب نہ ہو سکے، جو انسانیت
العدالة وتربية البشر من	کی اصلاح، عدالت کے نفاذ، اور

فی ذالک ان الشخص
الذی سیخ فی ذالک یرسی اعد
العدالة فی جمیع انحاء العالم فی
جمیع مراتب الانسانية للانسان
وتقویم الخرافات هو المهدی المنتظر
فالامام المهدی الذی ابقاه
الله سبحانه وتعالى رجا
البشریة سيعمل علی نشر العدالة
فی جمیع انحاء العالم وسیخ فیما الخلق
فی تحقیقه الانبیاء انی
لا اتمکن من تسميته بالزعیم
اکبر و ارفع من ذالک ولا اتمکن
من تسميته بالرجل الاول لانه
لا یوجد احد بعده و لیس له
ثان و لذالک لا استطع وصفه
بای کلام سوى المهدی المنتظر
الموعود

انسانوں کی تربیت کی غرض سے دنیا
میں آئے۔۔۔۔۔ یقیناً جو شخص اس
مقصد میں عنقریب کامیاب ہو گا وہ مہدی
موعود ہوں گے۔ یہ پوری دنیا میں
عدالت کی بنیاد کو قائم کریں گے اور
انسان کی انسانیت و خصوصیت کو ثابت
کریں گے۔ نیز اسے عالم کی کچی کو
درستی سے بدل دیں گے امام مہدی
جنہیں اللہ تعالیٰ نے بشریت کے واسطے
ذخیرہ بنا کر باقی رکھا ہے پورے عالم میں
عدل کی اشاعت اور اسے زندہ کرنے
کی خدمت انجام دیں گے اور یقیناً
اس کام میں کامیاب ہوں گے جسے
قائم و ثابت کرے میں انبیاء کا کام رہے
ہم انہیں نہیں اور سردار نہیں کہہ سکتے
کیونکہ وہ اس سے بالاتر ہیں۔ ہم انہیں
رجل اول بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان
کے بعد کوئی نہیں پایا جائے گا اور
نہ ہی کوئی ان کا ثانی و ثیل ہے۔ انہی وجہ
مہدی منتظر موعود کے علاوہ کسی اور لفظ
سے ہم ان کی تعریف و توصیف کی قدرت
نہیں رکھتے۔

۱۔ خطبہ امام خمینی شریہ تہران ریڈیو مطبوعہ الراعی العالم کویت ۲۱/۴/۸۰ء

توحید و رسالت پر ایمان رکھنے والا کون ایسا مسلمان ہے جو خمینی صاحب کے ادعا پر چونک نہ اٹھے گا۔ اور دنیا میں اسلامی انقلاب اور قیادتِ عظمیٰ کی بساط بچھانے والے خمینی صاحب سے بیزاری کا اعلان نہیں کرے گا۔

انبیاء و رسل جو خداوند قدوس کی طرف سے ایمان و عدالت کا معیار بن کر تشریف لاتے رہے۔

اور عالم گیتی کو خدائی عدالت سے لہریز کر دیا۔ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں ایمانی و حقانی عدالت کی شمعیں روشن کیں۔ بالخصوص خاتم الانبیاء سید الرسل حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن کے دم سے ایمان و عدالت کے خدائی مشن کی تکمیل کا اعلان قرآن کریم بھی فرما چکا ہے۔ مگر خمینی صاحب جس اسلام کے پیرو ہیں اس میں معصوم گروہ انبیاء و رسل کے علاوہ بھی کوئی ذات ایسی ہے جو ان سب سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہے۔ الحمد للہ کہ اہل سنت۔ جو قرآن مجید۔ رسول خاتم اور اصحاب و انصار والے اسلام کے پیرو ہیں۔ ان کے نزدیک ایسی کوئی ذات نہیں جو مخلوقاتِ عالم میں انبیاء و رسل سے افضل ہو۔ اور اہل سنت کا اسلام تو چودہ سو سال پیشتر مکمل ہو چکا ہے۔ ہر نبیج اور ہر عنوان سے کامل اور مکمل ہے۔ کسی طور سے بھی اسے غیر کامل سمجھنے والوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

جناب خمینی صاحب اپنے انہی گمراہ کن خیالات کو اپنی اور تقریروں میں بھی ظاہر کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ اسلام ابتدائے دور سے آج تک مکمل کامیابی سے سرفراز نہیں ہو سکا۔ امام الرضا رضی اللہ عنہ کے جشن میلاد کی تقریر میں انہوں نے کہا:

انی متأسف لامرین	”مجھے دو باتوں کا افسوس ہے
احدھما ان نظام	ایک یہ کہ اسلامی نظام حکومت اسلام
الحکم الاسلامی لم ینجح	کے ابتدائی دور سے اب تک مکمل طور

منذ فجر الاسلام الى
يومنا هذا
وحتى في عهد رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم لم يستقم
پورے طور پر پر پانہ ہو سکا۔
حصول اقتدار، اور کرسی سلطنت پر تکمیل کو ہی اسلامی کامیابی و کامرانی، اور
نوز و فلاح کا معیار سمجھنے والوں کی اس دور میں کمی نہیں ہے۔ خمینی صاحب ایران میں
آج نمبر ایک کی شخصیت ہیں تو انہیں انبیاء و رسل بھی معاذ اللہ کمتر اور حقیر دکھائی دے
رہے ہیں۔ اسی طرح جناب مودودی صاحب بھی اقامت دین کا مطلب
حکومتی اقتدار کا حصول لیتے رہے۔ اور اپنے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے
کی مساعی میں انہیں عورت کی سیاسی رہنمائی کی بھی حمایت کرنی پڑی مگر جیتے جی تو وہ
حصول اقتدار میں کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ زندگی کے آخری ایام میں انہیں اپنے
اس مشن میں ہمنیال جناب خمینی کی کامیابی کا مشرودہ مل گیا۔ جسے انہوں نے
اپنے اور اپنی جماعت کے لئے نیک فال سمجھا۔ جناب خمینی صاحب کا تعلق رافضی
فرقہ سے ہے جس کا مسلمانانِ عالم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ پھر بھی
جناب مودودی صاحب نے خمینی صاحب میں کون سی اسلامیت دیکھ لی کہ ان کے
والد و شیدا ہو گئے۔ ان باتوں کی چھان بین کے دوران ہمیں مودودی صاحب
کی تحریروں میں اہل علم کی نشاندہی سے کچھ ایسی باتیں ملتی ہیں جو عقیدہ رسالت
کے سلسلہ میں مودودی صاحب کو مسلمانانِ عالم سے الگ صف میں لاکھڑا کرتی ہیں
یعنی وہی خمینی صاحب کی طرح تو ہیں منصب رسالت۔
جناب مودودی صاحب کا بے باک قلم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات
اور تقریر و تذکیر کے بارے میں ناکامی کا الزام بھی لگا چکا ہے۔ لکھتے ہیں:

— مودودی ترجمان، مایشیالہ پور ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

”لیکن وعظ و تلقین میں ناکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ﷺ
رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم پر رب کائنات نے جس ”فریضہ رسالت“ کی
دمتہ داری دی تھی۔ جناب مودودی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ
حضور اقدس سے اس میں معاذ اللہ کوتاہی بھی ہوتی :

”اس طرح جب وہ کام تکمیل کو پہنچ گیا جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
مامور کیا گیا۔ تو آپ سے ارشاد ہوتا ہے کہ اس کا رتنامے کو اپنا کارنامہ سمجھ کر
کہیں فخر نہ کرنے لگ جانا، نقص سے پاک، بے عیب ذات، اور کامل ذات
صرف تمہارے رب ہی کی ہے۔ لہذا اس کا عظیم کی انجام دہی پر، اس
کی تسبیح اور حمد و ثنا کرو اور اس ذات سے درخواست کرو کہ مالک اس
۲۳ سال کے زمانہ خدمت میں اپنے فرائض کرنے میں جو خامیاں اور
کوتاہیاں سرزد ہو گئی ہیں انہیں معاف فرمادے ﷺ

سورۃ نصر کی تشریح کرتے ہوئے بھی اسی بات کو لکھا ہے :
”اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ اللہ کی حمد اور اس کی تسبیح
کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ کہ اس کے فضل سے آپ اتنا بڑا کام انجام
دینے میں کامیاب ہوئے، اور اس سے دعا کریں کہ اس خدمت کی انجام
دہی میں جو بھول یا کوتاہی بھی آپ سے ہوئی اسے وہ معاف فرمادے ﷺ
مودودی صاحب نے اسی سورہ کی تفسیر میں اس بات کو ناکیداً پھر دہرایا :
”یعنی اپنے رب سے دعا مانگو کہ جو خدمت اس نے تمہارے سپرد
کی تھی اس کو انجام دینے میں تم سے جو بھول چوک یا کوتاہی بھی ہوئی ہو
اس سے چشم پوشی اور درگزر فرمائے ﷺ

۱۔ الجہاد فی الاسلام ص ۱۴۲ ۲۔ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۵۶
۳۔ تفہیم القرآن ج ۶ ص ۵۱۴ ۴۔ تفہیم القرآن ج ۶ ص ۵۱۵

دیکھا آپ نے ان مذکورہ بالا عبارتوں میں مودودی صاحب کے قلم نے
 نبی کو کس گستاخی سے پامال کرنے کی جسارت کی ہے اور دیکھئے رسالتِ محمدی کی
 کامیابی پر اپنی سیاسی نگاہ ڈالتے ہوئے، اسباب و علل کی تلاش میں مودودی صاحب
 نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدائی تعلق اور نصرت و حکمتِ ربانی کو
 کس طرح فراموش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی
 اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا، اگر خدا نخواستہ
 آپ کو بڑے کم ہمت، ضعیف، لارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی
 تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟“

اور یہ یلجئے اسوۂ رسول کی نئی توجیہ بھی ملاحظہ کیجئے:

”ایک سے زیادہ مقام پر قرآن میں یہ بیان ہوا ہے کہ محمد رسول اللہ
 دنیا کے لئے ایک بہت اچھا نمونہ ہیں۔ مگر اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آدمی
 کو ایسا ہی ایماندار و ایسا ہی راست باز، ویسا ہی سرگرم و ایسا ہی دیندار و
 متقی ہونا چاہیے جیسے وہ تھے۔ نہ یہ کہ ہم بھی بعینہ اسی طرح سوچیں اور
 عمل کریں جس طرح وہ سوچتے اور عمل کرتے تھے“

مودودیت کا ضرورتِ رسالت سے فرار بھی قابلِ دید ہے۔

”جو لوگ جہالت و نابینائی کے باعث رسولِ عربی کی صداقت کے قابل
 نہیں ہیں۔ مگر نبیائے سابقین پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور صلاح و تقویٰ کی زندگی
 بسر کرتے ہیں۔ ان کو اللہ کی رحمت کا اتنا حصہ ملے گا کہ ان کی سزا میں تخفیف
 ہو جائے گی“

۱۔ تحریکِ اسلامی کی اعلیٰ بنیادیں ص ۱۷۱

۲۔ منصبِ رسالت نمبر ۳۱۵

۳۔ تفہیمات ج ۱ ص ۱۶۸

ادیب اردو کی بے ادب تحریریں

جناب مودودی صاحب زبانِ اردو کے ادیب سمجھے جاتے ہیں۔ اس دور میں زبانِ و بیان کے ادب کا غالباً یہ بھی لازمی جز ہے کہ دین و دیانت اور مسلم طور پر قابلِ احترام شخصیات اور مسلمات کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کی جائے۔ یا شاید مودودی صاحب جس اقامتِ دین کے لئے سرگرداں رہے اس کی عظمت کا سگہ بٹھانے کے لئے۔ اہانتِ انبیاء اور خدا کی معصوم مخلوق پر کلونخ زنی ضروری سمجھی جاتی ہو۔ مذکورہ بالا تحریروں میں رسالت و نبوت کی اہانت کا انداز آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب ذیل کی تحریروں میں گستاخِ قلم نے انبیاء و رسل میں سے

کسی کو اسرائیلی چرواہا کہا

کسی کو فریضہ رسالت میں کوتاہی کرنے والا

کسی کو ڈکٹیٹر اور مسولینی کی طرح

کسی کو اسرائیلی رواج سے متاثر

کسی کو خواہشِ نفس سے متاثر / حاکمانہ اقتدار کو نامناسب استعمال کرنے والا

کسی کو بشری کمزوریوں سے مغلوب جذبہ جاہلیت کا شکار،

قصور وار۔ اور نفسِ شریک کی رہزنی میں آنے والے۔ کہا ہے۔

مودودی صاحب نے نہایت بے باکی سے سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

کو اپنی تفہیمات میں اسرائیلی چرواہا (ص ۲۶۴ حصہ اول) لکھ مارا ہے، حضرت یونس علیہ السلام

کے بارے میں لکھتے ہیں:

”حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ

کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔“

تفہیمات میں ”نفس شریر“ کے بارے میں لکھتے ہوئے کہہ گئے کہ :
 ”اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی بہرنی
 کے خطرے پیش آئے ہیں“^۱

”یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض
 لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ یہ ڈکٹیٹر شپ کا مطالبہ تھا، اور اس کے نتیجے میں
 سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی، وہ قریب قریب وہی
 پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے“^۲

”حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے
 عام رواج سے متاثر ہو کر، اور یا سے طلاق کی درخواست کی تھی“^۳
 ”حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا،
 اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور
 وہ کوئی ایسا فعل تھا، جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے، کسی فرماں روا
 کو زیب نہ دیتا تھا“^۴

”حضرت نوح علیہ السلام اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب
 اور جاہلیت کے جذبہ کا شکار ہو گئے تھے“^۵
 ”انبیائے کرام سے قصور بھی ہو جاتے تھے اور انہیں سزا
 بھی دی جاتی تھی“^۶

۱۔ تفہیمات ج ۱ طبع پنجم ص ۱۶۱	۲۔ تفہیمات طبع چہارم ص ۱۲۲
۳۔ تفہیمات دوم طبع دوم ص ۳۲	۴۔ تفہیم القرآن ج ۳ طبع اول ص ۳۲۴
۵۔ تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۲۲	۶۔ ماہنامہ ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۵ء ص ۱۵۸

جناب خمینی اور اہانتِ صحابہ | حضرات شیعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے تین کو اور

چند صحابہ کرام کے علاوہ پوری جماعتِ صحابہ کو العیاذ باللہ تحرّاء، بدوین، باغی اور مطلب پرست اور نہ جانے کیا کیا خیال کرتے ہیں۔ جناب خمینی صاحب کچھ ان سے لگ نہیں بلکہ مقدّس گروہ صحابہ کے بارے میں ان کے بھی عقائد اپنے گروہ ہی کے مانند ہیں۔

چنانچہ خمینی صاحب کی کتاب کشف الاسرار جس کے کفریات سے لبریز صفحات کا عکس اسی کتاب میں شامل ہے۔ چند اقتباسات کا ترجمہ یہ ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت واقعہ حاصل کرنے

کا ان کا جو منصوبہ تھا۔ اس کے لئے وہ ابتدا ہی سے سازش کرتے رہے اور

انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنائی تھی، ان سب کا اصل

مقصد اور مطمح نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی

تھا۔ اس کے سوا اسلام سے اور قرآن سے ان کا کوئی سروکار نہیں تھا۔“

”اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب

بھی یہ لوگ ان قرآنی آیات اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے مقصد اور

منصوبہ سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے جس کے لئے انہوں نے اپنے

کو اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیکاکھا تھا۔ اس مقصد

کے لئے جو حیلے اور دواویج ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے اور فرمانِ خداوندی

کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔“

”قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی

بات تھی۔ انہوں نے بہت سے قرآنی احکام کی مخالفت کی اور خداوندی فرمان

کی کوئی پرواہ نہیں کی۔“

”اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لئے قرآن سے ان آیات کا نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے یہ ان کے لئے معمولی بات تھی“

”اور اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کر سکتے تھے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی گھڑ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہو گا اور علی بن کو امامت کے منصب کے لئے نامزد کیا گیا تھا اور قرآن میں بھی اس کا ذکر دیا گیا تھا ان کو اس منصب سے معزول کر دیا گیا“

”اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمر ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ یا تو خود خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں یا جبریل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا، یعنی غلطی اور چوک ہو گئی“

”خمینی نے حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے بڑے درندہ دلی کے انداز میں (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وقت میں اس نے آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے رُوح پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ دل پر اس صدمہ کا داغ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔۔۔۔۔ اس موقع پر خمینی نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطن اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا، یعنی اس سے ظاہر ہو گیا کہ (معاذ اللہ) وہ باطن میں کافرو زندقہ کا پلہ تھا“

”اگر یہ شیخین (اور ان کی یارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے (جن میں امامت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کی گئی ہوئی) اسلام

سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصولِ حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلام کو ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں، تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابو جہل والولہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے،

”عثمان و معاویہ اور یزید ایک ہی طرح کے اور ایک ہی درجے کے چاچے“
(ظالم و مجرم) تھے۔

”عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک شامل، اُن کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہم نوا تھے، یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف ایک حرفِ زبان سے نکالنے کی ان میں جرأت و ہمت نہیں تھی۔“

اور اے عالم اسلام کے سنی مسلمانو! یہ بھی دیکھتے چلو کہ مسلمانانِ اہلسنت جو ابتداء سے آج تک ہیں اور اب سے قیامت تک رہیں گے ان کے بارے میں خمینی صاحب کیا رائے رکھتے ہیں۔ اور ہم غلامانِ صدیق اکبر، غلامانِ عمر فاروق اعظم، غلامانِ عثمان غنی اور غلامانِ علی مرتضیٰ کے سلسلہ میں ان کا کیا خیال ہے؟ آنجناب لکھتے ہیں:

”سنیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابو بکر و عمر قرآن کے صریح احکام کے خلاف جو کچھ کہیں، یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں اسی کو قبول کرتے ہیں اور اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ عمر نے اسلام میں جو تبدیلیاں کیں اور قرآنی احکام کے خلاف جو احکام جاری کئے۔ سنیوں نے قرآن کے اصل حکم کے مقابلہ میں عمر کی تبدیلیوں کو اور ان کے جاری کئے ہوئے احکام کو قبول کر لیا اور وہ انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔“

جناب مودودی شیعوں کے معتبر علیہ | یہ تو تھیں ایرانی رہنما جناب خمینی صاحب کی تصنیف کشف الاسرار کی باتیں۔

اب ذرا مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی جانب آیتے ہم یہ تو نہیں کہتے کہ مودودی صاحب مؤمنو خمینی صاحب کے ہم عقیدہ و ہم خیال ہیں۔ مگر اتنا تو ضرور عرض کرتے ہیں کہ توہین صحابہ میں انہوں نے اپنے بے باک قلم سے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ خمینی کے ہم مذہب انہیں اپنا، اور اپنے کام کا آدمی سمجھنے لگے ہیں۔ کسی کی گفتار و رفتار ہی اسے کسی طبقہ کا دوست اور کسی طبقہ کا دشمن بناتی ہے۔ اوراق تارتخ کی ورق گردانی نے مودودی صاحب کے ذہن سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قرآنی سیرت محو کر دی۔ اور معلوم نہیں کن جذبات کے تحت انہوں نے انبیاء کرام کی ذوات پر بھی تنقیدیں کیں اور صحابہ کرام کی حیات مبارکہ پر بھی اعتراضات وارد کئے۔ مولانا مودودی صاحب کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ وہ ناظر تصنیف ہے جس نے احترام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قلعہ شامخ میں شگاف ڈال دیا ہے۔ اور حد یہ ہے کہ فرقہ شیعوہ اس کتاب کو اہانت صحابہ کے لئے بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ایک شیعہ اخبار لکھتا ہے :

”ہاں شیعوہ، صحابہ کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے، اور بوقت ضرورت ان پر بحوالہ قرآن، حدیث و تارتخ تنقید کرتے ہیں..... ملحوظ رہے کہ برادران اہل سنت کے نزدیک بھی صحابہ کرام تنقید سے بالاتر نہیں ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کے جید سنی عالم مولانا مودودی مرحوم نے اپنی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ میں جا بجا صحابہ پر تنقید فرمائی ہے۔ اور یہ کتاب آج بھی کھلے بندوں بازار میں فروخت ہو رہی ہے۔“

خلافت و ملوکیت کی شیعیت نوازی کا اعتراف اس فرقہ کے ایک لیڈر کر نل

لحہ ہفت روزہ رضا کار لاہور۔

غفار مہدی نے بڑی دلہیت سے کیا ہے۔
 ”یہ چند سطریں میں مولانا سے اپنی عقیدت کے اظہار میں لکھ رہا ہوں
 مولانا سے میں پہلی بار ان کی مشہور تصنیف ”خلافت و ملوکیت“ پڑھ کر متعارف
 ہوا۔ اس کتاب کے مطالعہ نے میرے ذہن پر مولانا کی شخصیت کو ایک
 غیر متعصب عالم اور ایک عظیم تاریخ داں کی حیثیت سے تسلط کر دیا۔
 میں مولانا کو شیعہ سنی اتحاد کا علم بردار تصور کرتا ہوں اور اس لیے

جناب مودودی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد صحابہ کرام کے حق میں

جسے مودودی صاحب ہی سمجھ سکے ہیں۔ اس جہاد میں صحابہ بار بار غلطیاں کرتے
 تھے۔ صدیق اکبر بھی اسلام کے حقیقی مطالبہ کی تکمیل میں چوک جاتے تھے،
 خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں۔ سیدنا عثمان غنی کے
 دورِ خلافت میں جاہلیت کو نظام اسلامی میں گھس آنے کا موقع مل گیا تھا۔ ان باتوں
 کو جناب مودودی صاحب کی کتاب میں دیکھئے :

”صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی اسپرٹ سمجھنے میں بار بار
 غلطیاں کر جاتے“

صدیق اکبر پر تنقید ملاحظہ کیجئے :

”ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا بے نفس متورع اور سرِ پالہیت
 بھی اسلام کے نازک ترین مطالبہ کو پورا کرنے سے چوک گیا ہے“

خلفائے راشدین کی دینی و شرعی حیثیت کو پامال کرنے کا یہ اٹوکھا انداز
 قابلِ غور ہے۔

”خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں قرار پاتے

سید ہفت روزہ رضا کا۔ لاہور ۲۷/۱۲/۱۹۵۴ء سے ترجمان القرآن جنوری ۱۹۵۵ء

جوانہوں نے قاضی کی حیثیت سے کئے تھے ۱۱

حضرت سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ پیدائشی ہوئی کچھ بھی دیکھیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن پر اس کا عظیم (خلافت) کا بار

رکھا گیا، ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر

پیشروں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لئے قابلیت کے اسلامی نظام اجتماعی

کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا ۱۲

اسلام کی رُوح صادق سے نا آشنا جناب مودودی صاحب سرکار عثمان غنی

رضی اللہ عنہ میں غلطی نکالنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ سیلو بلاشبہ غلط تھا، اور

غلط کام بہر حال غلط ہے خواہ کسی نے کیا ہو، اس کو خواہ مخواہ کی

سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا، نہ عقل و نہ

کالتقاضا اور نہ دین ہی کا یہ مطالبہ ہے، کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی

نہ کہا جائے ۱۳

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر اہم طرز کی کا یہ منظر بھی دیکھتے چلیں:

”لیکن ان کے بعد جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جانشین ہوئے تو

رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے درپے اپنے

اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے، اور ان کے

ساتھ دوسری اسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض

بن گئیں ۱۴

شمال کے طویرینوں نے اتر لقمہ کے مال غنیمت کا پورا خمس مروان

۱۵ تجدید و احیائے دین ص ۲۳

۱۶

۱۷ خلافت و ملوکیت ص ۱۰۴ طبع دوم

۱۸ خلافت و ملوکیت ص ۱۱۶

کو بخش دیا (پانچ لاکھ دینار) ۱۱

جناب مودودی صاحب نے قرآن و حدیث سے بے گناہ اور محفوظ ثابت شدہ شخصیت دامادِ رسول، اعلیٰ الصحابہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر تاریخ کی جس کتاب کے حوالے سے ایسے ایسے اتہامات، اور بہتان لگائے ہیں اسی کتاب میں نقل روایت کے بعد یہ بھی درج ہے:

ولبعض الناس يقول

”بعض لوگ مروان کو پانچ لاکھ

اعطالہ ولا یصح۔

خمس کی رقم دینا بیان کرتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ۱۲

ہاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے معاندین یعنی شیعی فرقوں کی روایت ہی اگر مودودی صاحب کے نزدیک زیادہ معتبر ہے تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے یہ بات مودودی صاحب کے علم میں آئی چاہیے کہ خلافت و ملکیت کے صفحات پر انہوں نے جن رکیک اعتراضات کو بکھیرا ہے دورِ عثمانی میں فتنہ پر داز بلوائیوں نے انہی اعتراضات کو اُچھال کر حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کو بدنام کیا تھا۔ جس کا جواب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود اپنی زبان سے دے دیا تھا کہ

”میں نے جسے جو کچھ دیا ہے اپنے پاس سے دیا ہے میں مسلمانوں

کے مال کو اپنے یا کسی کے واسطے جائز نہیں سمجھتا، ۱۳

اصحاب نبی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو صحبت رسول کے اثر سے صبغۃ اللہ میں پورے طور پر رنگ گئے تھے اور جنہوں نے دنیا کو قرآنی اور مصطفوی رنگ میں ڈھالنے کے لئے جان و مال کی بازی لگائی۔ ان پر اگر کوئی یہ الزام دھرے کہ وہ یہودی اخلاق کے زیر اثر تھے تو یہ کتنا بھیانک جرم ہے۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

۱۴ تفصیل کے لئے تاریخ للطبری ج ۵ ص ۱۳۱۔

”چنانچہ یہ یہودی اخلاق ہی کا اثر تھا کہ مدینہ میں بعض انصار اپنے مہاجر بھائیوں کی خاطر اپنی بیویوں کو طلاق دے کر ان سے بیاہ دینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔“
 سیدنا خالد سیف اللہ جن کی خارا شگاف شمشیر نے اعدائے اسلام کے کلیجوں کو چھلنی کر دیا۔ اور جو شرک و کفر کے طوفانوں میں توحید و للہیت کی شمع فروزاں تا عمر جلاتے رہے۔ ان کے بارے میں جناب مودودی صاحب فرماتے ہیں :
 ”اسلام کی عاقلانہ ذہنیت کسی خفیف سے خفیف غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ اور اس معاملہ میں اس قدر نفس کے میلانات سے متنفر ہے کہ حضرت خالد بن ولید جیسے صاحب فہم انسان کو اس کی تمیز مشکل ہو گئی۔“

اور صحابی رسول، کاتب وحی پر الزام و بہتان کی اس شیمی روش کو بھی مد نظر رکھئے :

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس (زیاد) کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچا کہ زیاد انہی (ابوسفیان) کا ولد الحرام ہے، پھر اسے اسی بنیاد پر اپنا بھائی، اور اپنے خاندان کا فرد قرار دیا، یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے، وہ تو ظاہر ہی ہے مگر قانونی حیثیت سے بھی یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا، کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا، حالانکہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوسفیان نے ان کے مال سے جاہلی اصولوں کے مطابق نکاح کیا تھا۔ جس کو اسلام نے منسوخ کر دیا مگر اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو ولد الحرام یا غیر ثابت النسب قرار نہیں دیا۔“

۱۔ تفہیمات حصہ دوم طبع دوم حاشیہ صفحہ ۳۵۔ ۲۔ ترجمان القرآن ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ
 ۳۔ خلافت و ملوکیت ص ۱۵۲۔ تفصیل کے لئے تاریخ لابن الاثیر ج ۳ ص ۱۷۱ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۳

خمینی اقتدار میں اب قرآن کی کون سی تفسیر سامنے آئے گی جس سے دُنیا بھر کے مفسرین قرآن نابلد رہے اور انہیں اس کا سُراغ تک نہیں لگ سکا۔ اب یہ آنے والا زمانہ ہی بتائے گا۔

اسلام میں جن جدید راہوں کی کثرت و خمینی صاحب جدید تفسیرات قرآنیہ کے ذریعہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب مودودی صاحب بھی اس سلسلہ میں ان کے ہم خیال نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ:

”قرآن و سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پُرانے ذخیروں سے نہیں پہلے

مودودی صاحب بھی تفسیر و حدیث کے نئے ذخیرے ہی کے شائقین میں تھے، تمام مجتہدین اور ائمہ اعلام کے تحقیقی و علمی کارناموں کو منسوخ کرنے۔ اور نئی شاہراہ عمل تعمیر کرنے کی فکر میں تھے۔ انہی مقاصد کے لئے بزرگان سلف پر بے لاگ تنقیدیں کیا کرتے تھے۔ خود لکھتے ہیں:

”میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں جو کچھ حق پاتا ہوں اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب سنت کے لحاظ سے یا حکمتِ علمی کے اعتبار سے درست نہیں پاتا اسے صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں پہلے

تجدید و احیائے دین میں لکھتے ہیں:

”اس وقت کے حالات میں شاہراہ عمل تعمیر کرنے کے لئے ایسی مستقل قوت اجتہادیہ درکار ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی کے علوم اور منہاج کی پابند نہ ہو“

مودودی صاحب جس شاہراہ عمل کی تشکیل میں عمر بھر سرگرداں رہے۔

وہ اتنی عظیم و برتر شے ہے کہ اس سلسلہ میں انہیں علیٰ منہاج النبوتہ کے مسند نشین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی قطعاً نا کام نظر آتے ہیں :

”جب تک اجتماعی زندگی میں تغیر نہ واقع ہو کسی مصنوعی تدبیر سے نظام حکومت میں کوئی مستقل تغیر نہیں کیا جاسکتا۔ عمر بن عبدالعزیز جیسا زبردست فرمانروا، جس کی پشت پر تابعین و تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت تھی اس معاملہ میں قطعاً نا کام ہو چکا ہے یہ سہ

اور مودودی صاحب کی تحریر پڑھتے، معلوم نہیں وہ کس سنت کی تعریف کر رہے ہیں اور پتہ نہیں کس شریعت کی بدعت پر روشنی ڈال رہے ہیں — شریعت محمدیہ اور اسوۂ نبوی میں تو ان کی اس بات کا سُرّاع نہیں ملتا۔ انہوں نے لکھا :

”آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت یا اسوۂ رسول ہے

مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا۔ اور پھر اس کی اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے

شریعت کی نئی شاہراہ کھولنے سے پہلے ضروری تھا کہ پرانی شاہراہوں کو ناکارہ قرار دیا جائے چنانچہ ائمہ اعلام اور مجتہدین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر کس جرات و بے باکی سے اتہام طرازی کی گئی ہے۔ دیکھتے لکھتے ہیں :

”فقہاء کا قانون اپنی سختیوں کی وجہ سے عورتوں کی زندگیوں کو تباہ

۱۔ اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص ۲

۲۔ رسائل و مسائل اول ص ۳۴۸-۳۴۹

کرنے والا اور انہیں مُرتد بنانے والا ہے ﷺ
 مودودی صاحب کی نظر میں آج تک کوئی مجددِ کامل گزرا ہی نہیں بس
 آنجناب تجدید و احیائے دین کا کارنامہ انجام دیتے دیتے رہ گئے۔
 ”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجددِ کامل
 پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس منصب پر
 فائز ہو جاتے مگر کامیاب نہ ہو سکے ﷺ

اُمّ المؤمنین کی دُخراش ابانت | جناب خمینی صاحب اپنے اکابرین

شیعہ میں ملا باقر مجلسی کے بہت
 شیفتہ ہیں اور کشف الاسرار میں شیعوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اس کی کتابیں پڑھا
 کریں۔ اسی مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین ص ۳۲ پر بدترین بات لکھی ہے (جس کی
 نسبت معاذ اللہ) امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

”جب امام غائب، طاہر ہوں گے
 کہ چوں قائم ماظاہر شود عائشہ
 رازندہ کند تا براو حد بز ندو
 تو عائشہ کو زندہ کریں گے ان پر حد
 انتقام فاطمہ را از او بکشد ﷺ
 لگائیں گے اور فاطمہ کا انتقام لیں گے“

العیاذ باللہ یہ ہے خمینی اور رافضیوں کا عقیدہ اُمّ المؤمنین صدیقہ صدیق اکبر
 سیدہ طاہرہ عائشہ زوجۃ النبی رضی اللہ عنہا کے بارے میں۔ کتنی بدترین ہے وہ قوم
 جو اپنے رسول کی محبوبہ پر اتہام طرازی کر کے بھی خود کو مسلمان سمجھتی ہے۔
 اور دُنیا بھر کے اہل ایمان کے متاعِ ایمان پر بھی ڈاکے ڈالنا چاہتی ہے۔
 (خذلہم اللہ فی الدارین)

اپنے سینے میں ذرا بھی ایمانی غیرت رکھنے والا مسلمان شیعوں کے ان

۱۔ ترجمان القرآن مئی ۱۹۴۹ء ۲۔ تجدید و احیائے دین ص ۲۱
 ۳۔ حق الیقین ص ۳۲ ،

عقائد اور مزمومات کی نجاست کو دیکھ ہی کر سمجھ سکتا ہے کہ وہ کون سا فرقہ ہے اور اس کا اسلام سے دور کا بھی رابطہ ہے یا نہیں ؟
ان تمام حقائق کے باوجود مودودی صاحب اور ان کے مریدین خمینی کو عالم اسلام کا نجات دہندہ کیوں گردان رہے ہیں

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
سُطورِ بالا میں آپ مودودی صاحب کے خیالات و نظریات انبیاء و رسل صحابہ و تابعین اور ائمہ اسلام کے بارے میں ملاحظہ کرتے آرہے ہیں۔ آئیے میں آپ کو دکھاؤں کہ مودودی صاحب نے اُمّہات المومنین کی شان میں کیسی گستاخی کا جملہ لکھ مارا ہے۔ لکھتے ہیں :

”وہ دونوں (امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ و امّ المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کچھ زیادہ جری ہو گئی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی کرنے لگی تھیں۔“

مودودی قلم کے یہی سب تیور ہیں جن کو شیعوں نے ”حق گوئی“ سے تعبیر کیا ہے نیز انہیں اور ان کے گروپ کو اپنے کام کا سمجھ کر اپنایا ہے۔

جس حصول اقتدار کا خواب مودودی صاحب غم بھر دیکھتے رہے۔ اس میں خود تو کیا کامیاب ہوتے۔ اپنے ہی ایک ”ہم ذوق“ کو ایران میں کامیاب ہوتے دیکھا تو خوشی سے بلیوں اُچھلنے لگے۔ اور بڑھ کر اس کی تائید کی۔ اور مودودی صاحب کی ہمنوائی میں ان کے تمام مریدین و متوسلین نے بھی وہی راگِ لالچے۔

ایرانی شیعہ حکومت کے ناظم الامور محمد نجی دوست لکھتے ہیں :
”سولہ سال قبل علامہ آیت اللہ خمینی نے شاہ کے خلاف آواز

بلند کی تو مولانا مودودی وہ واحد شخصیت تھے۔ جو خمینی کے پیغام کو سمجھے،
 مودودی صاحب کو ایران کے شیعہ انقلاب سے ایسا گہرا تعلق تھا کہ اس کے
 لئے دُعا بھی کرتے تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۷۹ء کو آیت اللہ خمینی نے مودودی صاحب کے
 پاس اپنا ایک وفد بھیجا تھا۔ مودودی صاحب نے اس موقع پر بھی ایران اور شہدائے
 ایران کے حق میں دعا کی تھی جس کی تصویر جسارت کراچی میں چھپی تھی۔

ایرانی رہنما جناب خمینی صاحب اور جناب ابوالاعلیٰ
 مودودی بانی جماعت اسلامی کے درمیان

خمینی مودودی تعلقات

تعلقات کا اندازہ لگائیے پاکستانی شیعوں لیڈر ریٹائرڈ کرنل غفار مہدی لکھتا ہے:

”نشأۃ ثانیہ کے عظیم مجاہد آیت اللہ خمینی، مولانا مودودی کو بہت
 عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ بحیثیت
 اسلامی مفکر کے سید مودودی ایران میں پاکستان کی نسبت زیادہ
 بلند مقام رکھتے ہیں۔“

مودودی صاحب کی موت پر لاہور کے ہفت روزہ اخبار ”شیعہ“ نے اظہار
 تعزیت کرتے ہوئے مودودی صاحب کی شیعوں نوازی کا کھلا اعتراف کیا ہے:
 ”مرحوم اپنا مخصوص عقیدہ رکھنے کے باوجود ایک صالح کل انسان تھے۔
 اور حق بات کہنے میں ذرا بھی نہ جھکتے تھے۔ ان کی تصنیف خلافت و ملکیت
 ہمیشہ یادگار رہے گی۔“

۱۔ نوائے وقت راولپنڈی ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء

۲۔ جسارت کراچی مولانا مودودی نمبر ص ۱۱۵۔

۳۔ ہفت روزہ شیعہ لاہور ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء

خوش آمدید

شاہ ایران کا تختہ الٹنے کے بعد جب خمینی برسرِ اقتدار آئے تو ان کی خدمت میں جناب مودودی صاحب نے اپنے ماننے والوں کا ایک وفد روانہ کیا، اس کے ذریعہ باہمی عہد و پیمان کی توثیق ہوئی اور جماعت اسلامی کو ایران کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔

اسی طرح ایرانی شیعہ حکومت کی طرف سے جناب مودودی صاحب کے پاس جناب خمینی صاحب کا بھیجا ہوا ایک وفد، ارجنوری کو کراچی ایئرپورٹ پر اتر اٹھا۔ جس کے استقبال میں۔ جماعت اسلامی کے سربراہ اور دکان نے جو، جوش و خروش دکھایا۔ رنگ برنگے جھنڈے جھنڈیاں لہرائیں۔ شیعیت اور خمینیت سے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے کے بینر سجائے۔ بُت شکن خمینی پر درود بھیجے۔

○ خمینی ہمارا رہنما ہے

○ خمینی اور مودودی ہمارے رہنما ہیں۔

مودودی خمینی بھائی بھائی وغیرہ۔ نعرے لگائے۔ اور جماعت اسلامی کے پاکستانی مرکزِ اعظم منصورہ میں سب نے مل کر کھانا کھایا۔ اور پُر تکلف دعوت سے محفوظ ہوئے، اس کے لئے جناب مودودی صاحب کے جماعتی اخبار ہفت روزہ رسالہ ایشیاء ہی کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے۔ جسے مرکز تحریک، اچھرہ کی جانب سے

”درود بر خمینی بُت شکن“ کا عنوان دے کر طبع کیا گیا

”یہ بین الاقوامی خبر ہے کہ علامہ آیت اللہ روح اللہ خمینی کے ایلچی بانی

تحریک اسلامی مولانا مودودی کے نام ایک خصوصی پیغام لے کر پاکستان

۱۔ مرحوم (مودودی صاحب) اور ان کی جماعت نے ایران کے حالیہ انقلاب کی نہ صرف حمایت کی بلکہ اپنی جماعت کا ایک وفد ایران بھیجا، جس نے آیت اللہ خمینی کو مبارکبادی کا پیغام دیا۔ (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۔ تا ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

پہنچے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ علامہ خمینی جس طرح ایرانی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔ اسی طرح مولانا مودودی بھی مسلمانانِ پاکستان کی صحیح معنوں میں رُوح ہیں۔

یہ نمائندے، اگر جنوری کو کراچی اترے۔ ان کے استقبال کے لئے شیعہ رہنماؤں کے علاوہ جماعتِ اسلامی کراچی کے سرکردہ اصحاب بھی موجود تھے یہ دونوں نمائندے جواں سال اور شکیل۔ ان کے سُرخ و سپید چہروں پر چھوٹی چھوٹی ڈاڑھیاں بڑی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ پریس سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ وہ علامہ خمینی کا ایک پیغام مولانا مودودی کے نام لے کر آئے ہیں..... نعرہ عام طور پر لگایا جاتا تھا

بین شیعوں کی فرقہ نیست

رہبر ما خمینی ست، رہبر ما خمینی ست

پنجاب یونیورسٹی یونین کی بڑی بڑی بسیں ایرپورٹ کی ایک جانب کھڑی تھیں۔ جمیعت طلبہ کے نمائندے بھی خوش آمدید کے بینر لے ہوئے ایرپورٹ سے نکلنے والے راستے پر کھڑے تھے، اس راستے سے جوں ہی سامان سے بھری ہوتی ایک ٹرالی باہر آتی فضا نعروں سے گونج اُٹھی

○ رہبر ما خمینی است،

○ رہبر ما مودودی خمینی،

○ انقلاب انقلاب، اسلامی انقلاب،

○ مودودی خمینی بھائی بھائی،

انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ایران کی حالیہ تحریک سوفیصلہ اسلامی تحریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا دنیا بھر کی سربراہانِ آئینہ شخصیات سے رابطہ رہتا ہے اور مولانا مودودی ہمارے لئے سب سے اہم ہیں۔ پروگرام کے آخر میں ایرانی اسلامی تحریک پر متحرک دستاویزی رنگین فلم دکھائی گئی۔ مہمانوں

نے بزبان انگریزی خطاب کیا۔ شام کو ان مہمانوں نے جماعت اسلامی لاہور کے زیر اہتمام دفتر جماعت اسلامی شارع فاطمہ جناح میں بزبان فارسی خطاب کیا۔ اسی رات کو مہمانوں کے اعزاز میں منصورہ میں امیر جماعت کی طرف سے عشاء دیا گیا۔ اچھا

اس جماعتی اخبار کے ادارہ سے چند باتیں صاف ظاہر ہیں۔ اول یہ کہ جماعت اسلامی مودودی تنظیم کے لوگ بھی جناب خمینی کو آیت اللہ روح اللہ کہتے ہیں۔ دوم جیسے ایرانی قوم کے دل کی دھڑکن خمینی صاحب اسی طرح پاکستان کی روح مودودی صاحب ہیں۔ سوم شیعوں کا احترام و استقبال اور ان کے ساتھ تعلقات کوئی معیوب شے نہیں۔ چہارم ایرانی شیعہ حضرات کے لئے خمینی صاحب کی طرح مودودی صاحب بھی رہبر ہیں اور مودودی صاحب کے ہموا اپنے پیشوا ہی کی طرح خمینی صاحب کو بھی اپنا امام و مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔

خمینی اور مودودی صاحبان کا اتحاد یقیناً بین الاقوامی چیز ہے جس پر جماعت اسلامی کے لوگ جتنی بھی خوشی منائیں کم ہے۔ ہفت روزہ ایشیا میں غافل کرنا لوی کی نظم اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خدا کے نام پر ایران و پاک ایک ہوئے ہے ان کا سوز جنوں ایک و مزاج بھی ایک
ادھر خمینی اگر ہے ادھر ہے مودودی یہ کل بھی ایک تکلم تھے اور آج بھی ایک
سلام ملت ایراں کے جاں نثاروں کو کہ جن کے خون سے ہوئی کشت دین حق سیرا
جلارہی ہے چراغ یقیں ہر اک دل میں امام پاک خمینی کی فکر عالم تاب
بکس پناہ ملے گی نہ اب اندھیروں کو
اک آفتاب ادھر ہے اک آفتاب ادھر

۱۔ جماعتی آرگن ہفت روزہ ایشیا۔ جنوری ۱۹۷۹ء

۲۔ اخبار جماعت اسلامی ہفت روزہ ایشیا۔ لاہور ۱۳ مئی ۱۹۷۹ء

جناب مودودی صاحب اور ان کی تنظیم کے لوگ عام طور سے شیعوں کے پیچھے بلا جھجک نماز بھی پڑھتے ہیں۔ پاکستانی جماعت اسلامی کے رہنما جناب میاں محمد طفیل نے تو دورۂ ایران کے موقع پر اپنے دینی معمولات سے ثابت ہی کر دیا کہ ان کے نزدیک ”خمینی صاحب دُنیا بھر کے مسلمانوں کے رہنما ہیں“ میاں طفیل اور اسلامی تحریکوں کے نمائندوں نے تہران میں آقائے خمینی کی امامت میں نماز بھی ادا کی اور انہیں دین و دُنیا کا رہنما تسلیم کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔

حسرتِ ناکام | جناب مودودی صاحب کے ایران، شیعوں، قوم، اور خمینی صاحب سے کتنے بنیادی تعلقات تھے، سطور بالا میں اس کا وافر ثبوت فراہم ہو چکا ہے، باہم وفود کے تبادلے اور پیغامات جو مودودی صاحب کی طرف سے خمینی صاحب کو جاتے رہے۔ اور خمینی صاحب کی طرف سے مودودی صاحب اور ان کی تنظیم کے نام آتے رہے، یہ تو اندرون خانہ کی باتیں ہیں دوسرے کیا جانیں۔

تاہم ان دونوں رہنماؤں کی باہمی ملاقات نہ ہو سکی۔ اور مودودی صاحب یہ حسرتِ ناکام لئے ہوئے دُنیا سے چلے گئے۔ ممکن ہے یہ ملاقات ہو جاتی تو اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوئی سبیل منظرِ عام پر آتی جس کے لئے مودودی صاحب اور ان کے وظیفہ خوانوں نے مسز فاطمہ جناح کے دامنِ سیاست میں پناہ لی تھی۔ اور اقامتِ دین کا سارا پشوارہ ان عمل کے کوروں اور قلم کے مُنہ زوروں کا منہ دیکھتا رہ گیا تھا۔

جناب مودودی صاحب اپنی بیماری کی حالت میں بھی یہ تمنا رکھتے تھے کہ میں صحتیاب ہو جاؤں تو آقائے خمینی کے آستانے پر حاضری دوں۔

مگر۔۔۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاکِ شہرہ

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے اسٹاف رپورٹر نے ۱۹ اکتوبر
کی شام کو مودودی صاحب کی تعزیت میں منعقدہ تقریب میں شریک ذمہ داران
جماعت اسلامی کا یہ بیان بھی نوٹ کیا کہ:

”مولانا مودودی صحتیابی کے بعد ایران جا کر علامہ نجمی سے ملاقات
کرنا چاہتے تھے۔ مگر زندگی نے وفات کی۔“

اس تعزیتی جلسہ میں ایرانی ناظم الامور مولانا مفتی محمد امجد، مولانا صدر الدین
اصلاحی، مسٹر نسیم حجازی، پروفیسر سید منور حسین اور اراکان جماعت اسلامی
کافی تعداد میں موجود تھے۔

انتخاب محمد خیر

۱۱-۱۲
فون ۱۱۱-۱۱۱

جماعت اسلامی پاکستان

(شعبہ رسائل و رسائل)

۵۰۵، سید علیہ پاکستان، چیمبر وید

۳۳۴
۲۰۱۱-۱۲

محترمی و محرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ
آپ کا خط ملا۔ شیعوں سے اہلسنت کے اختلافات
تو بہت ہیں مگر یہ کفر و اسلام کے اختلافات نہیں ہیں۔
شیعہ کے بعض مفسرین اور مفسرین کے بعض شیعہ خاں بڑھ سکتا
ہے کیونکہ دونوں مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کی کافر دوسرے
مسلمان کے بعضے ہو جاتی ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے
جہان میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

علی گار

سرکار جماعت اسلامی پاکستان

نوائے وقت راولپنڈی ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء

مودودی صاحب کی موت پر شیعہ تعزیت

جناب مودودی صاحب
کے لئے خمینی، اور جناب

خمینی صاحب کے لئے جناب مودودی بہت اہم ہیں۔ اس کا اقرار و اظہار ہر طرف سے ہو چکا۔ اور مودودی جماعت سے ایرانی حکومت اور خمینی اقتدار کے تعلقات مودودی صاحب کی موت کے بعد بھی ویسے ہی بحال ہیں۔ مودودی صاحب کی موت پر خمینی حکومت کی طرف سے باقاعدہ ایک تعزیتی وفد آیت اللہ کی ندری کی قیادت میں اچھرہ آیا تھا۔ اور پھر مودودی صاحب کی قبر پر حاضر ہوا تھا۔ اور ان کے پسماندگان سے ملاقات بھی کی تھی۔ مودودی صاحب کی موت کو خمینی صاحب اور ان کی شیوخ برادری نے اپنا بہت خسارہ بتایا۔ اور مودودی صاحب کا جو وصف انہیں بہت پسند تھا، بعض نے اس کا ذکر بھی کیا۔

جناب آیت اللہ خمینی صاحب نے اپنے ہم مقصد
جناب مودودی صاحب کی موت پر بڑے دکھ درد کا اظہار کیا اور اسے دُنیا سے اسلام (جسے وہ اسلامی دُنیا سمجھتے ہیں) کا نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا:
”ان (مودودی صاحب) کی اسلامی فکر نے پوری اسلامی دُنیا میں انقلاب کی تحریک پیدا کر دی۔ ان کی ان کوششوں کے نتیجے میں انشاء اللہ دُنیا بھر میں اسی طرح اسلامی انقلاب برپا ہو کر رہے گا جس طرح ایران میں اسلام کو غلبہ نصیب ہوا،“
اسی طرح ایران کے اہم شیعہ عالم اور انقلابی تحریک کے رہنما آیت اللہ کاظمی شریعت مداری کہتے ہیں:

”ایران کی مسلم اُمت کے لئے مولانا مودودی کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جو انہوں نے شہنشاہ کی آمریت کے خلاف ایرانی عوام کی جدوجہد کے وقت انجام دیں،“

۱۔ ماہنامہ پیغام اسلام برمنگھم اکتوبر نومبر ۱۹۷۹ء ص ۱۱ ۲۔ ایضاً

مودودی صاحب کی موت پر ایرانی حکومت کے ذمہ دار شیعوہ رہنما کا ظلم شریعت مدار نے ایران اور شیعہ دنیا سے مودودی صاحب کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان دیا کہ :

”انہوں (مودودی صاحب) نے ملت اسلامیہ کی گراں قدر خدشا سرانجام دیں۔ اور ایران میں اسلامی انقلاب کی حمایت کر کے، ایرانی عوام کے دل موہ لے۔ وہ ہماری نوجوان نسل کے لئے روشنی کے مینار تھے ان کی وفات پر پورا ایران سو گوار ہے پلے مودودی صاحب کے لئے تعزیتی ادارہ لکھتے ہوئے ہفت روزہ شیعوہ کا مدیر رقم طراز ہے :

”انہوں (مودودی صاحب) نے جداگانہ شیعوہ دینیات کے اجراء کی (حکومت پاکستان کے نزدیک) حمایت بھی کی۔ اور بعض دیگر شیعوہ سُنی مسائل میں حق گوئی سے کام لیتے تھے“ پلے شیعوہ مجتہد نقی النقی اپنے محسن جناب مودودی صاحب کے متعلق بڑے متشکرانہ انداز میں معترف ہے :

..... مرجعیت صحابہ، موقف اہل بیت، اور جواز متوہ ایسے موضوعات پر انہوں (مودودی صاحب) نے بڑی فراخ دلی سے شیعوہ نظریات کی صداقت تسلیم کی ہے پلے

عرض بندہ | جناب خمینی صاحب کا تعلق شیعوہ فرقہ سے ہے جس کے بارے میں دنیائے اسلام کا نقطہ نظر بالکل واضح اور دو ٹوک ہے۔ مگر اس مقالہ میں ہم نے جناب مودودی صاحب کے رشتہات قلم کے کچھ نمونے بھی جمع کئے ہیں، جنہیں عالم اسلام کے ممتاز علماء و مفکرین نے نہایت

۱۔ ہفت روزہ شیعوہ لاہور ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء۔ ۲۔ ایضاً۔ ۳۔ متوہ اور اسلام ص ۶۵

مبغوض گردانا ہے۔۔۔۔۔ جناب مودودی صاحب کی ان عبارتوں پر کیا حکم لگتا ہے۔ اور تعزیرات شرعیہ میں سے یہ کس حکم میں آتے ہیں، اس کا فیصلہ تو مفتیانِ شرع مطہر۔ اور سند نشینانِ دارالافتاء کا منصب ہے ہم تو صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام، ازواجِ النبی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ و ائمہ رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں مودودی صاحب نہایت بے ادبی سے داخل ہوئے۔۔۔۔۔ اور وہ بارگاہ میں جہاں سے دُنیا کو ادب و آگہی کی دولتِ سرمدی میسر آئی، وہاں کا گستاخ و بے ادب اچھا نہیں کہا جاتا۔

ادب گاہِ ہیست زیرِ آسماں از عرشِ نازک تر
نفسِ گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اور اسی بے باکی و گستاخی نے مودودی صاحب کو شیعوں کا منظورِ نظر بنا دیا۔۔۔۔۔ اور خمینی صاحب نے ان کی تنظیم کو اہل سنت میں سے اپنی من پسند جماعت سمجھ کر اسے ہموار کر لیا ہے۔

جناب مودودی صاحب اپنے اور خمینی صاحب کے انقلابِ اسلامی کو یکساں سمجھتے تھے

ناتبین مودودی کا رویہ

اسی لئے تو انہوں نے اس انقلاب کی حمایت کی اور شیعہ مملکت کو، اسلامی جمہوریہ کی حیثیت سے ماننے منوانے میں لگ گئے۔ اب ان کے بعد ان کے ناتبین بھی اپنے رہنما ہی کے نقشِ قدم پر ہیں۔۔۔۔۔ نہیں بلکہ وہ تو شیعوں کو اہل سنت سے بڑا مسلمان ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

امیر جماعت اسلامی لاہور جناب اسعد گیلانی صاحب کا بیان ہے کہ:

”ایران کا اسلامی انقلاب اسلام کی عظمتوں کا امین ہے۔ یہ

بلاشبہ ایک اسلامی انقلاب ہے۔ اسے کسی خاص فرقے تک محدود کرنا کمالی

ہے۔ اگر اسے کسی خاص فرقے کا انقلاب گردانا گیا۔ تو پھر شاید قیامت تک

اسلامی انقلاب نہ آ سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمیں فرقہ بندی کو بھول کر ہر کلمہ گو کو مسلمان کہلانے کا حق دینا ہوگا اگر شافعی مالکی حنبلی اور حنفی وغیرہ مسلمان ہیں تو شیعہ ان سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ کیونکہ اہل تشیع امام جعفر صادق کی تعلیمات کے پیرو ہیں۔ جو امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں.....
امام خمینی اس دور کے سب سے بڑے لیڈر ہیں جنہوں نے مشرق و مغرب کی تمام ظالم طاقتوں کے مقابل ایک خدا کی قدرت پر انحصار کرنے کا عملی درس دیا ہے

کارپردازان جماعت اسلامی اب اس حد تک اتر آئے ہیں کہ دنیا کو خمینی انقلاب کی پیروی کی دعوت دیتے ہیں۔ گیلانی صاحب کہتے ہیں:

”اس وقت دُنیا اُس سلام میں خمینی کے انقلاب کی پیروی کرنے کی اشد ضرورت ہے..... امام خمینی تمام عالم اسلام میں منفرد اسلامی شخصیت ہیں۔ جنہوں نے عربیاتی اور فحاشی میں ڈوبے ہوئے ایران میں، اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے رائج کر دکھایا۔ جماعت اسلامی کے رہنما (اسد گیلانی) نے شیعہ حضرات سے بالخصوص کہا کہ وہ جماعت کو اپنا رفیق سمجھیں۔
اسد گیلانی صاحب نے ایرانی نمک خواری کا حق ادا کرتے ہوئے خمینی حکومت کو دور نبوی اور خلافت راشدہ کے مثل قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا:
”ایرانی انقلاب کوئی شعی انقلاب نہیں یہ اسلامی انقلاب ہے۔
انہوں نے کہا اسلامی حکومت حضور اور ان کے خلفاء کے دور کی طرح کی حکومت ہے“

۱۔ نوائے وقت لاہور ۱۲ فروری ۱۹۸۲ء

۲۔ نوائے وقت لاہور ۱۴ مارچ ۱۹۸۲ء

۳۔ جنگ کراچی ۱۰ فروری ۱۹۸۲ء

آخری عرض

ہم حضرات شیعہ سے تو ان کے دین و مذہب کے بارے میں باز پرس نہیں کرتے۔ مگر مودودی حضرات سے اس بات کی ضرورت و وضاحت چاہیں گے کہ شیعوں کے متفقہ کفری عقائد کے باوجود کون سی شے ہے جو آپ کو سُوئے خیمنی و ایران کھینچ رہی ہے۔ اور اس کا تعلق اقامتِ دین کے کس نازک مسئلہ سے ہے جس سے دُنیا بھر کے علماء و مفکرین اسلام غافل ہیں۔ ۹۔

اخیر میں ہم اپنے برادرانِ اہل سنت سے محض اس قدر عرض کریں گے کہ سطحِ عالم پر نت نئے سیاسی بازیگر اُبھر رہے ہیں اور اُبھرتے رہیں گے۔ مگر خدا را ان کے کند میں آکر اپنے اسلافِ عظام (برد اللہ مضاجعہما) کے نقوشِ قدم سے منحرف نہ ہونا۔ اسی میں دارین کی سعادت اور بھلائی ہے۔
 اللَّهُمَّ، اهْدِنَا الصِّرَاطَ السُّتَقِيمَ صِرَاطَ
 الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
 عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ آمین۔



ضروری گذارش

آپ سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ہمارا محبوب دین اسلام اوائل دور ہی سے دشمن کے حملوں کا نشانہ بن رہا ہے اور ہر دور میں نصرت الہیہ سے اس کی مدافعت کر نیوالے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے موجودہ زمانہ گذشتہ تمام ادوار سے خطرناک، کیونکہ اس وقت خارجی اور داخلی دونوں لحاظ سے اسلام کو عالمی پیمانے پر مجروح کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف یہود و نصاریٰ اور استشراتی مشنریاں اسلام کو نیست و نابود کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف قادیانیت، بہائیت، وہابیت اور شیعیت وغیرہ سے اسلام کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہمیں ہر محاذ پر نہایت دانشمندی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ ایران میں خمینی انقلاب کے بعد ساری دُنیا میں شیعیت کو اسلام بنا کر پیش کرنے کی مہم بہت تیز ہے جس سے مسلمانانِ عالم کو محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسی دینی و ملی ضرورت کے پیش نظر مفکر اسلام حضرت علامہ بدر القادری صاحب نے مستند حوالہ جات، سنجیدہ اسلوب اور عام فہم زبان کے تحت کتاب ”اسلام اور خمینی مذہب“ کو تحریر فرمایا ہے۔ اُمید ہے ہر دیندہ سنی مسلمان کتاب ہذا کے مندرجات کا توجہ و اہتمام کے ساتھ مطالعہ کرے گا اور اس پیغام کو ہر مسلمان تک پہنچانے میں کسی قسم کی قربانی سے پہلو ہی نہیں کرے گا۔

حدیث نبوی

عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ

قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم:
إذا ظهرت الفتن و البدع و سبت اصحابي فليظهر العالم علمه
و من لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس
اجمعين لا يقبل الله له صرفاً ولا عدلاً.

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہوا اور میرے اصحاب پر سب و شتم
ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیے کہ وہ (اس دینی مکدر فضا کے دفعیہ کے لئے)
اپنے علم کا ہتھیار کام میں لاتے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ فرشتوں
اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس کے فرائض نوافل درجہ قبولیت کو
نہیں پہنچیں گے۔

(رد مذہب شیعہ مصنفہ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ)

مطبوعہ استنبول (ترکی)